ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

# روضۃ الاصفیاء

ترجمہ

# قصص الانبیاء

عکسی

کتب خانہ اشاعت الاسلام (رجسٹرڈ) چوڑیوالان دہلی ۱۱۰۰۰۶

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکر ہے اس خدا کو کہ جس نے انبیاء کو دنیا میں لوگوں کی ہدایت کے واسطے ارسال کیا او[ر حمد]
ہے اس مولیٰ کو کہ جس نے پیغمبروں کی تلقین سے اپنے بندوں کو ایمان کی دولت سے مالا مال کیا پیغمبر[وں]
کے وسیلے سے عجائب قدرت الٰہی اور غرائب نامتناہی ہم سرگشتگان بادیۂ جہالت پر ظاہر ہوئے ا[ور]
انکے معجزوں کی شمع کفر کی ظلمت کو زائل کرنے کیلئے منور ہوئی اور درود نامحدود اس نبی محمو[د]
نام پاک جسکا محمدؐ ہے اور دین اسکا آخر زماں تک تائید الٰہی سے مؤید ہے اسکے طفیل [illegible] لوگ
نازل ہوا جس سے حال سب پیغمبروں کا نمود ہوا اور اگلی امتوں کی بے فرمانیاں سنکر [illegible] کلام الٰہی
ہمارا بہبود ہوا اور اسکی آل و اصحابؓ پر کہ جنھوں نے حضرت کے فیض سے حال [illegible] عبرت اٹھانے سے
واضح کیا اور دین کی راہ کو روشن اور منور کیا پیغمبروں کے احوال سننے سے [illegible] انبیا علیہم السلام کا
اگلی امتوں کے حادثے دریافت کرنے سے زیادتی یقین کی اگرچہ علما [illegible] تقویت دین کی ہے اور
اور فارسی میں ابتدائے خلق سے تا قیامت کچھ باقی نہیں رکھا لیکن [illegible] ئے متقدمین نے تواریخ عربی
دین کے کام میں سست ہیں اور دنیا کے امور میں چالاک [illegible] اس زمانے کے لوگوں کی ہمتیں
میں مدت کا طول ہوتا ہے اسواسطے ان کا دل تحصیل [illegible] و چست ہیں عربی اور فارسی کی تحصیل
محمد طاہر نے بسبب ترغیب بعضے رئیسان اہل ایما[ن] [illegible] سے ملول ہوتا ہے اس لئے اس ہیچمدان قاصر
کے معتبر کتابوں سے خلاصہ کرکے احوال انبیا [illegible] ن اور محبان رسول آخر زمانؐ ساکنان شہر بمبئی
علیہم اجمعین زبان اردو میں لکھا اور نام [illegible] علیہم السلام و خلفائے راشدین و ائمۂ اربعہ رضوان اللہ
کا اجر عظیم بخشے اور اس عاصی کو بھی ثواب [illegible] اسکا روضۃ الاصفیا فی ذکر الانبیاء رکھا خدا انکو اس نیت خیر
پڑے تو روضۃ المصفا اور درج الد[رر] [illegible] بیم عنایت کرے اگر کسی کو اس کتاب کی روایتوں میں اشتباہ
کرلے اور جو مسلمان اس احوال [illegible] اور تفسیر مدارک اور روضۃ الاحباب میں دیکھ کر اپنا شبہہ رفع
اس عاجز کے لئے بھی خاتمہ [illegible] کے دیکھنے سے مستفید ہو تو ترغیب دینے والوں کے حق میں، اور
[illegible] بالخیر ہونے کی دعا کرے خدا اس کا بھی خاتمہ بالخیر کرے ذکر نور محمدی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیدائش کائنات کا روایت کرتے ہیں محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن آزر بخاری رحمۃ اللہ علیہم حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے کہ ایک روز میں جناب رسالت مآب صلی اللہ وآلہ وسلم کی خدمت سراسر سعادت میں بیٹھا تھا کہ جابر بن عبداللہؓ انصاری نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر تصدق ہوں فرمایئے کہ اللہ تعالٰی نے سب سے پہلے کون چیز پیدا کی حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا سب موجودات سے پہلے اس خالق مطلق نے میرا نور پیدا کیا ہزار برس تک وہ نور میرا قدرت الٰہی سے عظمت الٰہی کے مشاہدے اور تسبیح اور سجدے میں مصروف رہا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ نور محمدی بارہ ہزار برس تک عالم تجرد میں مشغول بعبادت رہا پھر حق تعالٰی نے اس نور سے ایک گوہر پیدا کیا اور اپنی نظر جلال سے اس پر دیکھا وہ جوہر نظر ہیبت الٰہی سے پانی ہو کر ہزار برس تک بہتا رہا پس اسے دس حصے کیا پہلے حصہ سے عرش بنایا اس کے چار ہزار رکن کیئے ایک رکن سے دوسرے رکن تک چار ہزار برس کی راہ ہے بعدہ چار فرشتے پیدا کیئے ایک بصورت آدمی دوسرا بہیئت شتر تیسرا بہ پیکر کرگس چوتھا بہیکل گاؤ پاؤں ان کے تحت الثریٰ اور مونڈھے اُنکے عرش سے لگے ہوئے ہیں ان کو حکم الٰہی ہوا کہ عرش کو اٹھالو انھوں نے ہر چند زور کیا مگر نہ اٹھا سکے پھر ارشاد ہوا کہ ہم نے تم کو ہفت آسمان اور زمین کا زور دیا اٹھالو پھر انھوں نے قوت کرکے چاہا کہ اٹھاویں پھر بھی نہ اٹھ سکا بعد اس کے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ یہ تسبیح پڑھ کر اٹھالو سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکَمَالِ وَالْجَمَالِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔

جب فرشتوں نے یہ تسبیح پڑھی قدرت الٰہی سے عرش اٹھالیا دوسرے حصے سے قلم بنایا طول اُسکا پانصد سالہ راہ اور عرض چہل سالہ راہ ہے تیسرے حصے سے لوح محفوظ بنایا بلندی اسکی صد سالہ راہ اور عرض صد سالہ راہ اور اطراف اس کے میں یاقوت جڑا ہے پھر قلم کو حکم ہوا کہ لکھ عرض کیا کیا لکھوں فرمایا لکھ علم میرا میری خلقت میں عرض کیا ابتدا کس کام سے کروں فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے قلم نے ہزار سال میں بسم اللہ کو لکھا بعدہ بفرمان رب جلیل یہ لکھا اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ مَنِ اسْتَسْلَمَ لِقَضَائِیْ وَصَبَرَ عَلٰی بَلَائِیْ وَشَکَرَ عَلٰی نَعْمَائِیْ وَرَضِیَ بِحُکْمِیْ کَتَبْتُہٗ صِدِّیْقًا وَّبَعَثْتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَسْلِمْ لِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ وَلَمْ یَرْضَ عَلٰی حُکْمِیْ فَلْیَخْتَرْ رَبًّا سِوَائِیْ یعنی میں معبود ہوں نہیں کوئی لائق عبادت کے مگر میں اور میرا محمد رسول ہے جو تابع ہوا میری قضا کا اور صبر کیا میری بلا پر اور شکر کیا میری نعمتوں پر اور راضی ہوا میرے حکم پر لکھوں گا میں اسے صدیق اور اٹھاؤں گا میں اسے قیامت کے دن صدیقوں کے ساتھ اور جو تابع نہ ہوا میری قضا کا اور صبر نہ کیا میری بلا پر اور شکر نہ کیا میری نعمتوں پر اور راضی نہ رہا میرے حکم پر پس چاہیئے کہ اختیار کرے معبود سوائے میرے پھر لکھا قلم نے عدد نظرات امطار و

اوراق اشجار اور ریگ بیابان اور جو جو ہونیوالا ہے قیامت تک لکھے ہیں کہ جب قلم نے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنا تو عرض کیا کہ خداوندا تو بیمثل ہے و بے مانند پس یہ نام بزرگ تیرے نام کے ساتھ کس کا ہے جناب باری تعالیٰ سے ندا آئی کہ یہ نام میرے حبیب کا ہے وہ مقصود آفرینش کا ہے اگر میں اُسے پیدا نہ کرتا تو قدرت اپنی ہویدا نہ کرتا جب یہ حکم حق ہوا ہیبت الٰہی سے سینہ قلم کا شق ہوا مروی ہے کہ لوح جنبش میں آئی کہ میرے مانند کوئی نہیں ہے کیونکہ مجھ پر علم خدائی کا لکھا گیا ہے جناب باری سے یہ آواز آئی یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ ۝ یعنی مٹاتا ہے اللہ اور رکھتا ہے جس بات کو چاہتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب چوتھے حصہ سے آفتاب پانچویں سے ماہتاب چھٹے سے بہشت ساتویں سے روز آٹھویں سے فرشتے نویں سے کرسی دسویں سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا اور اس نور مبارک کو داہنی طرف عرش کے تسبیح و تقدیس میں مشغول رکھا۔ روایت ہے کہ نیچے کرسی کے ایک دانہ یاقوت پیدا ہوا بلندی اور عرض اس کا پانچ سو برس کی راہ ہے۔ اس دانہ پر اللہ جل شانہ نے نظر کی ہیبت سے وہ خود بخود پگھل گیا پانی ہوا بعد اس کے صبا دبور جنوب شمال کو پیدا کر کے حکم فرمایا کہ تم ہر چاروں گوشے پر اس پانی کے موج کرد کف نکالو تو قدرت الٰہی سے آگ پیدا ہو کر اس پانی پر گئی اس سے دھواں نکل کر کرسی اور پانی کے بیچ میں ہوا پر معلق ہو رہا اس دھوئیں کو حق تعالیٰ نے سات پارہ کیا ایک پارے سے پانی کا آسمان اور دوسرے سے تانبے کا آسمان تیسرے سے لوہے کا آسمان چوتھے سے چاندی کا پانچویں سے سونے کا چھٹے سے مروارید کا ساتویں سے یاقوت کا آسمان ہوا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک فاصلہ پانصد سالہ راہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ساتھ قدرت کاملہ اپنی کے اس پانی کے کف سے پشتہ خاک سرخ کا پیدا کیا اسی جگہ جہاں اب خانہ کعبہ ہے حضرت جبرئیل اور میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتہ خاک کے پھیلادو اس کے پھیلانے سے یہ زمین ہوئی۔ روایت ہے کہ ایک روز عبداللہ بن سلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ زمین کو کس چیز سے قرار ہے فرمایا کوہ قاف سے اور کوہ قاف بنا ہے زمرد سے اور آسمان کی یہ سبزی اسی کی پرتو ہے بلندی کوہ قاف کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور کوہ قاف کے اُس پار سات زمینیں مشک کی اور سات کافور کی اور سات چاندی کی ہیں اور ستر ہزار علم ہیں اور نیچے ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں راوی نے پھر عرض کی یا رسول اللہ بعد اس کے کیا ہے فرمایا ایک اژدہا ہے طول اسکا دو ہزار سالہ راہ ہے اور یہ سب عالم اس کے حلقہ میں ہے اور فرمایا کہ ساتویں زمین پر فرشتے اور چھٹی زمین پر شیطان اور اس کی اولاد اور پانچویں زمین پر دیو اور چوتھی پر سانپ اور تیسری پر جانوران گزندا اور دوسری پر پریاں اور پہلی زمین پر سب آدمی ہیں اور نیچے ساتویں کے ایک گائے ہے اسکے چار ہزار سینگ ہیں ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک پانصد سالہ راہ کی مسافت ہے اور یہ سات طبق زمین اس کے سینگوں کے درمیان ہے اور وہ گائے کھڑی ہے ایک مچھلی کے مہرۂ پشت پر اور وہ مچھلی پانی پر ہے عمق اس پانی کا چہل سالہ راہ اور وہ پانی ہوا پر معلق ہے اور ہوا تاریکی پر اور تاریکی دوزخ پر اور دوزخ ایک سنگ آسمانی پر اور وہ

سنگ فرشتے کے سر پر ہے اور وہ فرشتہ ہوا پر استادہ ہے اور ہوا قدرت قادر سے معلق ہے اور قدرت اسکی بے پایاں ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ تحت الثریٰ نام ہے گل تر کا وہ ساتویں زمین کے نیچے ہے اور نیچے ثریٰ کے دوزخ ہے اس میں ایک سردار ہے اسکا .... مالک اور انیسؑ فرشتے مالک کے زیر حکم ہیں قولہ تعالیٰ عَلَیۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ۔ داہنی طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ اور بائیں طرف بھی ستر ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ پر ستر ہزار ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار انگلیاں اور ہر انگلی پر ایک ایک اژدہا ہے اور ہر اژدہے کے سر پر ایک سانپ ہے کہ درازی اسکی ستر ہزار سالہ راہ ہے اور ہر سانپ کے سر پر ایک بچھو ہے اگر دوزخیوں کو ایک نیش مارے تو ستر برس تک درد سے لوٹتے رہیں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے اگر ایک ستون حشر کے میدان میں ڈالا جاوے اور سب جن و انس ملکر اسے ہلانا چاہیں تو ہل نہ سکے اُن فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ انھوں نے عرض کی خداوندا ایسی آتش سوزاں میں کسطرح جاویں جبرئیل نے بحکم رب الجلیل ایک خاتم بہشت سے لاکر اُن کی پیشانیوں پر اس سے داغ دیئے اس خاتم پر لکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ تا دوزخ کی آنچ ان پر اثر نہ کرے تب وہ انیسؑ فرشتے دوزخ میں گئے قیامت تک وہیں رہیں گے جو مومن پیشانی اور دل پر داغ محمدی رکھیگا تو ہرگز آتش دوزخ کا الم و صدمہ اُسے ہرگز نہ پہنچے گا اور دوزخ کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک گروہ تقسیم کیا گیا ہے طبقہ اولؔ جحیم دوسراؔ جہنم تیسراؔ سقر چوتھاؔ سعیر پانچواںؔ لظیٰ چھٹاؔ ہادیہ ساتواںؔ حطمہ مروی ہے کہ ایک دن جبرئیلؑ نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وحی گذرانی تھی کہ یکایک زلزلے کے صدمے سے زمین و پہاڑ ہل گئے اور اس کے ساتھ ہی ایک آواز ہولناک آئی کہ رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز تھی جبرئیلؑ نے عرض کی کہ یارسول اللہ آدم علیہ السلام کے آگے سات ہزار برس سے ایک پتھر ہزار من کا دوزخ میں ڈالا گیا تھا آجتک وہ نیچے چلا جاتا تھا ابھی وہ قعر حطمہ میں پہنچا یہ اس کی آواز تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا وہ کس کی جگہ ہے عرض کی کہ منافقوں کی قولہ تعالیٰ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ فِى الدَّرۡكِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ۔ اور چھٹے درجے میں مشرکین رہیں گے اور پانچویں درجے میں بت پرست اور چوتھے درجہ میں مے فروش اور تیسرے درجے میں ترسا اور دوسرے درجے میں جہود اور پہلے درجے میں تمہاری امت کے گنہگار رہیں گے اور دوزخ کے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کی راہ ہے اور ایک سرپوش سنگین کہ جسکا عرض پانصد سالہ راہ ہے دوزخ کے منہ پر رکھا ہے اور دوزخ کے نیچے ایک فرشتہ مچھر کی پیٹھ پر کھڑا ہے اس کے نیچے ایک مچھلی ایسی بڑی ہے کہ دم اس کی ساق عرش سے لگی ہے اور ایک گائے فردوس اعلیٰ کی کہ ستر ہزار اس کے سینگ ہیں اور زمین میں گڑے ہیں اس مچھلی کی پیٹھ پر کھڑی ہے اگر وہ لغزش کرے تو تمام عالم تہ و بالا ہو جائے روایت ہے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ ہر آسمان پر بیشمار فرشتے ہیں وہ سب بحکم خدائے تعالیٰ تسبیح و تقدیس و تہلیل و تحمید و تمجید و تکبیر میں مشغول ہیں اگر ایک پل یاد الٰہی سے غافل ہوں تو تجلی انوار الٰہی سے جل بھن کر خاک

ہو جاویں یہ فرشتے بعضے گائے کی شکل ہیں بعضے سانپ کی بعضے گدھ کی اور بعضوں کا آدھا بدن برف کا اور آدھا آتش کا بعضے قیام میں بعضے رکوع میں بعضے سجود میں اور بعضے قعود میں ہیں باوجود اس عبادت کے قیامت کے دن عذر خواہی کریں گے سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ پھر خالق نے یہ سات دن پیدا کئے یکشنبے کے دن حاملان عرش کو پیدا کیا دوشنبے کو سات طبق آسمان سہ شنبہ کو سات طبق زمین چہارشنبہ کو تاریکی پنجشنبہ کو منافع زمین جمعہ کو آفتاب و مہتاب و تاروں کو اور سب آسمانوں کو جنبش دیا اور روز شنبہ کو تمام جہاں کی خلقت سے فراغت کی ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ریگ کو پیدا کر کے ہوا کو حکم کیا تو ایک حصہ اسکا زمین پر اور ایک حصہ کو زیر زمین لے گئی بعدہ آتش بے دود پیدا کر کے اس سے قوم بنی جان کو مخلوق کیا جنوں سے جہاں بھر گیا ان پر اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر یوسف نام بھیجا جنوں نے اس پیغمبر کی نصیحت نہ مانی بلکہ اسے مار ڈالا اور زمین پر ظلم کرنے لگے تب اللہ تعالیٰ نے عزرائیل ع کو اور فرشتوں کے ساتھ بھیجا انھوں نے سب کو مار کر جہان کو ان کی آلایش سے پاک کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ذکر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا راویان معتبر سے روایت ہے کہ جب ارادہ الٰہی واسطے خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے بموجب آیہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور ظہور ریاست بنی آدم کے متعلق ہوا تب حضرت عزرائیل ع کو حکم ہوا کہ ایک مٹھی خاک ہر ایک قسم کی سرخ اور سفید اور سیاہ زمین سے لاویں عزرائیل ایک مٹھی خاک رنگا رنگ تمام روئے زمین سے جمع کر کے لائے اور بموجب حکم الٰہی کے درمیان مکہ اور طائف کے رکھی اللہ تعالیٰ نے باران رحمت اس مٹی پر برسایا اور اپنی قدرت کاملہ سے پتلا حضرت آدم علیہ السلام کا اس مٹی کے خمیر سے بنایا اور چالیس برس تک وہ قالب بیجان وہاں پڑا رہا جب عنایت الٰہی نے چاہا کہ ستارۂ اقبال حضرت آدم علیہ السلام کا روشن اور رتبۂ شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر مبیّن ہوا روح پاک کو حکم صادر ہوا کہ کالبد میں آدم ع کے درآ تب روح لطیف نے خاک کثیف میں جانے سے انکار کیا خطاب رب الارباب کا روح کو پہونچا اُدْخُلْ اَیُّھَا الرُّوْحُ فِیْ ھٰذَا الْجَسَدِ یعنی اے جان داخل ہو اس بدن میں جب روح قالب میں آدم کے سر مبارک کیطرف سے داخل ہوئی جس جگہ روح پہونچتی تھی بدن خاکی جو مانند ٹھیکری کے تھا گوشت اور پوست سے بدلتا جاتا تھا جب روح سینۂ مبارک تک پہونچی تو حضرت آدم ع نے ارادہ اُٹھنے کا کیا وہیں زمین پر گر پڑے اسواسطے حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ؕ یعنی ہے انسان جلد باز اور اسی حالت میں حضرت آدم نے چھینکا اور الہام الٰہی سے کہا الحمد للہ اس کریم اور رحیم نے اپنی رحمت سے فرمایا یرحمک اللہ سب سے اول جلوۂ رحمت الٰہی کا شامل حال حضرت آدم ع کے ہوا اور بھید سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ کا ان کے طفیل سے نصیب بنی آدم کے ہوا بعد اس کے ایک فرشتہ بموجب حکم الٰہی کے ایک خلعت مرصع بہشت سے لایا اور حضرت آدم ع کو ساتھ تشریف خلعت الٰہی کے مشرف کیا اور تخت عزت اور عظمت پر بٹھایا نقل ہے کہ فرشتے ابتدائے پیدائش آدم علیہ السلام سے آپس میں کہتے تھے کہ جسکے تئیں خدائے تعالیٰ خاک سے پیدا کر کے مسند خلافت پر بٹھاویگا تو وہ ہم سے خدا کے نزدیک زیادہ

عزیز نہ ہوویگا اور ہم جو بارگاہ علام الغیوب میں دن رات رہتے ہیں علم ہمارا اس سے زیادہ ہووے گا
حق تعالیٰ نے بموجب حکم آیہ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ تمام چیزوں کے نام حضرت آدمؑ کو الہام کر کے حکم کیا
کہ فرشتوں سے ان چیزوں کے نام پوچھو جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ
هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ یعنی خبر دو میرے تئیں ان چیزوں کے نام سے اگر تم سچے ہو تب فرشتے جواب
سے عاجز ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہو کر بولے سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ یعنی پاک ہے تو اور نہیں علم ہمارے تئیں مگر جو تو نے سکھایا ہم کو اور تو عالم اور دانا ہے
تب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو کمال ظاہر اور باطن سے آراستہ کر کے واسطے زیادتی تعظیم اور تکریم کے ملائک عظام
کو جو آدم علیہ السلام کے تخت کے گرداگرد صف باندھے مؤدب کھڑے تھے حکم کیا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا
اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ یعنی سجدہ کرو آدم کے تئیں بمجرد حکم الٰہی کے سب فرشتوں
نے بلا عذر و تکرار حضرت آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس ملعون نے انکار کیا اور بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں اسواسطے
کہ میرے تئیں آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اس نافرمانی سے شیطان ملعون ابدی ہو کر راندہ گیا
اور فرشتوں سے نکالا گیا حضرت آدمؑ بہشت میں رہنے لگے طبیعت اونکی مشتاق جلیس ہمدم اور انیس محرم
کی ہوئی تب حضرت آدمؑ پر خوابؑ نے غلبہ کیا وقت خواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام
کے پہلوئے چپ سے حضرت حوّا کو پیدا کیا جب حضرت آدم بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت پاکیزہ انکے
پاس بیٹھی ہے ان کی طبیعت ہمایوں اور صورت میمون کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور پوچھا کہ تو
کون ہے حضرت حوّاؑ نے کہا میں تیرے بدن کا جزو ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے تیری پسلی سے تجھ کو پیدا
کیا ہے نقل ہے کہ حسن اور جمال حضرت حوّاؑ کا اسقدر تھا کہ تمام عالم کی خوبی سو حصے تھی اسمیں نوّے
حصے حسن حضرت حوّاؑ کو اور دس حصے باقی عالم کو عنایت فرمایا تب آدمؑ سجدہ شکر کا بجالائے جناب الٰہی
نے ان کا عقد نکاح روبرو حاملان عرش اور ساکنان سمٰوات کے باندھا اور ان دونوں کو حکم ہوا کہ
اے آدمؑ و حوّاؑ تم دونوں اس بہشت میں رہو اور سب میوے اس بہشت کے کھاؤ مگر اس درخت
کے نزدیک مت جاؤ یعنی گیہوں کے درخت میں سے کچھ مت کھاؤ جب ابلیس لعین نے آدمؑ کو سجدہ نہ
کیا اور راندہ گیا اور فرشتوں سے نکالا گیا اس سبب سے آتش کینہ اور حسد اسکے باطن میں شعلے مارتی تھی
اور ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی صورت سے بہشت میں بیٹھے اور آدمؑ کو وہاں سے نکالے پہلے
تو طاؤس سے دوستی کی کہ میری دوستی کے حق تیرے اوپر ثابت ہیں اور آگے ہم تم ایک مکان میں
رہتے تھے یہ التماس تجھ سے ہے کہ مجھ کو اپنے بازو پر بٹھا کر بہشت میں پہنچا دے کہ میں اپنے دشمن سے
بدلہ لوں طاؤس نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ تو یہ بات سانپ سے کہہ تب شیطان سانپ کے
پاس گیا اور اپنے فریب کے منتر سے اسکو فریفتہ کیا سانپ اس کو منہ میں رکھ کر بہشت میں لے گیا اور
نگہبان بہشت کو مطلق خبر نہوئی پھر ابلیس حضرت آدمؑ اور حوّاؑ کے پاس گیا اور رونا شروع کیا حضرت
آدمؑ اور حوّاؑ نے پوچھا کیوں روتا ہے اور انھوں نے شیطان کو نہیں پہچانا تب شیطان نے کہا میں تم کو
نصیحت کرتا ہوں مجھ کو تمہارے حال پر رونا آتا ہے کہ تم اس بہشت سے نکالے جاؤ گے اور یہ بہشت کی

لہ خواب کے وہ معنی نہیں ہیں جو متعارف ہیں بلکہ اس کو ایک غفلت کہ جسکو اونگھ کہتے ہیں لاحق ہوئی ۱۲ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب مصحح

نعمتیں تم سے سب لے لی جاوینگی اور لذت حیات سے ورد موت کا مزہ چکھوگے اُن دونوں کو اس بات
کے سُننے سے بہت غم ہوا ابلیس نے کہا اگر تم میرا کہا مانو تو میں تم کو ایک درخت بتا دوں اگر تھوڑا میوہ
اسکا تم کھاؤ تو ہمیشہ زندہ رہوگے اور صورت موت کی ہرگز نہ دیکھوگے حضرت آدمؑ نے پوچھا وہ درخت
کونسا ہے شیطان نے کہا وہی درخت ہے کہ جسکے کھانے سے حق سبحانہ تعالیٰ نے منع کیا تھا حضرت
آدمؑ نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ ہرگز مجھ سے نافرمانی خدا کی نہو گی جب شیطان نے قسم کھائی کہ میں تمہارا
خیر خواہ ہوں وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ بعد اسکے حضرت آدمؑ اٹھ کر چلے گئے اور شیطان حضرت
حوّاؑ کی خدمت میں جا کر اسی طرح اُن کے دل میں وسواس ڈالا اور سانپ نے شیطان کے کہنے پر گواہی
دی حضرت حوّاؑ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ سانپ تو خادم بہشت کا ہے اور وہ بھی موافق
اس شخص کے یعنی شیطان کے گواہی دیتا ہے اب تو میں پہلے اس درخت کا پھل کھاتی ہوں اگر کچھ خلل
ہو تو میرے واسطے خدا سے معافی مانگیو اور نہیں تو تم بھی کھاؤ کہ ہم تم دونوں تمام عمر نعمتیں بہشت کی
چین سے کھایا کریں گے ذکر آدم علیہ السلام کے بہشت سے نکلنے کا نقل ہے کہ جناب الٰہی نے
تو ازل میں ٹھہرایا تھا کہ آدمؑ کی اولاد مسلمان تو بہشت میں اور کافر دوزخ میں جاوے گی اور اگر سب اولاد
بہشت میں پیدا ہوتی تو دوزخ کیسے بھری جاتی اسواسطے گیہوں کا درخت سبب انکے بہشت سے نکلوانے
کا ہوا تاکہ دوست اور دشمن میں فرق ہو جاوے اور بنی آدمؑ کی قسمت میں جو مصیبتیں لکھی ہیں سو پہونچیں
علمائے مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت حوّاؑ نے تھوڑے پھل کھائے گیہوں کے اور ان کی تاکید
سے حضرت آدمؑ نے بھی کچھ کھائے ابھی تاثیر ان گیہوؤں کی حضرت آدمؑ کے معدے میں خوب نہیں ہوئی
تھی کہ لباس بہشتی ان کے بدن مبارک سے گر پڑا اور بدن برہنہ ہو گیا بناچاری واسطے ستر عورت کے
انجیر کے پتوں سے اپنا ستر عورت ڈھانکا حکم ہوا کہ اے آدمؑ تیرے برہنہ ہونے کا سبب کیا ہے عرض
کی کہ خداوندا سبب اسکا یہ ہے کہ تیری وصیت پر عمل نہ کیا اس درخت ممنوع سے برخلاف حکم کے
کھایا پھر آدمؑ نے کمال بیقراری سے عرض کیا کہ الٰہی سانپ اور طاؤس کہ بہشت کے امین تھے ان کے
بہکانے اور قسم کھانے سے یہ قصور ہوا روایت ہے کہ صورت سانپ کی ایسی پاکیزہ اور مطبوع تھی کہ
کوئی جانور بہشت میں ایسا نہ تھا حق تعالیٰ نے اس گناہ کے سبب سے اس کی صورت کو مسخ کیا اور
خاک اس کی خوراک ٹھہرائی اور پیٹ اور سینے کے بل زمین کو رگڑتا اور چھاتی کو چھیلتا رہے اور عذاب
حضرت حوّاؑ کو اور ان کی بیٹیوں کو جننے کا درد اور حیض کی آلودگی اور خاوندوں کے حکم میں رہنا اور انکی
تابعداری کرنا مقرر کیا اور تادیب حضرت آدمؑ کی جدائی حضرت حوّاؑ سے اور مشہور ہونا گناہ کا اور رنج اور
دکھ اور محنت اور مشقت واسطے معاش اور گذران کے مقرر پایا اور صورت طاؤس کی بھی بدل گئی چنانچہ
پاؤں تو اسکے بدصورتی میں ضرب المثل ہیں اسواسطے حکم الٰہی ہوا قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ یعنی اترو بہشت سے طرف زمین کے اور آپس میں تم سب دشمن ایک دوسرے کے ہو پس
آدمؑ اور حوّاؑ اور شیطان اور سانپ اور طاؤس روضۂ جنت سے منزل دنیائے دنی میں نہایت خواری اور
ذلت سے پہونچے روایت معتبر میں لکھا ہے کہ آدمؑ سراندیپ میں اور حضرت حوّاؑ جدے میں اور شیطان

سیستان میں اور سانپ اصفہان میں اور طاؤس کابل میں پڑے اور روز قیامت تک عداوت ابلیس میں اور بنی آدم میں پڑی رہے گی کہتے ہیں کہ حضرت آدم ؑ نے چالیس دن طعام اور پانی نہ کھایا اور درد جدائی میں حضرت حوا ؑ کے مبتلا رہے اور تین سو برس تک گریہ و زاری اور توبہ و استغفار میں مشغول رہے جب حضرت ارحم الراحمین نے اپنی کمال عنایت سے حضرت آدم ؑ کے دل میں یہ چند کلمے الہام کیے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ۵ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ بعد پڑھنے ان کلمات کے جبرئیل امین آئے اور خوشخبری عفو گناہ کی لائے حضرت آدم ؑ نہایت خوش و خرم ہوئے محنت اور مصیبت ساتھ نعمت اور راحت کے متبدل ہوئی اور بموجب حکم الٰہی کے تین روزے ایام بیض کے یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں کے رکھے تو بدن ان کا جو بسبب مصیبت گناہ کے اور رنج اور دکھ کے سیاہ ہو رہا تھا ان روزوں کی برکت سے صاف اور منور ہوا فائدہ غرض اس دعا کے لکھنے اور ان تین روزوں کے بیان سے یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ؑ کا اس دعا کی برکت سے گناہ معاف کیا اور تینوں روزوں کے اثر سے ان کے بدن مبارک کو روشن کیا تو ایسا ہی جو اولاد آدم ؑ اس دعا کو اپنا ورد کرے اور ان تین روزوں کی ہر مہینے میں عادت رکھے تو اس کے گناہ بھی معاف ہونگے اور اسکا دل جو گناہوں کی مصیبت سے سیاہ ہو رہا ہے صاف اور روشن ہو جائیگا بعد اس کے حضرت آدم ؑ کو حکم ہوا کہ خانہ کعبہ کی بنا کریں حضرت آدم ؑ نے جبرئیل ؑ کی تعلیم سے اور مدد سے ملائکہ کی کعبے کی بنیاد رکھی اور حجر اسود کو کہ اپنے .... ساتھ بہشت سے لائے تھے اور اس میں عہدنامہ اور قول و قرار روز الست کا خدا نے رکھا تھا کعبے میں ایک طرف کو جمایا بعد تمام کرنے کعبے کے مناسک حج اور طواف جبرئیل ؑ نے تعلیم کئے تب مراسم طواف سے فراغت پا کر جبرئیل ؑ کے کہنے سے کوہ عرفات پر چڑھے اور حضرت حوا ؑ بھی جدے سے حضرت آدم کی طلب میں پھرتی پھرتی عرفات پر آئیں لیکن بسبب طپش اور گرمی آفتاب کے اور متغیر ہونے رنگ کے ایک نے دوسرے کو نہ پہچانا حضرت جبرئیل ؑ کے بتلانے سے معرفت ہوئی بعد اس کے حضرت خلاق سے اجازت لیکر سراندیپ کو آئیں تب جبرئیل ؑ نے کچھ گیہوں اور روئی اور لکڑی پہونچائی اور کھیتی کرنا سکھایا اور دو بیل بھیجے اور حضرت آدم علیہ السلام بہشت کی نعمتوں سے جو بغیر محنت اور مشقت کے میسر ہوتی تھیں محروم ہو کر بڑی جانفشانی اور تردد سے روٹی پیدا کرنے لگے

قصہ ہابیل اور قابیل

قصہ ہابیل اور قابیل کا جب آدم ؑ حوا ؓ ملے اور آپس میں مل کر رہنے لگے حضرت حوا ؑ ہر بار جو حاملہ ہوتیں تو ایک بیٹا اور ایک بیٹی ساتھ پیدا ہوتی اور قابیل اور ان کی بہن اقلیما پیدا ہوئی پھر ہابیل اور ان کی بہن یہودا موجود ہوئی اور حضرت آدم ؑ کی شریعت میں بموجب حکم خدا کے یوں مقرر تھا کہ ایک پیٹ کی بیٹی اور دوسرے پیٹ کا بیٹا آپس میں بیاہے جاتے تھے اس واسطے آدم ؑ نے فرمایا کہ میں یہ نکاح بموجب حکم خدا کے کرتا ہوں اور فرمانبرداری خدا کی بندوں پر لازم ہے قابیل نے حکم باپ کا قبول نہ کیا جب حضرت آدم ؑ نے فرمایا کہ تم دونوں قربانی کرو جس کی قربانی مقبول ہو اقلیما اسکے نکاح میں آوے اور اس زمانے میں قربانی کا دستور یہ تھا کہ دو شخص آپس میں جھگڑتے تھے تو وہ دونوں اپنی قربانی پہاڑ پر رکھتے تھے اور ایک آتش سفید بے دود آسمان سے آتی تھی اور حق جس

کیجانب ہوتا تھا اس کی قربانی کو نابود کرتی تھی جب دونوں بھائی راضی ہوئے تو ہابیل نے ایک مینڈھا موٹا
تازہ اپنے گلّے میں سے جدا کیا اور قابیل ایک ٹوکرا گیہوں کا لے جا کر رکھ آئے جب یہ دونوں پہاڑ پر
قربانی کو رکھ آئے تو خدا کی قدرت سے ایک آگ آسمان کیطرف سے آئی اور قابیل کی قربانی پر کچھ اثر نہ
کیا ہابیل کی قربانی کی طرف جا کر اس سے کچھ نشان اور اثر باقی نہ رکھا اس سبب سے کینہ زیادہ اور بغض
قابیل کے دل میں پیدا ہوا اور ہابیل کو ڈرایا کہ میں تیرے تئیں قتل کرونگا ہابیل نے کہا کہ خدائے تعالیٰ
پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے اگر تو میری طرف ہاتھ چلاویگا تو میں تجھ پر ہاتھ نہ ڈالونگا قابیل سنگدل
نے وقت فرصت پا کر ہابیل مظلوم کے سر پر شیطان کی تعلیم سے ایسا پتھر مارا کہ ہابیل جان بحق تسلیم ہو کر
شہید اکبر ہوا اور قابیل کی گردن پر یہ گناہ کبیرہ اور اس بدعت کا وبال روز قیامت تک باقی رہا پھر قابیل
چند روز لاش ہابیل کی اٹھا کر ادھر اُدھر لئے پھرتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ کیا تدبیر کروں کہ لوگوں کی نظر
سے اسے چھپاؤں پھر حق تعالیٰ نے دو کوے بھیجے کہ آپس میں لڑنے لگے اور ایک کوّے نے دوسرے
کوّے کو مار کر اپنے پنجوں سے زمین کھود کر اس کوے کو دفن کر دیا جب قابیل نے کہا کہ افسوس میں
کوے سے بھی عاجز ہوں کہ اپنے بھائی کا عیب ڈھانک نہیں سکتا ہوں اس نے زمین کھود کر بھائی
کی لاش کو دفن کر دیا بعد اسکے جناب الٰہی سے حکم قصاص صادر ہوا کہ قابیل کو بعوض خون ہابیل کے
قتل کرو قابیل اس خوف سے بھاگ کر ملک یمن گیا اور آتش پرستی اختیار کی فصل حضرت آدمؑ ہمیشہ
کعبے کو واسطے حج کے جایا کرتے تھے ایکبار کوہ عرفات پر سوئے اور اللہ تعالیٰ نے انکی پشت سے تمام
اولاد کو جو روز قیامت تک پیدا ہوگی نیک بختوں کو توسیدھی طرف اور بدبختوں کو الٹی طرف کیا اور ان سب
کو حکم الٰہی ہوا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ آیا نہیں ہوں میں پروردگار تمھارا قَالُوْا بَلٰی کہا سب نے ہاں تو ہمارا رب ہے
حق تعالیٰ نے انکے اقرار پر گواہی فرشتوں کی لکھوا کر حجر اسود میں امانت رکھی اسی واسطے حضرت علی رضؓ
مرتضیٰ سے روایت ہے کہ جو کوئی حج کریگا تو حجر اسود اس کی گواہی دیگا فائدہ پہلا جب حضرت
آدمؑ نے کثرت اولاد کی دیکھی تو حضور رب العالمین میں عرض کی کہ خداوندا یہ مخلوقات بے نہایت دنیا میں
کیونکر سماوے گی حضرت ذوالجلال نے فرمایا اگرچہ دنیا میں یہ سب نہیں سمائے گی لیکن میں اپنی
قدرت کاملہ سے بعضوں کو زمین پر رکھونگا اور کسی کے تئیں بعد مرنے کے نیچے زمین کے اور بعضوں
کو باپوں کی پشت میں اور کسی کو ماؤں کے پیٹ میں جگہ دونگا فائدہ دوسرا حدیث میں آیا ہے کہ
بروقت عرض کرنے کے ذریات کے نظر حضرت آدمؑ کی جانب یمن میں ایک جوان پر پڑی کہ نہایت حسین
تھا اور روتا تھا حضرت آدمؑ نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا کہ ایک جوان ہے تمہاری اولاد میں
سے کہ داؤد پیغمبر مرسل اور مقبول بارگاہ عزوجل ہے اور رونا انکا ایک ادنیٰ لغزش کا سبب ہے جو اُن
سے ہوگی حضرت آدمؑ نے پوچھا کہ عمر اُن کی کتنی ہے کہا کہ ساٹھ برس کی ہے حضرت آدمؑ نے روبقبلہ
ہو کر دعا کی کہ خداوندا میری عمر تو نے ایک ہزار برس کی مقرر کی ہے چالیس برس میری عمر میں سے اسکو
عطا کر خدا نے یہ دعا قبول کی جب دنیا میں حضرت آدمؑ کی نو ۹ سو اور ساٹھ برس کی عمر ہوئی اور عزرائیل
واسطے قبض روح مبارک کے آئے حضرت آدمؑ نے فرمایا ابھی تو چالیس برس میری عمر کے باقی ہیں

حضرت عزرائیل نے کہا یہ چالیس برس تو تم نے روز میثاق میں حضرت داؤد کو بخشے ہیں حضرت آدمؑ کو یاد نہ رہا تھا اسواسطے منکر ہوئے اگرچہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کی عمر پوری کی لیکن بعد اسکے حکم بنی آدمؑ کو ہوا کہ آئندہ کو لینے اور دینے اور بخشش اور معاملات میں چاہیئے کہ قبالہ ساتھ گواہی گواہوں کے لکھا کریں تاکہ کسی کے تئیں مجال انکار کی نہ رہے جب حضرت آدمؑ پر غلبہ بیماری کا ہوا تب اُن کو رغبت اور خواہش بہشت کے میووں کی ہوئی اور اولاد کو واسطے لانے میوۂ بہشتی کے ارشاد کیا وہ جب باہر نکلے تو دیکھا کہ جبرئیل اور کئی فرشتے مع کفن اور خوشبو بہشت کی لئے آتے ہیں ان سے خواہش حضرت آدمؑ کی بیان کی جبرئیلؑ نے فرمایا کہ ہم اسواسطے آئے ہیں کہ ان کو انکے مطلب کے تئیں پہونچائیں بعد اس کے حضرت حواؑ کو اور لڑکوں کو فرمایا کہ تم یہاں سے جاؤ اور میرے تئیں خدا کے فرشتوں پر چھوڑ دو چنانچہ بعد ان کے اٹھنے کے ملک الموت واسطے قبض روح کے مشغول ہوئے حضرت آدم تسبیح و تہلیل میں مصروف تھے کہ ملک الموت نے اپنے کام سے فراغت کی اور کفن سے فراغت کر کے حضرت شیث علیہ السّلام نے بموجب تعلیم جبرئیلؑ کے نماز جنازہ کی پڑھی اور حضرت آدم کو دفن کیا اسواسطے نماز جنازے کی روز قیامت تک اولاد آدمؑ کے واسطے مقرر ہوئی **ذکر حضرت شیث علیہ السلام کا** جب حضرت آدمؑ ہابیل کی مصیبت میں بیقرار رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین کو ان کی تسلی خاطر غمگین کے واسطے بھیجا کہ حق تعالیٰ تیرے تئیں ایک فرزند رشید عنایت کریگا کہ اس کی نسل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سردار بنی آدمؑ کا پیدا ہوگا چنانچہ ہابیل کے مرنے سے پانچ برس کے بعد حضرت شیثؑ پیدا ہوئے اور وہ حسن صورت میں اور خوبی سیرت میں مشابہ حضرت آدمؑ کے تھے اور تمام اولاد سے حضرت آدمؑ کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدمؑ نے قبل وفات کے ان کو اپنا ولی عہد بنایا اور بطریق وصیت کے فرمایا کہ جب حادثۂ طوفان حضرت نوح کے زمانہ میں واقع ہو اگر تو اس زمانے کو پاوے تو میری ہڈیوں کو کشتی میں رکھوائیو تو غرق سے محفوظ رہے یا اپنی اولاد کو وصیت کر لو کہ اس طرح عمل میں لاوے اور حضرت شیثؑ اکثر اوقات حضرت آدمؑ کی زبان سے احوال بہشت کی لذت کا سنتے تھے اور آسمانی صحیفوں کا مضمون بھی دریافت کرتے تھے اسی واسطے روبرو حضرت آدمؑ کے تجرد خلق سے اور انس حق سے کیا تھا اور لوگوں سے تنہا ہو کر دنیا کی لذتیں چھوڑ کر اکثر اوقات وظائف اور طاعات میں مشغول رہتے تھے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ ان کو مدنظر رہتا تھا اور حضرت شیثؑ کے زمانے میں بنی آدم دو قسم کے تھے بعضے مطابعت حضرت شیثؑ کی کرتے تھے اور بعضے قابیل کی اولاد کی تابعداری میں مشغول تھے اور حضرت شیثؑ کی نصیحت سے بعضے تو راہِ راست پر آئے اور بعضے بدستور نافرمانی کی راہ پر قائم رہے جب نو سو اور بارہ برس ان کی عمر کے گزرے تو روح بدن مبارک سے پرواز کر کے عرش معلّیٰ کو پہونچی اور حضرت شیثؑ کی بعضی نصیحتوں میں یہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے کہ یہ خصلتیں اس میں ہوں اوّل خدا کو پہچاننا دوسرے نیک اور بد کو جاننا تیسرے بادشاہ وقت کا حکم بجالانا چوتھے ماں باپ کا حق پہچاننا اور ان کی خدمت کرنا پانچویں صلۂ رحم یعنی اپنی اپنایت کے لوگوں سے نیکی اور محبت کرنا چھٹے غصّے کو زیادہ حد سے نہ بڑھانا ساتویں محتاجوں اور مسکینوں کو صدقہ دینا اور ترحم کرنا آٹھویں گناہوں سے پرہیز اور مصیبتوں میں صبر کرنا۔ نویں شکر نعمت الٰہی کا کرنا

**ذکر حضرت ادریس علیہ السلام** کا نام مبارک انکا زبان عبری میں اخنوخ ہے جب اولاد قابیل کی عزرائیل کے بہکانے سے گمراہ ہوئی اور کفر اور شرک میں پڑی یہاں تک کہ رسم نکاح کی موقوف کر کے حرام کاری اور طرح طرح کی نابکاری کرنے لگے حق تعالیٰ نے حضرت ادریسؑ کو نبوت کی شرافت عنایت کر کے ان پر بھیجا بہت لوگ ان کی ہدایت اور دلالت سے انکار اور عناد چھوڑ کر راہ راست پر مستقیم ہوئے اور شقاوت ازلی سے نجات پا کر سعادت مند ہوئے اور جو لوگ کہ بسبب قساوت قلبی کے کفر اور شرک سے خوگر ہو گئے تھے ان کے دلوں پر حضرت ادریسؑ کی نصیحت کارگر نہوئی لوگوں کو توحید اور عدالت اور عبادت کی راہ پر دعوت کرتے تھے اور جس قدر نماز اور روزے ان کی شریعت میں مقرر تھے اور زکوٰۃ مال اور غسل جنابت سے امر فرماتے تھے اور حضرت ادریسؑ آپ اتنی عبادت کرتے تھے کہ ہر روز بارہ ہزار تسبیح کہتے اور فرشتے ان کی صحبت میں آتے جاتے تھے اور اعمال صالحہ اور افعال حسنہ اُنکے تمام مخلوق کی عبادت کے برابر آسمان پر لیجاتے تھے حضرت عزرائیلؑ یہ حال دریافت کر کے جناب الٰہی کی اجازت سے زمین پر آئے اور بصورت انسان انکی صحبت میں چند روز رہے حضرت ادریسؑ نے دیکھا کہ یہ شخص نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے شاید یہ فرشتہ ہے جب حضرت ادریسؑ کو معلوم ہوا کہ یہ ملک الموت ہے تب حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ چاہتا ہوں کہ شربت موت کا مجھ کو چکھاؤ حضرت عزرائیلؑ نے خالق ارواح سے اجازت لے کر ان کی روح کو قبض کیا پھر ان کی جان پاک کو ان کے قالب میں ڈالا پھر حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ مجھ کو بہشت اور دوزخ دیکھنے کا شوق بدرجۂ کمال ہے حضرت عزرائیلؑ نے خدا کے امر سے ان کو اپنے پروں پر بٹھا کر اوّل دوزخ کی سیر کروائی اور بعد اوسکے تماشائے نعیم بہشت کی نوبت آئی حضرت ادریسؑ جب سیر حور و قصور اور تماشائے دلبراں اور غلمان ... سے فارغ ہوئے حضرت عزرائیل نے کہا اب میرے ساتھ بہشت سے باہر چلیئے اور اس مکان سے نکلئے حضرت ادریسؑ تو قانون الٰہی سے بخوبی واقف تھے ایک تنہ درخت کو پکڑ کر کھڑے ہو رہے اور فرمایا کہ جب پیدا کرنے والا بہشت و دوزخ کا اس مکان سے مجھ کو نہ نکالے گا تو میں ہرگز باہر نہ جاؤں گا حق تعالےٰ نے ایک فرشتے کو ان دونوں کے قصے کے فیصلے کیواسطے بھیجا اول حضرت عزرائیلؑ نے تمام احوال ظاہر کیا پھر حضرت ادریسؑ نے جواب دیا کہ میں نے بمقتضائے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کے موت کے زہر کا شربت تلخ چکھا اور بموجب وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کے دوزخ میں وارد ہوا اور بموجب ارحم الراحمین کے جو بہشتیوں کے حق میں فرمایا وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا فقط حضرت عزرائیلؑ کے کہنے سے بغیر حکم خدا کے ہرگز باہر نہ نکلوں گا اسی وقت ندائے غیبی پہونچی بِاِذْنِيْ دَخَلَ وَبِاِذْنِيْ فَعَلَ هٰذَا یعنی میرے حکم سے داخل ہوا اور میرے حکم سے یہ کام ہے حق بجانب اس کے ہے کعب الاحبار سے روایت ہے کہ مراد اس آیت سے کہ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا پہونچانا حضرت ادریسؑ کا ہے اس مکان عالیشان میں بعد اسکے ادریسؑ بہشت سے باہر آئے اور چھٹے آسمان میں فرشتوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوئے اور وہاں موجود ہیں جب تک ارادۂ خدا ہو حضرت ادریسؑ بہت خوبصورت تھے اور گندمی رنگ اور قد مبارک مناسب تھا اور اکثر اوقات خاموش رہتے تھے اور چلنے کے وقت نظر مبارک قدموں پر پڑتی اور حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ سر نیکیوں کا تین چیزیں ہیں غصے کے وقت میں بردباری کرنا اور تنگی میں بخشش کرنا اور قابو پانے پر معاف کرنا اور فرمایا ہے کہ عقلمند

وہ آدمی ہے کہ تین قسم کے آدمیوں سے ہلکاپن نہ کرے ایک تو بادشاہوں سے دوسرے عالموں سے اور تیسرے دوستوں سے اس واسطے کہ گستاخی بادشاہوں کی تلخی عیش شیریں کی ہے اور حقارت عالموں کی نقصان دین کا ہے اور ہلکاپن دوستوں کا بے مروتی اور موجب نفرین ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ مصیبت میں تحمل اور قرار کرے اور درجۂ بلندی میں تواضع بے شمار کرے

# ذکر حضرت نوح علیہ السلام کا

جب حضرت ادریسؑ نے آسمان پر قیام کیا عالم دنیا کو شیطان نے فسق و فساد سے بے انتظام کیا اور روز بروز تمرد اور عصیان کا ظہور ہوا اور بہت گناہوں سے عالم بے نور ہوا جناب الٰہی نے حضرت نوحؑ کو واسطے انتظام احوال عالم کے اور اصلاح اعمال بنی آدم کے معبوث کیا اور نوسو پچاس برس کی عمر پائی اور اسی برس کے بعد وحی آسمان کی خبر آئی تمام عمر ادائے دعوت میں مصروف تھے اور کفار اور فجار میں ساتھ امر معروف اور نہی منکر کے معروف تھے ہر چند کہ جناب الٰہی میں انکی ہدایت کی دعا کرتے تھے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے فریب اور دغا کرتے تھے باوجود اس محنت اور مشقت اور وعظ اور نصیحت کے تمام عمر میں سوائے اسی آدمیوں کے کوئی اسلام نہ لایا اور حضرت نوحؑ کا ارشاد ان کے کام نہ آیا مفسرین نے آیت شریف وَمَآ اٰمَنَ مَعَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ ٥ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے فرمایا ہے اور اسی قدر اکثر اہل تواریخ کی کتابوں میں آیا ہے اور ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت ہے کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہیں اٹھائی ہے جتنی حضرت نوحؑ نے اپنی امت کے ہاتھوں سے مصیبت پائی ہے وہ کافر ہمیشہ ڈراتے تھے کہ ان باتوں سے باز آؤ اور ہمارے بتوں کی بدی سے ہاتھ اُٹھاؤ بار بار مجلس وعظ میں انکے مارنے سے بیہوش ہو جاتے تھے اور انکے صاحبزادے خبر پاکر وہاں سے اٹھا کر لے آتے تھے کفار وقت مرنے کے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے تھے اور اپنے کو کفر کے عقیدے پر مستحکم کر کے مرتے تھے کہ بیٹو ہر گز اپنے باپ اور دادا کے دین سے انحراف نہ کرنا اور نوح علیہ السلام کے کلمات پر اعتراف نہ کرنا جہاں تک ہو سکے حضرت نوحؑ کو دکھ اور ایذا دیجیو اور اپنا ٹھکانا جہنم میں کیجیو جب ایسی مصیبت میں سات قرن حضرت نوح علیہ السلام پر گزرے اور حضرت نوحؑ دل تنگ اور ناامید ہوئے تو حضرت رب العالمین سے وحی نازل ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام کے دل غمگین کو تسکین حاصل ہوئی کہ اے نوحؑ تو دل تنگ مت ہو اور آئندہ اُن سنگدلوں کے سب مت ہو جو ایمان لائے سو لائے باقی ایمان نہیں لاویں گے یہ تو شقی ازلی ہیں سب کے سب جہنم کو جاویں گے حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی خدایا ان کی نسل سے بھی کوئی ایمان لاویگا یا نہیں حکم ہوا یہ تو ایمان نہ لاویں گے اِنکا دل ہے سنگین اور آہنی پھر بھی حضرت نوح علیہ السلام نے بسبب کمال شفقت کے اور واسطے قطع کرنے الزام اور حجت کے فرمایا اے لوگوں اگر ایمان نہ لاؤ گے تو یہ سمجھو کہ عذاب الٰہی آیا قوم نے کہا کہ ہم تو محبت وَدّ اور سُواع اور یغوث اور یعوق کی جو ہمارے بُت ہیں ہر گز نہ چھوڑیں گے اور

تمہارے حکم کے برعکس اپنے سروں کو پتھروں کی پرستش میں چھوڑیں گے اور تو جو ہم سے بہت نزاع اور جدال کرتا ہے اور ہمارے بتوں کی تکذیب میں رات و دن قیل و قال کرتا ہے اگر تو سچا ہے تو ہمکو عذاب دکھلا اور اپنی تہدید اور تخویف بے اصل کی تاب دکھلا جب حضرت نوحؑ مایوس ہوئے اور کفار اپنے کفر میں منحوس حضرت نوحؑ نے کمال عجز و انکساری اور تضرع سے جناب باری میں پکارا اِنِّی کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا یعنی اور جب میں انکو دعوت اسلام کرتا ہوں تاکہ بخشے تو ان کو تو یہ انگلیاں کانوں میں ڈالتے ہیں اور کپڑے اپنے اوڑھ لیتے ہیں اور میری بات نہیں سنتے ہیں اور اپنے کفر پر ثابت رہتے ہیں اب تو یہ بندہ ناچار ہے اور تو خداوند قہار ہے الٰہی غارت کر ان سب کفار کو اور مت چھوڑ ان کے ملک اور دیار کو بارے تیر دعا کا نشانے پر واصل ہوا اور خطاب الٰہی واسطے انتظام کے نازل ہوا کہ ہم اس قوم کو طوفان سے ہلاک کر کے پانی کی راہ سے آتش دوزخ میں ڈالیں گے اور تجھ کو اور تیری اُمّت مومنین کو کشتی میں رکھ کر آفت طوفان سے سلامت نکالیں گے جب حضرت نوحؑ کی دعا سے اس قوم پر قحط پڑا اور توالد اور تناسل ان کا موقوف ہوا بعد اس کے بموجب حکم الٰہی کے جبرئیلؑ امین نے درخت ساج کے بونے کا حکم کیا اور بیس برس کے عرصے میں اس درخت کو محکم کیا اور جبرئیلؑ کے کہنے سے اس کو چیر کر کشتی کا بنانا شروع کیا اور جناب الٰہی میں لیل و نہار خضوع اور خشوع کیا کفار گاہ گاہ بطریق ہزل نوحؑ کو ستاتے تھے اور وقت کشتی بنانے کے یہ گستاخی کی باتیں سناتے تھے کہ اے نوحؑ اب تم بعد مرتبۂ نبوت کے نجار ہوئے اور پیغمبری کے کاموں سے بیزار ہوئے کشتی تو بناتے ہو پر پانی کہاں اور اس بیابان خشک میں طراوت کی نشانی کہاں حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ تم اپنے جزائے اعمال سے غافل ہو اور عاقبت کی مصیبت سے جاہل ہو دنیا میں غریق اور عقبیٰ میں حریق ہو گے جب حضرت نوحؑ نے کشتی بنانے سے فراغت پائی اور تختوں کے جوڑ پر ہر ایک طبقے میں روغن قیر لگایا اور بموجب فرمان الٰہی کے شمشاد کے تختوں کا تابوت حضرت آدمؑ کے جسم مبارک کے واسطے بنایا اور اس سبب سے حافظ حقیقی نے ان کے جسم کو آفت طوفان سے بچایا پھر حضرت جبرئیلؑ نے ہر جنس کے جانور جو روئے زمین میں تھے حضرت نوحؑ کے پاس جمع کئے اور قسم قسم کے وحوش اور طیور اور چرندے اور پرندے مجتمع کئے حضرت نوحؑ نے ہر ایک جانور کا ایک ایک جوڑا ایکبار کشتی میں چڑھایا اور ہر ایک رفیق حضرت نوحؑ کا کشتی پر چڑھ آیا جب یہ بیاسی لوگ کشتی میں داخل ہوئے اور تمام سامان و اسباب ان کے واصل ہوئے تب غضب الٰہی کا شیوع ہوا اور تنور سے فوارہ پانی کا نکلنا شروع ہوا حضرت نوحؑ کی منکوحہ اور ان کا بیٹا کنعان کشتی پر نہ آئے اور اس جناب کا فرمان نہ بجا لائے کنعان بولا کہ میں پناہ لوں گا پہاڑ کی حضرت نوحؑ بولے کہ فائدہ تجھے نہ دے گی پناہ پہاڑ کی نہ جھاڑ کی اسی عرصے میں ایک موج نے اس کو ڈوبایا اور حضرت نوحؑ کو اس کے غرق ہونے پر رحم آیا عرض کی کہ یہ بیٹا میرے اہل سے ہے اور تو اپنے وعدے کو وفا کریگا حکم ہوا کہ اہل وہ ہے کہ جسکے نیک اعمال ہوں وہ نااہل ہے جس کے بد افعال ہوں اے مسلمانو پیغمبر زادگی بغیر عمل نیک بیکار ہے اور عمل نیک کا بغیر نسب عمدہ کے بھی فائدہ بیشمار ہے پھر تو چالیس دن تک باران طوفان کا آسمان سے گرا اور پانی چشموں کا

زمین سے نکلا تمام کافر اور ان کی عمارت اور سب باغات غرق ہوئے تمام عالم اور روئے زمین دریا ہوا اور پانی سب درختوں اور پہاڑوں سے چالیس گز بالا ہوا اہل کشتی شدت باد اور کثرت امواج سے بدحواس ہوئے اور خوف غرق اور اندھیری رات کے سبب زندگی سے بے آس ہوئے حکم الٰہی ہوا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا وَمُرْسٰھَا جو کوئی ورد زبان کریگا حق تعالیٰ اس کی سب مشکلات آسان کریگا اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم کی برکت سے ان کو ڈوبنے سے بچایا اور طوفان کے موقوف ہونے کا حکم فرمایا کہ اے زمین تو اپنی پانی کو تھام لے اور اے آسمان اب نہیں پانی کا کام جب کشتی سے نکلنے کا وقت قریب آیا حضرت نوحؑ نے کوے کو فرمایا کہ جلد پانی کا احوال معلوم کر کے اعلام کرے ایسا نہ ہو کہ تو وہاں ہی مقام کرے کوا جاکر اپنے مردار کے کھانے میں مشغول رہا اور حضرت نوحؑ کے فرمانے کو بھول رہا اس واسطے حضرت نوحؑ کی دعا بد سے ہمیشہ ذلیل اور خوار ہوا اور بے فرمانی کی شامت سے مردار خوار ہوا بعد اس کے کبوتر بموجب حکم کے اڑا اور زیتون کے پتے چونچ میں لے کر پھرا تب حضرت نوحؑ نے جانا کہ درختوں کے سر پانی سے ظاہر ہوئے اور اس مژدہ سے دل کے درد اور غم باہر ہوئے پھر تو کبوتر مدام بموجب حکم کے جاتا تھا اور پانی کی کمی کی خبر پہونچاتا تھا ایک روز کبوتر کے پاؤں میں کیچڑ لگی ہوئی پائی جب تو یقین ہوا کہ خزاں غم کی گئی اور بہار خوشی کی آئی کبوتر کے حق میں دعا کی کہ تجھ کو خدا مخلوق کے دل میں محبوب رکھے اور ہر شخص کے نزدیک مطبوع اور مرغوب مفسروں نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے حکم کیا کہ میں ایک پہاڑ پر کشتی کو قرار دونگا اور سب اہل کشتی کو اس پہاڑ پر اتار دونگا سب پہاڑوں نے اپنی بلندی پر نازاں ہو کر سر بلند کیا مگر کوہ جودی نے نہایت شکستگی اور فروتنی سے اپنے تئیں مستمند کیا حق تعالیٰ نے اس کی شکستگی اور عاجزی پر اکرام کیا اور کشتی نوحؑ کا اسی کوہ جودی پر مقام کیا اس پہاڑ کے نیچے ایک گاؤں آباد کیا طوفان کے غم سے چھوٹ کر دل کو شاد کیا نام اس گاؤں کا سوق ثمانین کیا اور اس کے پایہ کو بہت محکم اور متین کیا جب ان بیاسی آدمیوں نے اس کی بنا کو محکم کیا وبائے عالم نے سب کو ایکبارگی تمام کیا سوائے حضرت نوحؑ اور تین فرزند اور ان کے قبیلوں کے سب فوت ہوئے حام اور سام اور یافث باقی رہے حق تعالےٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے تیری قوم کو بسبب کفر اور عصیاں کے ہلاک کیا بعد اس کے اُن کو جو باقی ہیں بسبب طوفان کے عذاب نہ کروں گا اور ایسے قہر سے ان کو عتاب نہ کرونگا حضرت نوحؑ کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت رکھی کہ چالیس برس کے عرصے میں ہزاروں شہر بنا ہوئے اور بیحد و نہایت گاؤں برپا ہوئے حضرت نوحؑ نے ملک شام اور جزائر فارس اور خراسان اور عراق سام کو عنایت کیا اور ملک مغرب اور حبش اور ہند اور سندھ حام کو مرحمت کیا اور چین اور ترکستان اور سقلاب یافث کو بخشا ایک دن جبرئیلؑ و عزرائیلؑ نے حضرت نوحؑ سے پوچھا باوجود اس عمر دراز کے تم نے اس جہان فانی کو کیسا پایا کہا مانند خانہ دو در کے کہ ایک لحظہ توقف کر کے ایک در سے بیٹھا اور دوسرے در سے نکل آیا جب حضرت نوحؑ سقیم ہوئے اور جان بحق تسلیم ہوئے فرزندان عالیمقدار نے ان کے قالب بزرگوار کو بیت المقدس میں مدفون کیا اور درد فراق اور جدائی سے اپنے دلوں کو محزون کیا اور لقب حضرت نوحؑ کا آدم ثانی اور شیخ الانبیا اور نجی اللہ تھا

ذکر حضرت ہود علیہ السلام کا

اور وہ پیغمبر برحق سوائے دعوت قوم کے ہمیشہ مصروف عبادت اللہ تھا اور دن رات میں تین سو رکعت نماز ادا کرتے تھے اور حضور الٰہی میں مدام عجز و نیاز کرتے تھے فائدہ روایت ہے کہ اہل کشتی بہت بدبو نجاست (غلاظت ۱۲) سے ایذا اٹھاتے تھے اور اس کے دفعیہ کا کوئی علاج نہیں پاتے تھے حضرت نوحؑ نے جناب الٰہی میں سوال کیا اور اس مصیبت کے دفع کرنے میں قیل و قال کیا حکم ہوا کہ تم اپنا دست مبارک ہاتھی کی پیٹھ پر دھرو اور ہماری قدرت کا تماشہ دیکھو حضرت نوحؑ کے ہاتھ پھیرتے ہی ایک خنزیر وجود میں آیا اور جہاز کی سب نجاست کو اس نے کھایا لیکن چوہوں کی کثرت سے بہت حیران تھے اور ان کی ایذا سے نہایت پریشان جوں ہی حضرت نوحؑ نے حکم رب سے شیر کی پیشانی پر ہاتھ ڈالا قدرت کاملہ سے بلی نے نکل کر چوہوں کا کیا نوالہ جب نوحؑ نے دنیائے فانی سے رحلت کی تین سو برس تک بقا رہی اسی ملت اور شریعت کی بسبب مدت دراز کے اکثر لوگ گمراہ ہوئے اور اپنے عقائد جہالت سے تباہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ہودؑ کو پیغمبر کیا اور اس زمانے کی خلق کا انکو رہبر کیا ذکر حضرت ہود علیہ السلام کا حق تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد پر بھیجا وہ قوم دراز قد اور چوڑے جسم اور شکل خوفناک تھی سب سے لمبا ان میں سو گز کا اور ٹھنگنا ساٹھ گز کا بت پرستی ان سب کا کار تھا اور خدا پرستی سے ہر ایک بیزار تھا سنگ تراشی کر کے پہاڑوں میں مکان بناتے تھے اور اپنی سنگدلی سے بتوں پر ایمان لاتے تھے مگر ایک فرقہ ایمان لایا تھا اور کافروں کے خوف سے ایمان اپنا چھپایا تھا جب حضرت ہودؑ کے نصائح حد سے زیادہ ہوئے تب سب کفار واسطے ایذا دینے کے آمادہ ہوئے مسلمانوں نے حضرت ہودؑ سے اس بات کی اطلاع کی حضرت ہودؑ نے جناب الٰہی میں کفاروں کو بددعا کی برسات موقوف ہوئی اور باغ اور زراعت سوکھ گئی سات برس قحط کی بلا میں گرفتار رہے مارے بھوک اور پیاس کے اپنی زندگی سے بیزار ہوئے حضرت ہودؑ نے بہت شفقت سے فرمایا کہ ایمان لاؤ اور اپنے تئیں دنیا کی آفت اور قیامت کی آتش سے بچاؤ یہ سب آفتیں بسبب کفر کے تم سب پر نازل ہیں اور یہ مصیبتیں بت پرستی سے واصل ہیں کافر اپنی شامت سے ان باتوں کو جھوٹ جان کر اپنے کفر پر ثابت رہتے تھے اور بے ادبی سے ہمیشہ یہ بات کہتے تھے کہ ہم تیرے کہنے سے بتوں کو نہ چھوڑیں گے اور اپنے دین باطل سے منہ نہ موڑیں گے اس زمانے میں یہ دستور تھا کہ جس پر بڑی مشکل آتی تھی اور مہم سخت منہ دکھاتی تھی تو حرم میں مکے کے جا کر التجا کرتے تھے اور جناب الٰہی میں عاجزی سے دعا کرتے تھے اور دعا ان کی قبول ہوتی تھی ان دنوں قوم عمالقہ کی مکے میں رہتی تھی اور اپنے تئیں شریف اور رئیس مکے کا کہتی تھی جب لوگ قوم عاد کے ان بلاؤں میں گرفتار ہوئے تو ستر آدمی رئیسوں میں سے وہاں جانے کو تیار ہوئے سب قوم نے ان کو یہ وصیت کی اور مکے میں جا کر دعائے استسقا و باران مانگنے کی نصیحت کی جب یہ سب منزلیں قطع کر کے مکے میں پہنچے اور معاویہ بن بکر کے گھر میں اترے وہ ان سب کو طعام اور شراب کی ضیافتیں کرنے و مجلس عیش و عشرت میں راگ گائنوں کا سنوانے لگا یہ تو مصیبت بھوک اور پیاس کی بھول گئے کہاں کی دعا اور کیسی استسقا دعا وہ سننے لگے دن رات راگ اور بیت بھوکا ملحد دیکھتے ہی خوان کو ٭ کب وہ لا ادرے

دھیان ہیں رمضان کو۔ جب وکیلوں نے قوم عاد کے معاویہ کے گھر میں قرار کیا اور اس کو رات دن کی ضیافتوں سے بیزار کیا اس نے دل میں کہا کہ لوگ تو شراب و کباب میں مشغول ہوئے اور ہم سب لوگ انکی ضیافتوں سے ملول ہوئے کچھ اشارہ کنایہ کرتا ہوں تو مجھ کو بخیل کہیں گے اور اپنی قوم میں جاکر لئیم اور ذلیل آخر اس نے ایک غزل بنائی اور ان گائنوں کو سکھائی مضمون اس کا یہ تھا کہ تم اپنی قوم کی مصیبت سے غافل ہوئے اور برسات کی دعا مانگنے سے کاہل ہوئے جب ان گائنوں نے یہ غزل سنائی انکو اپنی قوم کی مصیبت یاد آئی پھر تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور غفلت پر لعنت کرنے لگے پھر تو رات دن دعا مانگنے کا استعمال کیا اور قربانیوں کے ذبح کرنے کا استعمال کیا مرثد بن معد ان میں پوشیدہ مسلمان تھا اور حضرت ہودؑ پر اس کا کامل ایمان تھا اس قوم سے بولا جب تک ایمان حضرت ہودؑ پر نہ لاؤ گے تو اپنا مدعا کبھی نہ پاؤ گے ان لوگوں نے اسکو مسلمان سمجھ کر اس سے جدائی کی اور خدا کی درگاہ میں دہائی کی اس عرصے میں تین ٹکڑے بادل کے سپید اور سیاہ اور سرخ پیدا ہوئے اور اس بادل میں سے یہ آواز آئی کہ ان میں سے ایک ٹکڑا اختیار کرو اور بعد اس کے خدا کے حکم کا انتظار کرو قوم ابر سفید اور سرخ سے روگردان ہوئی اور ابر سیاہ سے امیدوار بار ان ہوئی ہاتف نے آواز دی کہ اختیار کی تم نے کالی راکھ باقی نہ چھوڑے گی قوم عاد کی خاک نہ باقی رہیں گے والد نہ ولد ہو وینگے سب گائے اور بلد جناب الٰہی نے اس ابر سیاہ کو ملک عاد پر روانہ کیا اور کافروں کو بلائے آسمانی کا نشانہ کیا جب عادیوں نے دیکھا کہ بدلی سیاہ آئی تو انھوں نے خوش ہو کر دھوم مچائی کہ اس باران سے ہماری اُمید کا باغ پُر آب ہوگا اور درخت تمنا کا شاداب ہوگا لیکن یہ گمان ان کا بیجا تھا اس ابر میں عذاب الٰہی بر پا تھا یہ کافر حضرت ہودؑ سے تمسخر کیا کرتے تھے کہ اگر تو سچا ہے تو ہمکو عذاب دکھا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے عذاب الیم آندھی کا اس ابر سے نمود کیا اور ایک آفت عظیم کو ان کے ملک پر موجود کیا جب حضرت ہودؑ نے دیکھا کہ اس قوم کی خدا نے خرابی کی ان کی شامت اعمال سے عذاب کی شتابی کی تو بموجب حکم الٰہی کے چار ہزار اہل ایمان کو اپنے ساتھ لیا اور باہر نکل کر مومنو کو اسطرح ارشاد کیا کہ یہ خط جو مدور زمین نے اپنی انگشت سے بنایا ہے اور تمکو بموجب حکم الٰہی کے اس میں بٹھایا ہے جو کوئی اس خط کے اندر رہے گا تو اس قہر کی پون سے نڈر رہے گا قوم عاد اس بلا کو دیکھ کر جمع ہوئی اور اپنے اہل و عیال کو لے کر حلقہ باندھ کر مجتمع ہوئی اول تو اس باد صرصر نے ان کے مردوں اور عورتوں اور چارپائیوں وغیرہ کو زمین سے اڑا کر آوارہ کیا اور نہایت زور شور سے زمین پر پٹک پٹک کر پارہ پارہ کیا عادی اس حادثہ عجیب کو دیکھ کر اپنے گھروں میں پوشیدہ ہوئے اور اپنے تلف مال اور اولاد کے مرنے سے آبدیدہ ہوئے بعضے تو حویلیوں کے گرنے سے دیواروں کے تلے دب کر گرفتار ہوئے اور بعضے باہر بھاگ کر زانوں تک زمین میں پاؤں گاڑ کر فی النار ہوئے سات دن اور رات میں اس غضب کی پون نے سب کو منعدم کیا اور ان کے مکانوں کو زمین سے برابر کر کے کالعدم کیا اور حضرت ہودؑ کے ہمراہیوں پر جب پون داخل ہو جاتی تھی تو وہ باد تند دائرے میں آکر نسیم معتدل ہو جاتی تھی جب قوم عاد غضب الٰہی میں گرفتار ہو گئی اور مکان باغات انکے خراب اور مسمار ہو گئے حضرت ہودؑ

اپنے ہمراہیوں کو امانت اور سلامت لے کر باہر آئے اور ایک جانب کو اپنے رہنے کے مکان بنوائے جب سن حضرت ہودؑ کا چار سو چونسٹھ سال کا ہوا تب دار الفنا سے دار البقا کیطرف انکا انتقال ہوا۔

**احوال شداد کا** اکثر علمائے تاریخ نے شداد کا ذکر بعد حضرت ہودؑ کے بیان کیا ہے بسبب اس کے کہ وہ بھی قوم عاد سے تھا اسواسطے میں بموجب پیروی اہل تاریخ کے اس حال عجیب اور قصۂ غریب کو لکھتا ہوں کہ اہل ایمان کو اس احوال کے سننے سے عبرت ہو اور خدا کی قدرتوں کا تماشا دیکھنے سے نصیحت ہو شدید اور شداد دو بھائی قوم عاد میں صاحب جاہ تھے اور ہفت اقلیم کے بادشاہ تھے ملک شام میں ان کا مقام تھا شب و روز حکومت رانی سے ان کا کام تھا شدید اور اس کے لوگ اگرچہ حالت شرک میں جیتے تھے لیکن اس کے عدل سے شیر اور بکری ایک جگہ پانی پیتے تھے ایک نقل اس کے انصاف کی بیان کرتا ہوں اور اسکے عدل کی تاثیر عیاں کرتا ہوں کہ دو شخص اس کے محکمۂ عدالت میں آئے ان دونوں نے احوال عجیب سنائے ایک شخص بولا کہ میں نے اس سے ایک قطعہ زمین کا لیا ہے اور قیمت دیکر اپنا قبضہ کیا ہے میں نے اس زمین میں خزانہ پایا ہے اس کو دیتا ہوں یہ کہتا ہے کہ میں نے زمین کو بیچا ہے اب میں ہرگز نہیں لیتا ہوں دوسرا بولا میں نے تو زمین خریدی ہے نہ خزانہ اب یہ اس کے لینے سے انکار کرتا ہے حیلہ و بہانہ جب حاکم نے پوچھا کہ تمھارے دونوں کے کچھ اولاد ہے یا عمر تمہاری لاولدی سے برباد ہے بولے کہ ایک کی بیٹی اور ایک کا بیٹا ہے حکم کیا کہ ان دونوں کو آپس میں نکاح باندھ کر یہ مال ان کو تقسیم کرو اور بموجب حصے کے ہر ایک کو تقسیم کروا ایسے انصاف سے اسکا قضیہ انجام کیا اور اپنے تئیں دنیا میں نیک نام کیا ہر چند کہ حضرت ہودؑ نے اس کو دعوت ایمان کی پر وہ ایمان نہ لایا اور مشرک مرا بعد اس کے شداد کو خدا نے مسند حکومت پر بٹھایا اور حضرت ہودؑ نے واسطے ایمان لانے کے فرمایا وہ بولا اگر میں تمہارا دین قبول کرونگا تو کیا فایدہ وصول کرونگا حضرت ہودؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تجھ کو اس کے عوض میں بہشت جاودانی عنایت کریگا اور ہمیشہ اپنا فضل اور مہربانی مرحمت کریگا شداد بولا کہ میں اس جہان میں بہشت بناؤں گا اور دن رات وہاں عیش مناؤں گا پھر شداد نے بہشت بنانے کا عزم کیا اور اس کام پر جزم کیا اور اپنے ملک کے عاملوں کے پاس قاصد بھیجا انھوں نے بموجب حکم کے سونا چاندی جواہرات بھیجے اور حکم کیا جتنے مشک اور عنبر اور مروارید ہاتھ آویں سو سب بہم پہونچا کر ایک بارگی ساتھ آویں بعد حاصل کرنے سب اسباب کے ایک جگہ دلکشا اور ایک منزل جانفزا کی تلاش کی اور ایسے مکان بےنو نشان کے کھوج میں بہت جانخراش کی آخر بڑی تلاش اور کوشش سے ایک مکان کہ ہوا اس کی مثل روضۂ رضوان بھی ٹھہرایا اور تمام جواہرات اور آلات وہاں جمع کرایا بڑے بڑے استاد چابک دست دور دور سے بلالئے گئے اس عمارت محکم اساس کی بنا ڈلوائی طول اس کی دیواروں کا مفلسوں کی امید سے لنبا اور عرض اسکا کریموں کی ہمت سے چوڑا بلندی اس کی فلک دوار سے واصل اور صفائی اس کی مہر زرنگار سے مقابل ابتدائے عالم سے ایسا مکان کہیں نہ ہوا بنیاد دلیل اس کی

صدق کلام اللہ میں ہے لَمۡ یُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِی الۡبِلَادِ دیوار اس کی سونے اور چاندی کی اینٹوں کی بلند
کی اور سقف اس کی سونے کے پتروں سے مُرصّع کر کے ارجمند کی ستون اسکے بلور مُرصّع سے مضبوط کئے
اور ہر ایک جگہ اپنے اپنے قرینے سے مربوط کئے ان کی نہروں میں سنگریزوں کی جگہ موتی انمول بچھوائے
اور اس کے درختوں کو طلائے احمر سے مجوف بنا کے مشک وعنبر سے بھروائے جس وقت ہوائے
خوش اُن درختوں پر چلتی تھی تو اس طرف کے رہنے والوں کے دماغ معطر کرتی تھی اس کی زمین پر
بعوض خاک کے مشک اور عنبر بچھوایا اور بارہ ہزار کنگورے اس کے محلوں کے گرداگرد بنوائے
ان کنگوروں کو زر سرخ سے ترتیب دیکر مرصع کیا یہ نہیں کہ صرف واسطے نمود کے اس پر ملمع کیا معشوق
دلکش اور ماہ پریوش کو ملک ملک سے تلاش کر کے وہاں مقیم کیا اور ان غیرت حور اور رشک پری
کو ایک جا ندیم کیا پانچ سو برس کے عرصے میں یہ دلکش تمام ہوا اور تمام عالم کے جواہرات صرف
کئے جب اس کا انصرام ہوا تب اس کی تیاری کی خبر شداد کو پہونچی کہ وہ قصر رشک بہشت اپنی مراد کو
پہونچا شداد نامراد نے بہت فوج لے کر ایک فرسنگ پر آن کر مقام کیا اور اس کے دیکھنے کے
واسطے بہت اہتمام کیا اس منزل میں ایک ہرن اس کی نظر میں آیا کہ پاؤں اس کے چاندی کے
اور سینگ زر کے اور آنکھیں یاقوت کی تھی شداد اس کی زیبائی دیکھ کر حیران ہوا اور اکیلا گھوڑا
دوڑا کر اس کے پیچھے روان ہوا جب لشکر سے علیحدہ ہوا ناگاہ ایک سوار مہیب پیدا ہوا اور شداد
سے کہا کہ کیا اس عمارت بنانے سے تجھ کو امان ہوگی یا اس کے رہنے سے تجھ کو عیش جاوداں ہوگی
شداد کانپ گیا اور پوچھا کہ تو کون ہے بولا کہ میں ملک الموت ہوں شداد نے نہایت زاری اور
بیقراری سے کہا کہ مجھ کو ایک نظر دیکھنے کی امان دے بعد اس کے فی الفور میری جان لے ملک الموت
بولا کہ حکم رب الارباب نہیں اور ایک آن مہلت دینے کی مجھ کو تاب نہیں اسی وقت اسکی جان ناپاک
ملک الموت نے نکالی اور اس کے بدن کا ٹیلہ روح سے ہو گیا خالی اور بعد موت شداد کے وہ
عمارات رفیع اور مکانات بدیع لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئے ایک نقل تواریخ کی کتاب
میں لکھی ہے کہ جناب الٰہی نے عزرائیلؑ سے پوچھا کہ تو مدتوں سے قبض ارواح میں مشغول ہے
اور ابتدائے آفرینش سے تیرا یہی معمول ہے کبھی تو نے کسی پر رحم کیا ہے اور ان کی جان نکالنے
میں کرم کیا ہے بولا کہ خداوندا میں تو سب ہی پر رحم کرتا ہوں لیکن ہر وقت تیرا حکم سب پر مقدم کرتا ہوں
فرمایا کس پر زیادہ ترس کھایا تب عزرائیلؑ نے یہ سب ماجرا حضور میں سنایا کہ ایک روز ایک کشتی
کو بموجب حکم کے میں نے توڑا اور اس کے تختوں کو زور سے مروڑا موج ہوا سے وہ کشتی غرق
ہو گئی اور روح اہل کشتی سرعت سے مثل برق ہو گئی مگر ایک عورت حاملہ کو ایک تختہ پر بموجب حکم
کے بچایا اور اس تختہ کو ملائکہ نے ایک جزیرہ میں پہونچایا جس وقت اس عورت کے پیٹ ایک لڑکا پیدا ہوا
اور ماں کا دل اسکی محبت میں شیدا ہوا حضور سے حکم پہونچا کہ اس کی ماں کی جان نکالو اور اس لڑکے کو تنہا اس کے
پہلو میں ڈالو اس وقت میں رو دیا کہ اسکا کیا حال ہوگا تڑپ کر مر جائے گا یا درندوں کے منہ میں اسکا مآل ہوگا
خداوندا تو عالم ہے کہ میں نے اس بچہ پر بہت رقت کی اور اس تنہائی پر بہت شفقت کی دوسرے شداد پر مجھکو رحمت آئی کہ اسنے کئی سو برس میں

عمارت بنائی اور ایک نظر دیکھنے سے اسکے وہ محروم ہوا اور دل میں حسرت اور افسوس لے کر دنیا سے معدوم ہوا جناب الٰہی نے فرمایا کہ یہ شداد وہی لڑکا ہے جس پر تو نے رحم کھایا تھا اور میں نے اس کی ماں کے مرنے کے بعد سورج اور پون کو یوں حکم فرمایا تھا کہ تم اپنی گرمی اور سردی سے مت ستاؤ اور پھولوں کے پتے اڑا کر اس کے واسطے فرش بناؤ اور اس کے دونوں انگوٹھوں سے دودھ اور شہد کی نہر بنائی اس نوازش سے میں نے اس کی جان بچائی اور روئے زمین کی سلطنت اس کو دلوائی اور یہ تجمل اور حشمت اس کو عنایت کیا اور اس نے اس نعمت کے شکر میں دعویٰ خدائی کا کیا اور ہمارے قہر میں مبتلا ہوا نعوذ باللہ من غضب اللہ

ذکر حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام

ذکر حضرت صالح علیہ السلام کا حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا بھیجا طرف قوم ثمود کے اُن کے بھائی صالح کے تئیں ثمود ایک طائفہ صاحب مال تھا اور بہت بکریوں اور اونٹوں سے آسودہ حال تھا جب قوم عاد کو حق تعالیٰ نے غارت کیا قوم ثمود نے ان کے شکستہ مکانوں کو عمارت کیا یہ لوگ مال اور اولاد کی کثرت سے گمراہ ہوئے اور اپنی دولت کے غرور سے بے راہ ہوئے بتوں کی عبادت میں مصروف ہوئے اور ظلم اور فساد کے .... کاموں میں معروف ہوئے حق تعالیٰ نے اس قوم کی تنبیہہ کے واسطے حضرت صالح کو پیغمبر کیا اور ان کے دماغ کو نبوت کی خوشبو سے معنبر کیا ہر چند کہ صالحؑ ان کو نصیحت فرماتے تھے وہ اپنی بت پرستی اور بدمستی سے باز نہ آتے تھے اور حضرت صالحؑ کی نصیحت دائمی سے بیٹھے بیٹھے برا برا بکتے تھے لیکن بسبب قومیت اور برادری کے کچھ نہیں کر سکتے تھے آخر قوم سنگدل نے اس بات پر اتفاق کیا اور اس بات کو تمام قوم میں شہرۂ آفاق کیا کہ اگر اس پتھر میں سے ایک اونٹنی قدآور دس مہینے کی گابھن پیدا ہو اور بعد اُس کے اس کا بچہ اس ہی تن و توش ڈیل ڈول کا ہو پیدا ہو تو ہم اس معجزے کو دیکھ کر ایمان لاویں اور ہر ایک امر میں آپ کی فرمانبرداری کریں حضرت صالحؑ نے درگاہ ذوالجلال میں مناجات کی اور پتھر سے اونٹنی کے نکلنے کی عرض حاجات کی وہیں جبریلؑ امین نازل ہوئے اور پیغام لے کر واصل ہوئے کہ میں نے روز ازل سے اس طرح کی اونٹنی اس پتھر میں بنائی ہے اب اس کے پیدا ہونے کی ساعت آئی ہے تو بےخوف اُن کافروں سے ایمان لانے کا عہد و پیمان کر اور ہماری قدرت کاملہ پر دھیان کر جب قوم نے عہد و پیمان کو موثق کیا اور اپنے قول کو قسموں سے محقق کیا ناگاہ اس پتھر میں سے آواز آئی اور پارہ ہوا اور جیسے عورت حاملہ وقت وضع حمل کے روتی ہے آواز پتھر میں سے آئی اور دو پارہ ہوا پتھر کے پھٹنے سے اسی طرح کی اونٹنی نمود ہوئی اسکے دیکھتے ہی حیران قوم ثمود ہوئی اور بعد اس کے ایک بچہ اسی جسم و ضخامت کا پیدا ہوا اسی وقت قادر برکمال کی قدرت کا تماشا ہویدا ہوا جندع بن عمر تو اس معجزے کے دیکھنے سے مسلمان ہوا اور دوسرے رئیسوں کا دل بھی متوجہ با ایمان ہوا لیکن شیاطین الجن والانس نے کہ بت خانہ کے خادم اور پرانے کفار تھے کہا کہ یہ صالحؑ تو بڑا جادوگر ہے یہ معجزہ تو نبوت کا نہیں بلکہ جادو کا اثر ہے وہ بدبخت ان شیطانوں کے قول پر گمراہ ہوئے آخر اسی بے ایمانی سے خراب اور تباہ ہوئے حضرت صالحؑ نے سب قوم کو وصیت کی اور بڑی تاکید سے نصیحت کی کہ اس ناقے کی زندگانی سے تمہاری زندگانی ہے اور

اس کی پریشانی سے تمہاری پریشانی ہے پھر تو یہ بات ٹھہری کہ ایک روز کا پانی اونٹنی پیوے اور ایک
دن کا سب حیوان اور اسی مضمون کا حکم خدائے تعالیٰ کا صادر ہوا اور فرمان وَلَکُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ
اس بات پر سب تو خوش ہوئے مگر کئی شخص مغموم ہوئے جب اونٹنی اپنی نوبت میں پانی پینے
کو کوئیں پر جاتی تو تمام پانی کنوئیں کا ایکدم پی جاتی پر وہ اونٹنی جسقدر پانی نوش کر جاتی تھی تمام قوم
کے باسن اپنے دودھ سے بھرتی تھی اور اونٹنی کی شکل مہیب اور قامت طویل تھی صورت شکل
اس کی حضرت صالحؑ کے معجزے کی دلیل تھی امام کسائی نے لکھا ہے کہ درازی اسکے جسم کی
سو گز تھی اور بلندی اس کے پاؤں کی ڈیڑھ سو گز تھی جب وہ اونٹنی چرنے کو جنگل میں جاتی تو
مواشی مارے ڈر کے گاؤں میں بھاگ آتے اور جب وہ گاؤں میں رونق افروز ہوتی تو سب
مواشی جنگل .. اونٹنی کے قتل کے واسطے ہم آہنگ ہوئے حق تعالیٰ نے حضرت صالحؑ پر وحی بھیجی کہ
اپنی قوم سے کہو کہ اس اونٹنی کے قتل سے باز آئیں اور خلاف حکم خدا کے اس کو نہ ستائیں نہیں تو
اس کے عدم سے تمہارا ابھی عدم ہوگا پھر بعد اس نافرمانی کے تم پر خدا کا فضل ہوگا نہ کرم ہوگا اس
قوم میں ایک بڑھیا تھی کہ مال بے نہایت اور بکریاں اور اونٹ بیشمار رکھتی تھی اور سوا اس کے
بیٹیاں پریزاد اور گلعذار رکھتی تھی اور ایک عورت کافرہ بھی نہایت مالدار اور خاوند اسکا مسلمان
اور پرہیزگار ان دونوں عورتوں نے باتفاق وہاں کے رئیسوں کے اونٹنی کا مارنا ٹھہرایا اور قیدار
بن سالف اور مصدع بن مہدرج کو بلایا اس بڑھیا نے اپنی بیٹی کے نکاح کر دینے کا قیدار سے اقرار
کیا اور بالفعل کچھ نقد اور جنس دیکر اسکے دل کو قرار دیا وہ دونوں ملعون سات آدمیوں کو
ساتھ لیکر بر سر راہ بیٹھے اور اونٹنی کے انتظار میں چشم براہ جسوقت وہ اونٹنی نکلی پہلے مصدع نے
اس کو تیر کے زخم سے مجروح کیا پھر قیدار ملعون نے اس کے پاؤں کو زخمی کیا ان ساتوں نے
اس مظلومہ کو جان سے مار ڈالا اور اس ظلم صریح سے اپنی بربادی کا راستہ نکالا اور بچہ اس
ناقے کا پہاڑ پر بھاگا اور مارے خوف کے پہاڑ کی چوٹی پر جا لگا حضرت صالحؑ جب اس فعل
شنیع سے خبردار ہوئے قوم کی اس حرکت سے نہایت بیزار ہوئے فرمایا کہ اگر اس کے بچے کو
کسی طرح پکڑ کر اپنے درمیان لاؤ گے تو شاید غضب الٰہی سے اپنے تئیں بچاؤ گے ہر چند قوم نے بہت
محنت کی پر وہ بچہ غائب ہوا اور ہر ایک صغیر و کبیر عتاب الٰہی سے معاتب ہوا حضرت صالحؑ نے فرمایا
کہ بعد تین روز کے تم سب ہلاک ہو جاؤ گے جیسے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ
اور علامت عذاب کی یہ ہے کہ پہلے دن تمہارے منہ زرد اور دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ
ہوں گے اور چوتھے دن عذاب خدا میں گرفتار ہو کر سب تباہ ہونگے اور کافروں نے یہ بات سن کر
حضرت صالحؑ کے مارنے کا ارادہ کیا اور پوشیدہ جگہ میں بیٹھ کر اپنے تئیں مستعد اور آمادہ کیا
ملائک کی فوج نے ان کو سنگسار کیا اس طرح بے ادبیوں سے خدا نے ایسے عذاب میں گرفتار کیا
سب قوم نے حضرت صالحؑ پر اپنے یاروں کی تہمت لگائی سب برادری کے لوگوں نے حضرت
صالحؑ کے قتل پر کمر بندی کرائی بھائی بند حضرت صالحؑ کے مسلح ہو کر مقابل ہوئے ان کافروں

سے اس بات کے سائل ہوئے کہ اگر بموجب وعدہ حضرت صلحؑ کے تم تین روز میں فنا ہو جاؤ گے تو اوس بے ادبی سے خدا کے حضور میں زیادہ ایذا پاؤ گے اور جو فرمانا حضرت صلحؑ کا خلاف ہو گا جب ہمارا تمہارا اس معاملے میں انصاف ہو گا قوم نے اس بات کو قبول کیا اور اپنے گھر گئے فجر کو تمام قوم کا چہرہ زعفرانی ہوا اس خوف سے ہر ایک اپنی اپنی موت کا گمانی ہوا سب کے سب جمع ہو کر بولے آخر تو ہم مریں گے لیکن حضرت صالحؑ کو بھی مار کر اپنے آگے دفن کریں گے حضرت صالح یہ خبر سنکر عقیل بن نوفل کے گھر پناہ لے گئے وہ زرد رو پشیمان ہو کر اپنا رو سیاہ لے گئے دوسرے دن فجر کو سب کے منہ مانند خون کے لال ہوئے تب نہایت بیقراری اور فریاد و زاری سے بیحال ہوئے اور سنیچر کے دن رخساران کے مانند زنگیو نکے سیاہ ہوئے سب مرد و زن یہ حال دیکھکر مشغول نالہ و آہ ہوئے حضرت صالحؑ اسی رات مسلمانونکو ہمراہ لیکر فلسطین میں آئے اور یہ کافر بے یقین اس پیغمبر برحق سے جدا ہوئے یکشنبے کی صبح کو قوم ثمود نے کفن اور حنوط تیار رکھ کر دل زندگانی سے اٹھایا اور پہر دن چڑھے ایک آواز ہیبت ناک عالم بالا سے ان کے کانوں میں آئی سب کے دل ٹکڑے ٹکڑے اور جگر پارہ پارہ ہو گئے فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جَاثِمِيْنَ غضب الٰہی سے نہ ضعیف باقی رہا نہ متین حضرت صالحؑ بعد استخارے کے بمقتضائے حب الوطن اس مکان میں پھر آئے بے فرمانی قوم کی اور تخریب ملک کی یاد کر کے بہت آنسو بہائے بعد مدت اس زمین سے مکے کی طرف انتقال کیا اور اسی جگہ دار فانی سے طرف دار جاودانی کے ارتحال کیا خدا ہی کی ذات پاک ہے فنا اور زوال سے اور بے نیاز ہے تغیر اور انتقال سے ابیات یہ دنیا ہے تحقیق دار فنا ؛ تو ہرگز کبھی اس میں جی مت لگا ؛ نہ آیا کوئی جو کہ باقی رہا ؛ نہ ساغر رہا اور نہ ساقی رہا۔

ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس جناب کے باپ کا نام آزر تھا اور اس زمانے میں بادشاہ نمرود نام بڑا کافر تھا جب نمرود مسند حکومت پر جائے قرار ہوا اور اسکے اقبال کا باغ خلل سے بیخار ہوا ہمیشہ اپنی رعیت پر انصاف اور عدل کرتا تھا رات اور دن سخاوت اور شفقت کا عمل کرتا تھا بعد مدت کے شیطان نے اس کو گمراہ کیا اور خیالات فاسدہ سے اس کے دماغ کو تباہ کیا اور پھر مرتبہ سلطنت سے گزر کر دعوئ خدائی کا کیا اور اس پر جازم ہو کر ارادہ خود نمائی کا کیا اپنی صورت کے بت ہر ایک عبادت خانے میں بھجوائے اور مخلوق کو اسطرف سجدے کروائے ایک روز نجومیوں نے ستاروں پر نظر کر کے نمرود سے یہ عرض کی امسال اس شہر میں ایک لڑکا موجود ہو گا کہ تیرا ملک اور دین اس کے سبب سے نابود ہو گا نمرود نے بیقرار ہو کر فرمایا کہ جو لڑکا اس سال میں پیدا ہوا اس کو قتل کیا جاوے جب حضرت ابراہیم کی والدہ پر وضع حمل کی نشانیاں ظاہر ہوئیں تو وہ بی بی شہرت کے ڈر سے گھر سے باہر ہوئیں جب جنگل میں ایک سوکھی نہر میں پہونچیں تو وہ قرۃ العین پیدا ہوا تو والدہ کا دل انکا دیدار پر انوار دیکھ کر شیدا ہوا اور نہر کے اطراف میں ایک غار تھا کہ لوگوں کی آمد و رفت سے برکنار تھا وہاں اس شاہ بے نظیر کو ایک کپڑے میں دھر اوہاں سے باچشم گریاں اور دل بریاں پھر کر منہ طرف گھر کے کیا بعد اس کے فرزند دلبند جگر پیوند کے دیکھنے

کو اُس غار پر آئیں ان کو زندہ دیکھ کر کثرت اشتیاق سے اس بی بی کی آنکھیں بھر آئیں دیکھتی کیا ہیں کہ وہ حضرت ایک انگوٹھے سے دودھ اور ایک سے شہد پیتے ہیں اور حافظ حقیقی کی حمایت سے خوش وخرم اکیلے جیتے ہیں ایسی حالت عجیب کو دیکھکر حیرت کی اُنگلی دانتوں میں دبالی اور دودھ پلا چھاتی سے لگا بنا چاری روتی گھر کو چلی آئیں اسی طرح جب فرصت پاتیں تو اُن کو دودھ پلا کر چلی آتیں اور جب کبھی ماں کے پہونچنے میں دیر ہو جاتی تھی تو اپنے انگوٹھے کے دودھ اور شہد سے ان کی طبیعت سیر ہو جاتی تھی ماں کا دودھ پلانا تو فقط بہانہ تھا رزاق بے منت کی رحمت سے مدام انکا پینا اور کھانا تھا حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے جیسے اور لڑکے ایک ہفتے میں اور ایک ہفتے میں اتنی نشو ونما پاتے تھے کہ اور بچے ایک مہینے میں اور ایک مہینے میں اتنی ترقی کرتے تھے کہ اور اطفال سال میں جب ایام دودھ پینے کے آخر ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ پر نشان رشد اور دانائی کے ظاہر ہوئے ایک روز اُن کی والدہ نے رات کو آن کر نظارہ جمال باکمال کا کیا تب حضرت ابراہیمؑ نے اپنی ماں سے یہ سوال کیا کہ اس خانۂ تاریک کے سوا کوئی جہاں دوسرا ہے اور اس جائے وحشت افزا کے بغیر کوئی مکان دوسرا ہے بی بی نے فرمایا کہ دشمنوں کے خوف سے تجھ کو یہاں چھپایا ہے اور تیری نگہبانی اس غار وحشت آثار میں تیرا گھر بنایا ہے والا سوا اسکے زمین بہت وسیع ہے اور آسمان بڑا رفیع ہے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اب تو مجھ کو غار میں آرام نہیں آتا اور اپنے لائق رہنے کے یہ مقام نہیں پاتا حضرت ابراہیم جب غار سے باہر نکلے اور آسمان پر زہرہ ستارے کو دیکھا تو فرمایا یہی میرا رب ہے جب غروب ہوا تو فرمایا لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ہ یعنی زائل ہونیوالے رب پر نہ محبت کروں نہ یقین پھر نظر انور سے ماہتاب جہانتاب کو دیکھا اور اس کا نہایت نور اور آب وتاب دیکھا تو فرمایا کہ یہ رب ہے میرا اور اسی سے کام اب ہے میرا جب ماہ بھی اپنے مقام سے باطل ہوا تو اس کی خدائی سے بھی انکا اعتقاد زائل ہوا جب صبح نے نقاب اپنے چہرے سے اُٹھایا تب آفتاب نے تمام عالم پر اپنا نور چمکایا تب بولے کہ یہ خدا میرا اکبر ہے اور اسکی خدائی اسکے نور سے ظاہر ہے جب آفتاب نے بھی اپنا سر غروب کی نگاہ سے چھپایا اس سے بھی حضرت ابراہیمؑ نے اپنا منہ پیچتاب سے پھرایا اور بولے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ سوا اس خدا کے جو بیمثال اور بے زوال ہے نہیں کرتا میں کسی پر یقین پھر حضرت ابراہیمؑ کو انکی والدہ گھر میں لائیں اور سب کیفیت اور باتیں غار کی اُن کے باپ کو سنائیں اور آزر ان کے جمال مبارک کو دیکھ کر بہت شادمانی کرتے تھے اور دشمنوں سے بچا کر مہربانی کرتے تھے جب حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کی مذمت شروع کی اور انکے پوجنے والوں پر لعنت شروع کی نمرود مردود نے یہ احوال مفصل سُنکر حضرت ابراہیمؑ کو بلایا حضرت ابراہیمؑ بیخوف گئے اور ان کے دل میں کچھ نمرود سے خوف نہ آیا اور برخلاف اہل روزگار کے نہ نمرود کو سجدہ کیا نہ سر جھکایا نمرود نے نہایت غصّے سے حضرت ابراہیمؑ کو کہا کہ تو مجھ کو سجدہ کسواسطے نہیں کرتا بولے کہ سوائے اپنے پروردگار کے میں دوسرے کو سجدہ نہیں کرتا نمرود نے کہا کہ تیرا پروردگار کیسا ہے اور کیا کھاتا ہے بولے کہ وہ سب کا خالق ہے اور مارتا ہے اور جلاتا ہے نمرود بولا کہ میں بھی مارنے اور جلانے کا

مختار ہوں اسواسطے ان سب خلق کا پروردگار ہوں اور دو قیدیوں واجب القتل کو قید خانہ سے بلوایا ایک کو مار ڈالا اور دوسرے کو قید سے چھڑایا اور بولا کہ ہمنے بھی ایک کو جلایا اور ایک کو مارا ہم ہیں پروردگار اور یہی ہے کام ہمارا حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میرا پروردگار آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تو سچا ہے تو مغرب کی طرف سے نکال جب میں دیکھوں تیری خدائی کا احوال نمرود اور اسکے مصاحب جواب سے ساکت اور حیران ہوئے اکثر خلق اس معاملہ کو دیکھ کر مسلمان ہوئے ایک روز حضرت ابراہیمؑ نے آزر سے پوچھا کہ اے باپ یہ کیا صورتیں ہیں کہ جن کی تم بندگی کرتے ہو اور شب و روز انکے آگے سجدے کرتے ہو آزر نے کہا کہ یہ ہمارے خدا ہیں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ کیا بندگی کرتے ہو ان کی نہ جن کے کان ہیں نہ بصر اور نہ تمکو فائدہ پہونچا سکیں نہ ضرر آزر نے لاجواب ہو کر کہا کہ اگر تو ہمارے خداؤں سے بیزار ہوگا تو البتہ سزا پاویگا اور سنگسار ہوگا بعد اس کے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دل میں عزم کیا اور بتوں کی عاجزی ظاہر کرنے کا جزم کیا لوگوں پر ظاہر ہوا کہ ان بتوں کو کچھ نیک و بد کی خبر نہیں اور ان کے پوجنے میں کسی کو کچھ نفع اور ضرر نہیں قوم نمرود کی عادت تھی کہ جب عید کا دن آتا تھا تو ہر ایک اپنے تئیں لباس عمدہ پہن کر آراستہ بناتا تھا اور عمدہ عمدہ کھانے پکا کر بتوں کے روبرو رکھ عیدگاہ کو جاتے تھے اور ادھر سے پھر کر اس کھانے کو سال آئندہ تک فراغت کا سبب جانتے تھے جب عید کا دن آیا تب سب نے حضرت ابراہیمؑ کو ساتھ چلنے کا پیغام سنایا حضرت ابراہیمؑ نے ستاروں کیطرف دیکھ کر کہا میں بیمار ہوں اسواسطے تمہاری ہمراہی کرنے سے ناچار ہوں اور باہستگی فرمایا تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ٥ یعنی واللہ تمہارے بتوں سے فریب کرونگا اور ان کو ذلت دیکر ناشکیب کرونگا جب سب لوگ بت خانے خالی کر کے عیدگاہ پہونچے حضرت ابراہیمؑ بھی ناگاہ پہونچے اور بتوں سے بطریق خوش طبعی کے فرمایا کہ ایسا عمدہ کھانا تم نے کسواسطے نہ کھایا وہاں تو سراسر عالم تصویر تھا کون بولتا اور کون تقریر کرتا پھر تو خلیل الرحمٰن نے تبر لیکر سب کے سر کو توڑا کسی کے ہاتھ کاٹے اور کسی کے کان مروڑے مگر بڑے بت کو بچا کر تبر اس (یعنی ابراہیمؑ) کے گلے میں ڈالا اور بت خانے کا دروازہ بند کر کے جلد اپنے تئیں وہاں سے نکالا لوگ جب عیدگاہ سے مراجعت کر کے بت خانے میں داخل ہوئے اور چھوٹے بڑے اس مکان میں بدستور قدیم واصل ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ نہ کسی کا ہاتھ ہے نہ کسی کا کان بڑی ذلت سے اوندھے پڑے ہیں مثل مردۂ بے جان اور بولے کہ کس ظالم نے یہ تماشا ہمکو دکھلایا اور ہمارے معبودوں کا سر توڑ کر ہمارے دلوں کو جلایا حضرت ابراہیمؑ تو ہمیشہ بتوں پر اور بت پرستوں پر طعن کیا کرتے تھے اور ان کے شرک اور بے ایمانی پر لعن کیا کرتے تھے سب کا عزم حضرت ابراہیمؑ پر بالجزم ہوا اور ہر ایک کا دل حرارت خشم سے اُن کے قتل پر گرم ہوا سب قوم نے متفق ہو کر نمرود سے جا کر فریاد کی کہ حرمت بت خانے کی ابراہیمؑ نے برباد کی نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کے بلانے کو محصّل بھجوایا اور بڑے طیش اور غصے سے حضور میں بلوایا نمرود اور قوم نے کہا کہ یہ فعل ہمارے معبودوں سے کس نے کیا ہے اے ابراہیمؑ فرمایا کہ بڑے بت نے کیا تم جانتے تھے واجب تعظیم تم بڑے بت سے پوچھو تم سے نہیں چھپاوے گا وہ تمہارا بڑا معبود ہے اتنا بھی نہ بتاوے گا۔ القصہ

مشرک اس بات کو سن کر لاجواب ہوئے اور سب اس شرمندگی اور خجالت سے بیتاب ہوئے اور ابراہیمؑ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ ہرگز نہیں بولتے اور کسی نیک و بد میں منہ نہیں کھولتے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ایسے معبودوں کی عبادت کا کیا حاصل ہے جو ان بے زبان کو پوجے وہ بڑا جاہل ہے اس معاملے کو دیکھ کر بہت لوگ مسلمان ہوئے اور بہت لوگ یہ بات سن کر مستعد بایمان ہوئے نمرود نے اس معاملے کو دیکھ کر حضرت کو قید کا حکم کیا اور اس پیغمبرؑ مظلوم پر اس کافر نے بڑا ظلم کیا سب کفار نابکار نے کہا کہ ابراہیم کو آگ میں جلاؤ اور غصے کی آگ کا شعلہ ہمارے دل سے بجھاؤ پھر تو دامن کوہ میں ایک سو ساٹھ گز کا مکان بنایا اور ملک ملک کی لکڑیوں کو جمع کر کے وہاں جلایا آگ کا ایک ایک شعلہ اس درجے پر بلند ہوا کہ راستہ پرندوں کے اڑنے کا اس کے سامنے سے بند ہوا کوئی بنی آدم اس کے نزدیک نہیں جا سکتا تھا اور حضرت ابراہیمؑ کے ڈالنے کی تاب نہیں لا سکتا تھا پھر تو سب کافر حیران ہوئے اور ان کی آگ میں ڈالنے کی تدبیر میں سرگرداں ہوئے شیطان نے تعلیم کیا کہ تم ایک منجنیق بناؤ اور پہاڑ پر دو تین تھام گڑواؤ مانند جھولے کے جھلا کر آگ میں ڈالو اور اپنے دل کی حسرت اسطرح سے نکالو جب حضرت ابراہیمؑ کو طوق و زنجیر کر کے منجنیق پر بٹھایا تو آسمان اور زمین کے فرشتوں نے رو رو کر شور مچایا کہ خداوندا تیرے ابراہیم خلیلؑ سے کافر یہ معاملہ کرتے ہیں ہم تو اس ظلم کے دیکھنے سے مارے رنج کے مرتے ہیں ہم کو حکم ہو تو ابھی ان کو چھڑاویں اور تیرے دوست کو ان دشمنوں سے بچاویں حکم ہوا کہ اگر تم سے ابراہیمؑ مانگے مددگاری تو بہت بہتر ہے اس کی جا کر کرو یاری دو فرشتے جو باد و باران پر موکل تھے حضرت کے پاس آئے اور بولے کہ اگر حکم کرو تو یہ ہوا اور بارش ایک پل میں اس کو بجھائے حضرت ابراہیمؑ نے ہرگز نہ کیا قبول وہ فرشتے ان کی حالت دیکھ کر ہوئے بہت ملول جب وہ سلطان المتوکلین منجنیق سے باہر ہوئے جبرئیل امین فی الفور ہوا کی فضا میں حاضر ہوئے اور کہا کہ کچھ حاجت ہو تو بولو کہ اس آگ سے ان کافروں کو جلاؤں اور تم کو ان شعلوں سے بچاؤں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تم سے تو کچھ احتیاج نہیں اور جو خدا اس میں راضی ہے تو کچھ علاج نہیں جبرئیلؑ نے عرض کی خدا ہی سے سوال کرو اور اس مصیبت کے واسطے عرض حال کرو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ وہ خوب عالم ہے میرے عرض حال سے پھر کیا حاصل ہے اس طرح سے جب جناب بے نیاز نے دیکھا کہ یہ راہ توکل ہی میں ہے مستقیم تو فرمایا یَا نَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ حضرت ابن عباسؓ سے نقل ہے اگر کلام الٰہی میں لفظ سلام نہ ہوتا مارے ٹھنڈک کے حضرت ابراہیمؑ کو آرام نہ ہوتا ملائک نے بازو حضرت کا پکڑ کر نہایت آرام سے زمین پر بٹھایا اسی وقت رضوان بہشت نے خلعت فاخرہ لا کر پہنایا اور ابراہیم بیس بیس گز آس پاس ان کے جمایا گل اور ریحان اور سبزے اور شگوفے سے بنایا عجیب بوستان اور ایک چشمہ شیریں وہاں جاری ہوا حضرت ابراہیم کے حال پر کمال فضل باری ہوا اور حضرت اسرافیلؑ کو حکم ہوا کہ صبح اور شام طعام لذیذ پہونچا کرو جو کمال خوشی اور بے غمی سے میرا عزیز کھایا کرے جب سات روز اس ماجرے پر گزرے اور نمرودیوں نے جانا کہ آگ بجھی ایک اونچے محل پر نمرود چڑھ کر ہمیشہ دیکھا کرتا تھا اور حضرت ابراہیمؑ کے زندہ رہنے کے خوف سے

اپنے دل میں ڈرا کرتا تھا کہ اگر وہ اپنے خدا کی مدد سے سلامت آویگا تو مجھ پر اور میرے ملک پر بڑی آفت لاویگا جب کبھی یہ بھید اپنے دل کا مصاحبوں کے روبرو منہ پر لاتا تھا تو ہر ایک اس کی تسلی کیواسطے یہ بات سناتا تھا اگر سنگ خارا اس آگ میں ڈالیں تو پگھل جاوے انسان کی تو کیا بنیاد ہے کہ جل کر راکھ نہ ہو جاوے ایک روز نمرود نے اپنے محل سے خوب غور کر کے دیکھا کہ ابراہیمؑ کے گردا گرد تو سب گل و ریحان ہے اور بجائے آتش سوزاں کے تمام گلستان ہے اور چشمہ آب شیریں وہاں جاری ہے ہردم ہر گھڑی وہاں عیش و عشرت کی تیاری ہے نمرود اس حال بعید از خیال کو دیکھ کر نہایت حیران ہوا اور نہایت اضطراب اور بیقراری سے سرگرداں ہوا اور بولا کہ اے ابراہیمؑ تو نے ایسی آتش جانگداز سے کیونکر مخلصی پائی اور بہشت ناز و نعمت کی کس نے بنائی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اس قادر بیچون کی قدرت کا یہ ادنیٰ ظہور ہے اس کے فضل و عنایت کے سامنے ایسا کام کیا دور ہے نمرود بولا کہ جس کی قدرت کا یہ ادنیٰ آثار ہے وہ فی الحقیقت بڑا پروردگار ہے پھر تو حضرت ابراہیمؑ بموجب طلب نمرود کے راکھ کے پہاڑوں سے نکل کر تشریف لائے اور از سر نو وعظ اور نصائح کے قول نمرود متمرد کو سنائے نمرود نے چند روز کی مہلت مانگی اور اس معاملے کے سوچنے کی فرصت مانگی ہارون نام اس کا وزیر تھا اس سے مشورت کی اور ایمان لانے کے ارادے میں مصلحت کی اس ملعون نے کہا کہ اتنی مدت تک خدائی کی اب بندگی اختیار کرتا ہے اور تمام عالم میں اپنے واسطے شرمندگی اختیار کرتا ہے جب حضرت ابراہیمؑ نے بعد مدت مہلت کے پھر تقاضائے ایمان کیا نمرود بے بود نے نہایت تملق اور تواضع سے بیان کیا کہ قبول کرنا ایمان کا مجھ پر دشوار ہے مگر قربانی عظیم واسطے پروردگار تیرے کے تیار ہے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ قربانی بغیر ایمان کے قبول نہیں اور ایسی قبولیت کا خدا کی درگاہ میں معمول نہیں نمرود نے چار ہزار گائے اور بہت بکریاں اور اونٹو نکو ایک میدان وسیع میں قربانی کیا لیکن ہارون کی شیطنت سے اپنا ٹھکانا دوزخ میں جاودانی کیا **احوال نمرود کے ہلاک ہونے کا** جب ابراہیمؑ نے نمرود کو فرمایا کہ تو بُرے کاموں سے ہاتھ کوتاہ کر اور پشیمان ہو کر خدا کی درگاہ میں نالہ و آہ کر خدائے تعالیٰ نے تیرے تئیں چار سو برس سے بادشاہی دی اور اسطرح میرے معجزوں نے دین حق پر گواہی دی ابتک تو اپنے کفر سے باز نہیں آتا ہے اور اپنی نادانی سے دعویٰ خدائی کا کئے جاتا ہے اور اس کا لشکر اور سپاہ اندازے سے قیاس کے بے نہایت ہے اور تیرے غارت کرنے کو ایک ادنیٰ لشکر اس کا کفایت ہے نمرود نے کہا میں گمان نہیں کرتا کہ روئے زمین پر سوائے میرے دوسرا بادشاہ ہووے اور میرے بارگاہ کے سوا دوسری بارگاہ ہووے اگر آسمان کے بادشاہ کی فوج ہے تو کہو کہ مجھ پر بھیجے اور میری لڑائی اور حشمت کا تماشا دیکھے حضرت جبرئیلؑ بعد دعائے حضرت ابراہیمؑ کے نازل ہوئے کہ نمرود سے کہو کہ ہماری فوج آتی ہے تو تیار ہو اور اپنی فوج کو جمع کر کے ایک میدان میں مستعد پیکار ہو نمرود نے تین روز کی مہلت میں لاکھوں فوج بلائی اور ایک میدان میں سب کی سب جمع کروائی چوتھے روز حضرت ابراہیم تن تنہا نمرود کی فوج کے مقابل ہوئے وہ لوگ ان کو اکیلا دیکھ کر اسطرح سائل ہوئے کہ ابراہیمؑ کہاں ہے وہ فوج آسمانی فرمایا کہ کوئی دم میں تجھ پر پہونچتی

احوال نمرود کے ہلاک ہونیکا

ہے بلائے ناگہانی اس گفتگو میں تھے کہ ناگاہ پشوں کی فوج نے نمود کی روشنی آفتاب کی چھپ گئی اور عقل جاتی رہی نمرود کی یکایک بادل سیاہ آسمان پر چھا گیا نمرود کے لشکر کی آنکھوں میں مارے ہیبت کے اندھیرا چھا گیا اور نمرود نے کہا کہ نقارہ بجادیں اور فوج آسمانی کو نقارۂ اپنی و تسری سے ڈراویں جب مچھروں کی آواز نمرود کے لشکر کے کان میں آئی ہوش سب کے جاتے رہے تمام فوج گھبرائی اور ان کے گونجنے کا شور تمام عالم میں بھر گیا چھوٹا بڑا ہیبت الٰہی سے ڈر گیا ایک ایک آدمی پر لاکھوں مچھر لپٹ گئے سر سے پاؤں تک مانند کالی بلا کے چمٹ گئے گوشت کی بوٹی اور لہو کی بوند ان کے بدن پر نہ چھوڑی ہزاروں آدمی اور حیوان مرے نہ گھوڑا رہا نہ گھوڑی نمرود بھاگ کر اپنے محلوں میں بیٹھا اور عورتوں میں چھپ کر آبیٹھا اسی عرصے میں ایک لنگڑا مچھر آیا نمرود نے اپنی عورتوں کو دکھایا فی الفور اس مچھر نے دوڑ کر ناک کی راہ سے دماغ میں قرار پایا اور اپنی سونڈ کو اس کے بھیجے میں جا کر دار پار کیا اسی گھڑی نمرود کا اڑ گیا سونا اور آرام اور شب و روز سر پیٹنے سے اس کو رہا کام جبتک اس کے سر کو کوٹتے تھے تو کچھ درد کم ہوتا تھا اور بغیر کوٹنے کے بیقرار دمبدم ہوتا تھا جو کوئی اس کی مجلس میں آتا تھا تو بعوض زمین بوسی کے اس سر بیمغز پر دھول لگاتا تھا اس طرح نمرود غضب الٰہی میں گرفتار ہوا بعد چالیس دن کے اسی درد سے مردار ہوا بعد اس کے حضرت ابراہیمؑ نے بموجب وحی الٰہی کے ملک شام کیطرف ہجرت کی اور اس ملک کے رہنے سے بسبب انکی نافرمانی کے نفرت کی جب مصر میں سارہؓ کو اپنے ساتھ لیا حاکم مصر کو لوگوں نے حضرت سارہؓ کے حسن و جمال سے آگاہ کیا کہ عالم خوبی میں مانند اس کے انسان نہیں اور روئے زمین سے فلک تک ایسا ماہ تاباں نہیں بادشاہ مصر نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا کہ اس عورت سے تیرا رشتہ کیا ہے اور میں اس کو لیا چاہتا ہوں اس کا رتبہ کیا ہے حضرت ابراہیمؑ نے جانا کہ اگر کہوں کہ یہ ہے میرا قبیلہ تو وہ کافر البتہ میرے مار ڈالنے کا کرے گا حیلہ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے یعنی دین کی اسطرح بچے آفت سے اس بیدین کی جب اس مردود نے حضرت سارہؓ کو اپنے سامنے بلایا انکا حسن و جمال دیکھتے ہی اپنا ہوش و حواس گنوایا بے اختیار ہو کر اس بی بی معصومہ پر ہاتھ دراز کیا اور مغلوب العقل ہو کر بے ادبی کا دروازہ باز کیا حضرت سارہؓ کی دعا سے اس کے دونوں ہاتھ شل ہوئے اور قوائے بدنی اسکے مارے درد کے بیکل ہوئے بادشاہ بولا کہ اے عورت تو نے مجھ پر جادو کیا بی بی نے فرمایا کہ تیری نیت بد سے خدا نے تجھ کو بے قابو کیا وہ ملعون بولا اگر میں تیری دعا سے تندرست ہو جاؤں گا تو ہرگز تیری طرف نیت بد سے ہاتھ نہ ڈالونگا حضرت سارہؓ نے خدا کی جناب میں منت کی وہیں جناب الٰہی نے اس مردود کو صحت دی پھر ان کا حسن و جمال دیکھ کر بے اختیار ہوا اور ارادۂ اول سے نہ پھرا نہ دست بردار ہوا خدا نے اسکے دونوں ہاتھوں کو پھر اپاہج بنا دیا وہ کافر بڑی منت سے گڑگڑایا اسی طرح تین بار اس کافر کی بدنیتی سے دونوں ہاتھوں کی کلائی شل ہوتی تھی اور اس معصومہ کی دعا سے مشکل حل ہوتی تھی پھر تو دل کے اخلاص سے اس کام سے دست بردار ہوا اور ان بی بی کے تئیں کنیزک ہاجرہؓ نام نذر کی اور توبہ گار ہوا جب حضرت سارہؓ نے آن کر حضرت ابراہیمؑ سے چاہا کہ عرض حال کروں اور اس معاملہ کی کیفیت گذشتہ

کا قیل وقال کروں حضرت ابراہیمؑ بولے کہ اس قادر پر کمال نے میری نظروں کے سامنے سے تمام حجاب اٹھائے اور جو معاملے تجھ پر گذرے وہ سب مجھ کو دکھائے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں پر مہربان ہے اور ہر حال میں ہمارے ناموس کا نگہبان ہے وہاں حضرت ابراہیمؑ نے ارادہ ملکِ شام کا کیا اور دمشق کے علاقے میں دیار فلسطین میں آرام کیا۔

# ذکر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے پیدا ہونے کا

جب حضرت خدائے وہاب نے ابراہیمؑ کو بخشے دواب اور بکریاں اور انعام اور سامان زراعت اور اسباب راحت کا کیا انعام حضرت ابراہیمؑ کی خاطر مبارک میں یہ خیال گذرا کہ خدا نے مہربانی نہایت کی اور نعمت دنیا اور آخرت کی عنایت کی اگر ایک فرزند بھی اس کے کرم سے عنایت ہو تو وارث منصب نبوت اور رسالت ہو بی بی سارہؓ نے دیکھا کہ طبیعت حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کی طرف مائل ہے اور زبان مبارک اولاد کی طلب میں مدام مائل ہے اسواسطے حضرت سارہؓ نے حضرت ہاجرہؓ کی صحبت کی.... ابراہیمؑ کو اجازت دی اور بامید اولاد کے اس بات کی رخصت دی تب ہاجرہؓ نے ابراہیمؑ کی شرافت صحبت پائی اور ہمبستری سے اس جناب کی عزت پائی صدف وجود اس معصومہ کا گوہر پاک سے حامل ہوا اور اس شرافت کے حاصل ہونے سے درجہ اس بی بی کا کامل ہوا بعد نو مہینے کے لڑکا پیدا ہوا اور دل باپ کا اسپر نہایت شیدا ہوا اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ حضرت ابراہیمؑ بجالائے شکر و ثنائے رب جلیل بڑھاپے کی اولاد تو بہت ہی پیاری اور محبت اس کی سب اولاد سے زیادہ ہوتی ہے نیاری اکثر اوقات طبیعت حضرت ابراہیمؑ کی اُن کے بوس و کنار میں مشغول ہوئی رشک سے خاطر سارہؓ کی نہایت ملول ہوئی اور بولیں کہ ان دونوں کو ڈال آؤ ایک بیابان لق و دق میں سوا اس کے دوسری تجویز نہیں ان کے حق میں حکم ہوا کہ سارہؓ کی خاطر کر اے ابراہیمؑ بیابان میں چھوڑ آ اور مت کر کسی کا خوف اور بیم تب دل پر تاب اور چشم پر آب سے انکو لے چلے حضرت خلیلؑ اور مکہ کیطرف راہبر ہو کر ہمراہ ہوئے جبرئیلؑ بعد طے کرنے منزلونکے اترے ایک میدان میں کہ ان دنونمیں چاہ زمزم ہے اس مکان میں جبرئیل نے کہا کہ امر یوں ہے کہ ان ماں بیٹونکو اس مکان میں چھوڑ اور ان کو تن تنہا چھوڑ کر گھر کی طرف باگیں موڑ بی بی نے نہایت صبر و شکیب سے گود میں لیا اس بچہ گلعذار کو اور بے اختیار روتی تھیں دیکھ کر اس دشت پر خار کو وہ مکان گرم اور خشک تھا حرارت سے اور وہ جنگل تمام خالی تھا عمارت سے ہوا اس کی کرۂ ناری کی ہوا سے بھی گرم تر اور زمین وہاں کی حرارت میں تھی مانند کبریت احمر بی بی ہاجرہؓ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ تمکو ہمارے حال پر کچھ رحم نہ آیا کہ بچہ یہ اور میں ضعف سے زار و نزار اور یہ دشت پر خار ہمکو اس بیابان میں کس کے سپرد کرتے ہو اور کچھ نہیں کہتے ہو کہ تم جیتی ہو یا مرتی ہو حضرت ابراہیمؑ نے رو رو کر یہ فرمایا اور اس بی بی کو یہ کہہ سنایا کہ حافظ عالم تمہاری حفاظت کا متکفل ہے اور اس نگہبان حقیقی سے تمہاری مراد حاصل ہے بی بی ہاجرہؓ بولیں حَسْبِیَ اللّٰهُ دَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ اور حضرت ابراہیمؑ نے نہایت حسرت سے شام

کی راہ لی اور حضرت نے انکو کچھ دیا خرما اور ایک مشک دی پانی کی اور اعلائے مکہ تک پہونچکر نظر اُن دونوں پر ڈالی اور ان کی تنہائی پر دل جلا کر یہ دعا منہ سے نکالی رَبَّنَا اِنِّیۤ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ اپنی عنایت اور حفاظت سے ہمیشہ رکھیو ان کو معزز و مکرم جب چند روز میں ان کا پانی اور طعام تمام ہوا اور ہاجرہؓ کا دل اس بچے کی تشنگی دیکھ کر بے آرام ہوا بی بی نے جاناکہ بغیر جان دیئے کوئی تدبیر نہیں اور بندیکو تقدیر الٰہی سے گریز نہیں وہاں سے دوڑ کر کوہ صفا پر آئیں اور پانی کی تلاش میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں ایک لحظہ وہاں توقف فرمایا اور کوئی فریادرس وہاں نظر نہ آیا اور وہاں سے دوڑ کر کوہ صفا سے گزر کر کوہ مروہ پر آئیں اور العطش العطش کہہ کر جناب باری میں چلائیں وہاں بھی ایک لحظہ توقف کیا اور پانی کا نشان نہ پایا اسیوقت دل میں اس پیاسے بچے کا دھیان آیا سات بار بدستور سعی اور کوشش میں آتی جاتی تھیں ہر بار اس شاہزادہ عالم کو دیکھ کر چھاتی سے لگاتی تھیں ایسا نہ ہو کہ کوئی درندہ اس کو کھاوے اور میرے لب تشنہ اور جگر سوختہ کو جلاوے اور اسمٰعیلؑ اکیلے اس میدان میں گرمی اور پیاس سے جلتے تھے اور لڑکوں کے دستور سے ایڑیاں زمین سے رگڑتے تھے ارحم الراحمین نے ان کے قدموں کے تلے سے ایک چشمہ پانی کا نکالا اور اس چشمہ آب حیات کو اس پانی سے پالا جب حضرت بی بی نے آن کر چشمہ پانی کا دیکھا اور مکھڑا سیراب اپنے جانی کا دیکھا تو بولیں کہ شکر تیری نعمتوں پر بار الٰہا اور اسوقت مشک بھرنا اس پانی سے چاہا ہاتف غیبی نے پکارا کہ یہ آب رحمت الٰہی ہے کم ہونے سے مت ڈر یہ فیض نامتناہی ہے تجھ کو اور تیرے قرۃ العین کو اس چشمہ سے محفوظ کیا اور اس کو روز قیامت تک چشم بد سے محفوظ کیا یہ فرزند جلیل اور اسکا باپ براہیم خلیل بیت اللہ کو بناوے گا اور تمام عالم حج اور طواف سے فیض پاویگا بی بی ہاجرہ اس مژدہ کو سنکر خوش اور خرم ہوئیں اور اپنے قرۃ العین کو لیکر عیش و عشرت سے ہمدم ہوئیں۔

## بیان قبیلہ جرہم کے آنیکا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پرورش پانیکا

قبیلہ جرہم ولایت یمن میں رہا کرتے تھے اور مکہ کی راہ سے تجارت شام کو جایا کرتے تھے اتفاقاً جرہم کے قافلے نے مکے کے میدان میں مقام کیا اور رات کی رات اس منزل میں آرام کیا اس قوم نے دیکھا کہ برخلاف معمول پرندے پرواز کرتے ہیں گویا پانی کی خوشی سے اڑتے اور آواز کرتے ہیں ایک اعرابی نے آکر دیکھا کہ ایک چشمہ مثل آب حیات مصفا ہے اور ایک بی بی پاکدامن اور صاحبزادہ گل پیرہن بیٹھا ہے وہ اعرابی اس صحرا میں انکو دیکھ کر ہوا حیران اور پوچھا کہ تم از قسم جن ہو یا نوع انسان بی بی ہاجرہؓ نے فرمایا کہ فضل الٰہی سے یہ فرزند مجھ کو عنایت ہوا اور اس کے طفیل سے یہ چشمہ خوشگوار رحمت ہوا اس اعرابی نے قوم کو جاکر یہ مژدہ سنایا رئیس اس قوم کا بی بی صاحبہ ہاجرہؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہماری قوم آکر یہاں آباد ہو اور آپکی بھی وحشت تنہائی کم اور دل شاد ہو بی بی نے فرمایا کہ اگر تولیت میری اس چشمے پر قبول ہو تو جاؤ اور اپنے عیال اور اطفال کو لے کر آؤ وہ قوم چند روز میں

مع عیال واطفال اور مواشی حاضر ہوئی اور حضرت بی بی ہاجرہؓ کے طفیل سے رہی اور آسودہ خاطر ہوئی
اور اس مقام کریم میں عمارات عالیشان بنائی اور رعایت حضرت اسمٰعیلؑ کی اپنے ذمے پر وا جب ٹھہرائی
پھر توان کے رہنے سے جمیعت تمام حاصل ہوئی اسی قبیلے میں حضرت اسمٰعیلؑ کی نشو ونما کامل ہوئی
جبرئیلؑ نے حضرت خلیلؑ کو یہ مژدہ پہونچایا اور انکے انتظام احوال کا قصہ کہہ سنایا۔ حضرت ابراہیمؑ سال
میں ایکبار براق پر سوار ہو کر آتے تھے اور اپنے عیال کی خبر لے کر ہمیشہ پھر جاتے تھے حضرت اسمٰعیلؑ
کا سن مبارک جب ہوا پندرہ سال بی بی ہاجرہؓ نے دار فانی سے عالم جاودانی کو کیا انتقال انکے جسم
مطہر کو حجر اسود کے پاس مدفون کیا اور درد ہجرت نے اسمٰعیلؑ کی خاطر کو محزون کیا جب حضرت اسمٰعیلؑ
وہاں رہنے سے برخاستہ خاطر ہوئے سب رئیس اس قوم کے حضرت اسمٰعیلؑ کی خدمت میں آحاضر ہوئے
اور بڑی منت اور سماجت سے ان کو ٹھہرایا اور اشراف قوم میں ایک لڑکی سے آپکا نکاح بندھوایا
طبیعت اسمٰعیلؑ کی شکار پر راغب رہتی تھی اور مدام کوہ وصحرا میں صید طیور وحوش کی طالب اتفاقاً ایک
روز حضرت ابراہیمؑ مکہ میں تشریف لائے بی بی ہاجرہؓ کی وفات کی خبر سن کر آنسو بھر لائے دروازے پر
جاکے ان کی منکوحہ سے بی بی کا استفسار حال کیا اور حضرت اسمٰعیلؑ کے حاضر نہ ہونے کا سوال کیا
وہ بی بی حضرت ابراہیمؑ سے واقف نہ تھی کچھ حضرت ابراہیمؑ کی تعظیم اور توقیر نہ کی اور ضیافت اور
مہمانداری کی تدبیر نہ کی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اسمٰعیلؑ شکار سے آوے تو میرا اسلام کہیو اور اسکو
میری طرف سے یہ پیغام کہیو کہ تیرے دروازے کی دہلیز خوب نہیں اور ہماری طبیعت کو ایسی دہلیز مرغوب
نہیں حضرت ابراہیمؑ یہ فرما کر روانہ بسمت شام ہوئے اور حضرت اسمٰعیلؑ شام کو داخل مقام ہوئے
اس بی بی بے نصیب نے بیان کیا سب احوال اور ظاہر کیا جو کچھ کہ ہوا قیل وقال حضرت اسمٰعیلؑ
نے فرمایا کہ گھر کی تو دہلیز ہے مگر نہایت بے ادب وبے تمیز ہے اور وہ میرا پدر پُر اشفاق ہے دہلیز
بد سے کنایہ یہ ہے کہ تم کو طلاق ہے بعد اُس کے بموجب ایمائے پدر بزرگوار کے ایک بی بی جمیلہ
سے نکاح کیا اور اس صالحہ کی صحبت سے خاطر مبارک کو فلاح دی دوسری بار مکے میں تشریف
لائے حضرت ابراہیمؑ اس بی بی عاقلہ نے حضرت کی نہایت کی تعظیم اور بولی کہ یہ لونڈی آپکی خدمت
میں حاضر ہے اور خاوند میرا واسطے شکار کے باہر ہے روٹی جو تیار رکھی سو حضور میں حاضر کی اپنے
مقدور سے زیادہ اس جناب کی خاطر کی حضرت ابراہیمؑ نے براق ہی پر سوار ہو کر تناول کیا اور اس بی بی کی
خدمت دیکھ کر اس کی خوبی پر تفاول کیا پھر بی بی نے عرض کی کہ مرضی ہو تو سر مبارک کے دھوؤں
بال اور اس خدمت سے اپنے دلکو کروں فارغ البال حضرت ابراہیمؑ نے ایک قدم رکاب میں رکھا
اور دوسرا پتھر پر قائم کیا بی بی صاحبہ نے ایک طرف دھو کر بالوں کو ملائم کیا دوسری طرف کا بھی اسی
طرح سر دھویا اور میل اور گرد کو سر مبارک سے کھویا اثر قدم شریف کا اس پتھر پر نمود ہوا اور معجزہ
روز قیامت تک عالم میں موجود ہوا چلتے وقت فرمایا کہ اسمٰعیلؑ سے کہیو کہ آستانہ تیرے گھر کا بہت
مناسب ہے اور ہماری طبیعت اس کی خوبی پر راغب ہے جب اسمٰعیلؑ شکارگاہ سے آن کر گھر میں
داخل ہوئے اور حضرت اسمٰعیلؑ بی بی کے ساتھ ہم محفل ہوئے انہوں نے حضرت اسمٰعیلؑ کو اس احوال

سے خبردار کیا اور تمام ماجرا انکے حضور میں اظہار کیا حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا کہ زہے طالع تیرے اے یار غمگسار وہ میرا باپ ہے ابراہیم خلیلؑ پروردگار دلپذیر کا قائم رکھنا تیری خاطرداری کی وصیت ہے بسر و چشم مجھ کو قبول انکی نصیحت ہے میں بمقدور تیری خاطرداری نازبرداری کروں گا اور انکے فرمانے سے ہمیشہ تیری غمگساری کروں گا۔

## ذکر حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کا

جب خالق ارواح نے بی بی ہاجرہؓ پر اسمٰعیلؑ کی عنایت کی حضرت سارہؓ نے بھی فرزند کی تمنا بے نہایت کی ایک روز حضرت جبرئیلؑ اور کئی فرشتے حسین جوانونکی صورت بنا کر حضرت ابراہیمؑ کے گھر آئے حضرت ابراہیمؑ انکو آدمی جان کر واسطے ضیافت کے گوسالہ بھون کر لائے ہر چند حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تاکید سے فرمایا پر انھوں نے اس کھانے سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا اور اس زمانے میں یہ دستور تھا کہ جو کوئی کسی کو ایذا پہنچایا چاہتا تھا تو وہ شخص اس کے گھر کا کھانا نہ کھاتا تھا فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کا چہرہ اداس دیکھ کر فرمایا کہ ہم ملائک ہیں اسواسطے تمہارا کھانا نہ کھایا اور بولے کہ ہم قوم لوطؑ کے عذاب دینے کو آئے ہیں اور تمہارے واسطے دو فرزند ارجمند کے پیدا ہونے کی خوشخبری لائے ہیں ایک کا نام اسحٰقؑ اور دوسرا یعقوبؑ اور وہ دونوں ہونگے تمہارے محبوب بی بی سارہؓ نے تعجب سے فرمایا کہ معاملہ عجیب ہے بانجھ عورت اور بوڑھے مرد سے اولاد پیدا ہونا نہایت غریب ہے ملائک نے فرمایا کہ جو قادر پُر کمال آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے پیدا کرے اس سے کیا عجب ہے کہ بانجھ عورت اور پیر مرد سے اولاد پیدا کرے بعد سات روز کے حضرت سارہؓ کو حمل رہا اور نو مہینے تک وہ بچہ پیٹ میں بے خلل رہا نو مہینہ کے بعد حضرت سارہؓ کو درد شروع ہوا حضرت اسحٰقؑ کا ستارہ عالم میں طلوع ہوا عمر ابراہیمؑ کی سو برس کی تھی اور حضرت سارہؓ کی عمر ننانوے برس کی تھی حضرت ابراہیمؑ نے خوش ہو کر فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ۔ تیری قدرت کامل ہے اور تو ہے قادر علی الاطلاق۔

## ذکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا

یہ ماجرا حضرت اسمٰعیل کے لڑکپن اور حضرت ہاجرہؓ کی زندگانی میں واقع ہوا یہ احوال نظم اردو میں لکھا جاتا ہے۔ نظم

خواب میں ایک شب خلیل اللہ تھا
دوسرے دن پھر اسے آیا خطاب
پھر جو بستر پر وہ اپنے سو رہا

بہر قربانی اسے حق نے کہا
خواب میں حق سے کہ قربان کر شتاب
تو وہیں حکم خدا صادر ہوا

نیند سے چونکا جو وہ مرد خدا
پھر وہ پیغمبر اٹھا وقت سحر
تب لگا کہنے کہ اے بے شبہ و ریب

صبح کو لا سو شتر قربان کیا
لا کئے قربان اس نے سو شتر
مجھ پہ کچھ کھلتا نہیں اسرار غیب

کچھ نہیں سمجھوں ہوں کیا قربان کروں
اسکو تو میرے لئے قربان کر
اپنے بیٹے کو وہ تب کہنے لگے
اسمیں اپنی رائے مجھکو اب بتا
اب چھری کو حلق پر میرے چلا
دست و پا اس گلبدن کے باندھ کر
قدرت حق سے ہوا بانکا نہ بال
جس نے آتش تجھ پہ کی گلزار ہے
حکم میرا سچ ہے تو لایا بجا
اسکے بدلے میں اسے واں رکھدیا

تاکہ میں اس درد کی درماں کروں
ہے اسی میں خیر تیری سر بسر
اے مرے فرزند نیکو خوش لقا
سنتے ہی اسکو جواب ایسا دیا
گر خدا چاہے تو صابر پائیگا
اس گھڑی اسکو گرایا خاک پر
باپ حیرت میں ہوئے یہ دیکھ حال
اسنے ہی کی کند میری دھار ہے
آزمائش کیلئے یہ حکم تھا
اور لیا ذبح سے لڑکے کو اٹھا

یہ جواب آیا کہ اے اہل تمیز
یعنی قربانی تو کر فرزند کو
خواب میں حق نے یہ فرمایا مجھے
کیا مبارک ہے ترا خواب اے پدر
جب ہوا راضی وہ اور اسکا پسر
تیز کر لی ہاتھ میں اس نے چھری
تب چھری بولی یہ ابراہیمؑ سے
دون ہی ابراہیمؑ کو آئی ندا
تب اسی دم جبریئلؑ ہوشمند
اسلئے ختم رسلؐ نے یوں کہا

مجھ سوا رکھتا ہے تو جس کو عزیز
نور چشم اپنے کو اور دلبند کو
راہ میں اسکی کروں قربان تجھے
ذبح کر مجھکو کچھ اندیشہ نہ کر
باپ نے اس کام میں باندھی کمر
اسکے نازک حلق پر دون ہی دھری
عجز سے آداب سے تعظیم سے
اے حبیب صادق اس سے باز آ
لائے جنت میں سے اک نر گوسپند
سنت ابراہیم سے ہے اضحیہ

# بیان بیت اللہ شریف کے بنانے کا

حضرت جبرئیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور حکم الٰہی اسطرح لائے کہ تم اور اسمٰعیلؑ خانہ کعبہ کی عمارت کرو اور اہل عالم کے تئیں واسطے طواف بیت اللہ کے دعوت کرو حضرت ابراہیمؑ شام سے مکے کو چلے اور مکہ میں پہونچ کر حضرت اسمٰعیلؑ سے جبرئیل امینؑ نے اندازہ خانہ کعبہ کے بنانیکا بتلایا طول اسکا اور عرض جبرئیلؑ کی تعلیم سے حضرت اسمٰعیلؑ کی خاطر میں آیا اسمٰعیلؑ پتھر پہونچاتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ دیوار بناتے تھے جب دیواریں بلند ہوئیں تو ایک بڑا پتھر تھا اُس پر حضرت ابراہیمؑ نے اپنا قدم جمایا تو آسانی سے کام دیوار کا جاری ہوا اور جلد خانۂ کعبہ کی تیاری ہوئی قدم مبارک کا اس پتھر پر اثر ہوا روز قیامت تک مبارک وہ حجر ہوا اور اس کا نام مقام ابراہیمؑ ہے وہ بموجب حکم خدا کے واجب التعظیم ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی اس قدم کی برکت اس کا درجہ ہوا اعلیٰ جب کعبہ کے بنانے سے فراغت پائی تو دعا مانگی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ دعا ہماری قبول کر یا کریم تو دانا اور بینا ہے اور سمیع علیم بعد اس کے جبرئیل امین علیہ السلام نے قاعدے حج اور عرفات اور طواف کے سب سکھائے حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیل علیہ السلام موافق تعلیم کے عمل میں لائے حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو وہاں کا والی کیا اور اس خانہ خدا کا اُن کو متولی کیا اور بوقت رخصت کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی نہایت عجز سے جناب الٰہی میں التجا کی خداوندا اپنی اولاد کو چھوڑا میں نے اس بیابان خشک زراعت میں تو اپنی قدرت کاملہ سے اُنکو رکھیو فراغت میں حق تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو ایسا پھیرا کہ روز قیامت تک ہفت اقلیم کی خلقت۔ ہر سال وہاں کرتی ہے پھیرا دوسرے سال حضرت ابراہیمؑ بی بی سارہؓ کو لیکر واسطے طواف کے مکے میں آئے اور حضرت اسمٰعیلؑ بھی نہایت مہمانداری اور خدمت گزاری بجالائے بی بی سارہؓ نہایت راضی اور خوش دل ہوئیں پھر حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ شام کی طرف مائل ہوئیں حضرت اسحٰقؑ بھی ہر سال مکے میں تشریف لاتے تھے طواف

بیت اللہ اور ملاقات ذبیح اللہ سے حظ اٹھاتے تھے جب ابراہیمؑ کی مدت عمر آخر ہوئی اور علامت ضعف
اور نقاہت کی بدن مبارک پر ظاہر ہوئی حضرت عزرائیلؑ واسطے قبض روح مبارک کے آئے تب حضرت
ابراہیمؑ نے ملک الموتؑ سے یوں فرمایا کہ رب الجلیل سے پوچھو کہ کبھی کسی دوست نے دوست کا جی
لیا ہے جو آپ نے میری جان لینے کا حکم کیا ہے حکم ہوا کہ میرے خلیل سے کہو کہ تو نے سنا ہے کہ کسی دوست
نے دوست کی ملاقات سے انکار کیا ہے حضرت ابراہیمؑ نے سنتے ہی عزرائیلؑ سے فرمایا کہ حکم الٰہی
بجالاویں ملک الموتؑ نے روح مقدس کو جسم مطہر سے نکالا۔

## بیان مُرغوں کے ذبح کرنے کا اور اُن کے زندہ ہونے کا

قرآن شریف میں مذکور ہے اور مفسرونمیں مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جناب الٰہی میں مناجات کی
اور اس بات کی درخواست کی کہ الٰہی تو مُردوں کو کیسا جلاتا ہے اور بدستور سابق عقل اور ہوش کیونکر دلاتا ہے
حق تعالیٰ نے فرمایا تو کیا اس بات پر نہیں لایا ایمان ابراہیمؑ بولے کہ ایمان تو لایا ہوں پر چاہتا ہوں دلکی تسلی
اور اطمینان اور شوق رکھتا ہوں تیری قدرت دیکھنے کا اے سُبحان تب حکم ہوا قادر ذوالجلال کا اور جواب
آیا اُن کے سوال کا کہ چار مرغ چار قسم کے لا اور انکے اعضا کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ملا اور ان کے چار
حصے علیحدہ نکال اور ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر ڈال جب تو انکو پکار کر بلاویگا تو ہر ایک دوڑ کر
تیرے پاس آویگا حضرت ابراہیمؑ نے چار پرندوں کو ذبح کر کے ایک جگہ ہاون دستے میں کوٹا سب کا سب
گوشت اور پوست اور پر اور ہاڑ آپس میں لوٹا اور سران چاروں کا لیا ہاتھ میں اور قیمے گوشت و پوست کو
چار پہاڑوں پر پھینکا بات کی بات میں اور پکارا اے پرندو آؤ اور قدرت حق سے اپنے اپنے سروں سے
ملجاؤ کیا دیکھتے ہیں کہ ذرہ ذرہ ان پرندوں کا ہوا میں اڑتا جاتا ہے اور اپنے اپنے بدن کے اجزا سے ملتا جاتا
ہے ساعت کی ساعت میں ہر ایک بدن آن کر اپنے سرونسے ملا اور قدرت کاملہ الٰہی کا سب کی نظروں میں گل
کھلا اسی طرح وہ قادر بر کمال روز قیامت میں سب کو اٹھاویگا اور چاروں طرف سے سب کے اجزا کو جمع
کر کے جلاوے گا عمر مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تھی ایک سو پچپن سال نہ کوئی رہا ہے نہ رہیگا سوائے قادر ذوالجلال

## ذکر حضرت لوط علیہ السلام کا

اکثر اہل تاریخ نے حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے درمیان میں بیان کیا ہے
اور حضرت ابراہیمؑ کے احوال کے بیچ میں یہ حال عیاں کیا ہے لیکن ملانا ایک قصے کا دوسرے میں بے ربط
ہوتا ہے اسواسطے بعد اس کے علیحدہ لکھا جاتا ہے اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ مؤتفکات پانچ شہر تھے بلاد شام
کے اور ہر ایک میں لاکھ لاکھ مرد تھے لڑائی کے کام کے اور ملک انکا نہایت آباد تھا اور فراخی معاش سے ہر ایک
شاد تھا یہ قوم بت پرستی کے سوا لڑکوں سے فعل حرام کرتی تھی اور شب و روز اس فعل شنیع پر قیام اور اس فعل

کا بانی شیطان ہے اور اس کام کے شروع ہونے کا یہ بیان ہے کہ ابلیس ایک حسین لڑکے کی صورت بنکر ایک باغ میں آتا تھا اور ہمیشہ اس کے پھول اور پھل کا نقصان کرجاتا تھا جب باغ کا مالک اسکے پکڑنے کو جاتا وہ بھاگ کر باغ سے نکل جاتا جب اسکے باغ میں بہت نقصان ہوا اور وہ مالک اسکے پکڑنے سے عاجز اور حیران ہوا ایک روز ابلیس نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ میں باغ میں نہ آؤں تو تو مجھکو اپنے تصرف میں لا کر یہ کام کر پھر اپنے باغ کے نقصان سے بے فکر ہو کر آرام کر صاحب باغ نے کہا بہت اچھا مصرع

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار ؛ میں ممنون احسان ہو کر تجھ سے کروں گا بوس وکنار غرض صاحب باغ تصرف میں لایا اس نامعقول کو اور ابلیس نے ہر ایک باغ میں جاری کیا اس معمول کو اس قوم نے اس فعل بد میں اپنے تئیں کیا مضبوط جناب الٰہی کی طرف سے واسطے ہدایت کے مقرر ہوئے حضرت لوطؑ وہ جناب جسقدر انکے اس فعل بد سے انکار کرتے وہ کافر زیادہ تر اس کام میں اصرار کرتے ہرچند کہ انکو وعدہ وعید کیا اور حد سے زیادہ تہدید کیا پر وہ زیادہ بضد ہوئے اور اس کام میں بہت مستعد اور بولے فَاْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ یعنی اگر تو سچا ہے تو عذاب ہم پر لا ہم کو تیری نبوت کے صدق پر نہیں یقین حضرت لوطؑ ان کی دعوت سے باز نہ آتے تھے اور وہ ان کی عداوت سے ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے اور حضرت لوطؑ اپنے چچا ابراہیمؑ کے طریق پر مہمانداری کرتے تھے جب ان کافروں نے حضرت لوطؑ کے مہمانوں کو ستایا اور اُن کا آنا جانا ان کے گھر سے منع کروایا تب اس جناب نے ناچار ہو کر درگاہ میں جبّار وقہار کے دعا کی اور ان کافروں کے غارت ہونے کی تمنا کی تب حکم الٰہی سے جبرئیل امینؑ فرشتوں کی فوج کے ساتھ مؤتفکات کے شہروں پر آئے اور بصورت حسین لڑکوں کے لوط علیہ السّلام کے پاس تشریف لائے حضرت لوطؑ قوم کے خوف سے ان کی مہمانی میں تاخیر کرتے تھے اور نہایت دل تنگی سے اور شرم سے بارہا اُنسے یہ تقریر کرتے تھے کہ میں قوم کے ہاتھوں سے ناچار ہوں اور انکے بدفعلوں سے نہایت بیزار جب دیکھا کہ مہمان میرے گھر رہا چاہتے ہیں اور ایما اور اشاروں سے نہیں جاتے تو شام کے وقت لا کر انکو اپنے گھر چھپایا اور اپنی بی بی سے ضیافت کی تیاری کو فرمایا اور کہا کسی سے مت کہیو ان مہمانوں کا حال اور اس مقدمے میں نہ کیجیو کسی سے قیل وقال بی بی کافرہ نے بہانے سے نکل کر قوم کو خبردار کیا اور حضرت لوطؑ کے دل کو اس فکر سے فگار کیا اور بولی کہ ان لڑکوں کے حسن کی کیا کروں تم سے تعریف ان کے قد وقامت کی نہیں ہو سکتی ہے توصیف کافر اس خبر کے سنتے ہی حضرت لوطؑ کے گھر آئے اور اس جناب عالی کے خاطر ملول پر آفت لائے حضرت لوطؑ نے نہایت عجز سے فرمایا کہ سنو نصیحت اور ان مہمانوں کے حق میں مت کرو مجھکو فضیحت اگر چاہو تو میری ان بیٹیوں کو اپنے نکاح میں لاؤ اور ان مہمانوں کو میری خاطر سے مت ستاؤ ان کافروں نے کہا کہ تیری بیٹیاں ہم کو درکار نہیں اور سوا ان لڑکوں کے دوسرے سے سروکار نہیں جب جبرئیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو بیقرار پایا تو آہستہ سے انکے کان میں یہ مژدہ سنایا لَا تَخَفْ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ یعنی ڈر مت اور بیخوف رہ ہم ہیں خدا کے پیک ہرآئینہ نہیں پہونچیں گے وہ تجھ تک حضرت لوطؑ اس مژدہ کو سن کر بہت محظوظ ہوئے اور ان کافروں کی آفات سے محفوظ حضرت جبرئیلؑ نے دروازے

سے نکل کر اپنے پروں کی ہوا ان کی آنکھوں میں لگائی خدا کی قدرت سے سب کی نظروں سے جاتی رہی بینائی وہ کافر اندھے ہو کر اپنے گھروں کو بھاگے اور گرتے پڑتے گھر کو پہونچے کوئی پیچھے کوئی آگے حضرت لوطؑ نے اپنے چلنے کی تیاری کی اور سب مسلمانوں نے تیار ہو کر فرمانبرداری کی جبرئیلؑ نے کہا کہ کوئی تم میں سے پیچھے نہ کرے نگاہ اور بہت جلد کاٹے اس ملک کی راہ حضرت لوطؑ نے اور مسلمانوں نے قبول کیا بے تکرار مگر قبیلہ انکا پیچھے دیکھتا تھا بار بار ناگاہ آسمان سے ایک پتھر اس کے سر پر آیا اور ان نافرمانوں کو فی الفور عدم کا راستہ دکھایا جبرئیلؑ نے اس زمین کے ساتویں طبق تک اپنے پر پہونچائے اور ان چاروں شہروں کو اکھاڑ کر اپنے پروں پر اٹھائے اور آسمان کے قریب لے جا کر اوندھا گرایا اور ملائکؑ نے پتھروں کا باران انپر برسایا آن کی آن میں سب ہو گئے ہلاک اور وہ زمین ان کے وجود کی آلائش سے ہو گئی پاک سب کافروں پر نازل ہوا غضب الٰہی بے پایاں دنیا میں ان کا باقی نہ رہا نشان حضرت لوطؑ نے ابراہیمؑ کے پاس جا کر مقام کیا اور سات برس کے بعد موت کا اہتمام کیا دسویں تاریخ ربیع الاول کی دنیائے فانی کو چھوڑا اور اس عالم ناپائیدار سے رشتہ تعلق کا توڑا۔

## ذکر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے ملک شام میں پیدا ہونے کا

اگرچہ احوال اس جناب کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احوال میں مذکور ہوا اس واسطے مکرر ذکر اس کا کرنا منظور ہوا وہ جناب ملک شام میں پیدا ہوئے اور لڑکپن سے باپ کے ہجر میں مبتلا ہوئے اور مکے کی زمین میں نشو و نما پائی اور اس ملک میں عزت اور آبرو بڑھائی جب قبیلۂ جرہم نے حضرت ہاجرہؓ سے چشمہ زمزم کے پاس رہنے کی اجازت لی سات بکریاں اس بی بی کو دے کر سعادت لی حضرت اسمٰعیل کی برکت سے ان بکریوں میں ایسی برکت ہوئی کہ چند مدت میں اندازے سے زیادہ انکی نسل میں کثرت ہوئی اور بعد تمام ہونے عمارت بیت اللہ اور تشریف لیجانے ابراہیم خلیل اللہؑ کے حضرت اسمٰعیلؑ کو نہایت فراغت حاصل ہوئی اور نعمت دنیا کے ساتھ نعمت نبوت کی واصل ہوئی قال اللہ تعالیٰ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ہ اور بعد وفات حضرت ابراہیمؑ کے تشریف لے گئے ملک شام میں اور چند روز اقامت کی پدر بزرگوار کے مقام میں پھر بموجب حکم الٰہی کے قوم کفار کو دعوت کرتے تھے اور ہمیشہ گمراہوں کو راہ راست کی دلالت جب آخر عمر میں نشان ضعیفی کا بدن مبارک میں پایا تب بڑے بیٹے کو عہدہ ولیعہد کا عنایت فرمایا بعد چند روز کے دنیا کے رنج سے راحت پا کر بہشت میں مقیم ہوئے اور اس مقام دل افزا میں جلیس ابراہیمؑ بعد فوت حضرت اسمٰعیلؑ کے ان کی اولاد بے شمار ہوئی اسواسطے مکے میں سکونت دشوار ہوئی اکثر لوگ مکے سے نکل کر دیار عرب میں آئے اور اطراف میں مکے کے اپنے وطن بنائے جو شخص مکے سے نکل کر سفر کی راہ لیتا تھا ایک پتھر حرم کا اٹھا کر اپنے ہمراہ لیتا تھا اور اسکو مکان پاک میں رکھ کر طواف کیا کرتا اور گناہوں کی آلائش سے دل کو صاف کیا کرتا رفتہ رفتہ بسبب غلبہ جہالت کے یہ نوبت پہونچی کہ جو پتھر سفید اور پاکیزہ ملتا تھا اسکو مکان صاف میں رکھ کر عبادت کرتے اور اس کا طواف کرتے شب و روز ریاضت کرتے شیطان کے اغوا سے

دل کو عبادت ادتان پر رکھا اور کیش بت پرستی کا اختیار کیا اور ان حرکتوں سے جناب الٰہی کو بیزار کیا بعضے بعضے معاملوں میں حضرت ابراہیمؑ کے طریق کار پر عمل کرتے پر بت پرستی کو بہتر جان کر دین میں خلل کرتے اسواسطے تعظیم حرم کی ہمیشہ بجالاتے تھے اور ہر سال واسطے حج بیت اللہ کے آتے تھے اور یہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے زمانے تک دستور رہا اور شامت بت پرستی سے ملک عرب بے نور رہا بعد ظہور نور محمدی کے نہ بت رہے نہ بت پرست جو کافر اصلی تھے وہ بھی ہو گئے خدا پرست ۔

# ذکر حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السّلام کا

جاننا چاہیئے کہ قصہ حضرت یوسف علیہ السّلام کا قصہ عجیب ہے اور حکایت غریب ہے کہ جس کے سننے سے محبت نیک کاموں کی اور عصمت گناہوں سے اور فرحت طبیعت کو حاصل ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ جس کو خدائے تعالیٰ نے احسن القصص فرمایا ہے اور علمائے متقدمین اور فضلائے متاخرین کی کتابوں میں بخوبی یہ ذکر آیا ہے یوسف صدیقؑ کہ جن کا باپ یعقوبؑ اور دادا اسحٰقؑ اور پردادا ابراہیمؑ جن کی شان میں رسول خدا نے فرمایا کَرِیْمُ بِنْ اَلْکَرِیْمِ بِنْ اَلْکَرِیْمِ الیسا صاحبزادہ عالی مقدار اس حسن معنوی کے ساتھ حسن ظاہری الیسا رکھتا تھا کہ چشم تماشا اس دیدار پر انوار کے دیکھنے کی تاب نہ لاسکتی تھی روایت معتمد میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کے دس حصے کیئے نو حصے یوسفؑ کو اور ایک حصہ تمام عالم کو عنایت کیا اور شہرۂ جمال اس زبدۂ قرانؑ و امثال کا یہ ہے کہ یوسف ایک شب اپنے باپ کی گود میں سوتے جب خواب سے بیدار ہوئے تو چہرہ مانند آفتاب کے چمکتا تھا اور دل مانند سیماب کے تڑپتا حضرت یعقوب نے پوچھا کہ بیٹا تیرا کیا حال ہے فرمایا کہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں اور گرد اس کے آب رواں اور بہت سبزہ اور پھولوں کے سبب سے گویا بوستان ہے ناگہاں گیارہ ستارے اور چاند اور سورج آسمان سے اترے اور مجھکو سجدہ کیا اسواسطے میں گھبرا کر جاگ اٹھا حضرت یعقوبؑ نے جانا کہ پہاڑ اونچا اس کا بخت بلند ہے اور چشمۂ آب شیریں اسکا بخت ارجمند اور سبزۂ باغ نشانۂ سعادت ہے اور آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ ستارے باپ اور ماں اور گیارہ بھائی ہیں کہ اس سلطان دنیا اور دین کے فرمانبردار ہوں گے اور پیشانی عاجزی کی اس کے آگے جھکا دیں گے حضرت یعقوبؑ نے بھائیوں کے حسد سے اندیشہ کر کے حضرت یوسفؑ سے فرمایا کہ اگر اس خواب کا احوال تیرے بھائیوں پر روشن ہو گا تو ہر ایک بھائی اس کو جھوٹ سمجھ کر تیرا دشمن ہو گا بھائی تھوڑے دنوں میں حضرت یوسفؑ کے احوال سے خبردار ہوئے مارے حسد کے ایذا دینے کے واسطے تیار ہوئے اور روئیل کے پاس جو سب میں دانا تھا حاضر ہوئے کہ فیعل کا بیٹا جھوٹی خوابیں بنا کر باپ کو سنا تا ہے اور ایسے فریبوں سے باپ کا دل اپنی طرف لبھاتا ہے ۔ روئیل نے کہا کہ ایسی صورت جھوٹ بولنے کے لائق نہیں کیا بعید ہے کہ اس کے اقبال کا ستارہ ہویدا ہو پردۂ غیب سے علامت سعادت پیدا ہو سب بھائی روئیل کی بات سے اور یوسفؑ کے خواب سے بے خوف نہ رہتے اور آتش حسد سے دل ان کے جلتے جب زیادہ مہربانی باپ کی حضرت کے حال پر دیکھی تو بے قرار ہو کر کمر واسطے قتل کے باندھی اور بعد

مصلحت کے سب نے پدر بزرگوار کی خدمت میں آن کر عرض کی کہ کیا ہوگا کہ اگر یوسفؑ کو سیر کے واسطے ہمارے ہمراہ دو گے جو ایک روز لہو و لعب میں مصروف رہیں اور دل سے غم دور کریں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ دلبستگی میری اس فرزند سے ایسی ہے کہ اگر یہ میرے پاس سے جدا ہو تو اس کی جدائی سے دل مغموم ہو جائیگا اور اگر تم اس سے غافل رہو تو بھیڑیا اس کو کھا جائیگا بیٹوں نے کہا بھیڑیے کی کیا مجال ہے جو یوسف کے پاس آوے اگر شیر بھی ہو تو گیارہ بھائیوں کے سامنے سے بھاگ جاوے حضرت یعقوبؑ کا دل اُس جگر گوشے کی جدائی کا نام سنکر بیتاب ہوتا تھا اسواسطے انکار کیا اور بھائی ناامید ہو کر اُٹھ گئے اور آپسمیں مصلحت کرنے لگے کہ ایسی تدبیر ہو کہ باپ کے دل میں ہمارے کہنے کی تاثیر ہو ناگاہ ابلیس پُر تلبیس بصورت پیر مرد حاضر ہوا اور ناصحوں کی صورت بنا کر مُتفسر ہوا کہ کیا فکر کرتے ہو اور کس مقدمے میں ذکر کرتے ہو جب بھائیوں نے اس خائن کو امین سمجھ کر اپنا حال بیان کیا تب ابلیس لعین نے اسطرح انکی خاطر نشان کیا کہ جب ایام بہار ہو اور جنگل ہرا اور سر سبز گلزار ہو تو اول یوسفؑ کو راضی کر کے باپ کے پاس جاؤ اور اسکو ساتھ لیجا کر اپنی عرض سناؤ بھائیوں نے اس بات کو پسند کیا اور بامید آنے موسم بہار کے اپنے دل کو خرسند کیا بعد آنے موسم بہار کے یوسفؑ کو ساتھ لیکر باپ سے رخصت چاہی اور یوسفؑ نے رو رو کر اجازت چاہی یعقوبؑ یوسفؑ کی طبیعت بیقرار دیکھ کر بیقرار ہوئے اور تقدیر آلہی سے اسواسطے رخصت دلانیکے مددگار ہوئے آبدیدہ اور بیقرار ہو کر اس کو رخصت کیا یہودا سے فرمایا کہ یوسفؑ کو تجھے سونپتا ہوں نگہبانی کیجیو اور کسی طرح کی اسکو تکلیف نہ دیجیو نقل ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ پر ایکبار وحی بھیجی کہ آیا تو جانتا ہے کہ کسواسطے تجھ سے یوسفؑ کو میں نے جدا کیا کہا نہیں فرمایا کہ تو نے بھیڑیے سے خوف کیا اور یہودا کی حفاظت پر اعتبار کیا اور میری حفاظت پر نہ چھوڑا القصہ جاتے وقت پھر حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کو چھاتی سے لگایا اور وصیت میں اسطرح فرمایا کہ اے فرزند دلبند اگر زمانہ جدائی کا دراز ہو جاوے تو اپنے باپ کو مت بھولیو کہ وہ جب تک تیرا منہ نہ دیکھے گا تو ہرگز کسی سے نہ ہنسے گا نوادر القصص میں تحریر ہے کہ حضرت یعقوبؑ جب حضرت یوسفؑ سے چند قدم جدا ہوئے تو بیہوش ہو کر گر پڑے سب بیٹے دوڑ کر جمع ہوئے جب ہوش میں آئے تو یوسفؑ کو سینے سے لگا کر آہ بھر کر فرمایا کہ بو فراق کی مجھکو آتی ہے اور اتنا روئے کہ پیراہن یوسفؑ کا تر ہو گیا جب تک حضرت یعقوبؑ کی نظر یوسفؑ پر پڑتی تھی تب تک بھائی انکو نہایت عزت و حرمت سے لئے جاتے تھے جب باپ کی نظر سے غائب ہوئے شفقت کا بچھونا لپیٹا اور ظلم کی چادر بچھائی کبھی طمانچوں سے یوسفؑ کو آزار دیتے تھے اور کبھی نہایت ذلت سے اپنے آگے دوڑاتے تھے جب نہایت گرمی سے گلاب سا چہرہ یوسفؑ کا پسینے پسینے ہوا اور پیاس مزاج پر غالب ہوئی بڑی عاجزی اور منت کر کر بھائیوں سے پانی مانگا انہوں نے بیمروتی سے پانی نہ دیا اور نہایت بھوک سے بھائیوں سے کھانا مانگا تو جواب بھی نہ دیا اور ایک بھائی بولا کہ اے جھوٹے خواب والے وہ ستارے جو خواب میں تیری خدمت میں حاضر تھے ان سے مدد مانگ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوبؑ نے تھوڑا پانی آفتابے میں شمعون کو دیا تھا کہ جب یوسف پیاسا ہو تو اسکو پلائیو شمعون نے وہ پانی زمین پر بہا کر کہا کہ پیاس سے کیا روتا ہے ابھی تیری زندگی کا ڈورا انتقام کی مقراض سے کاٹا جائے گا اور تو ایک قطرہ پانی نہ پائے گا جب یوسفؑ نے مارنے کی بات سنی تو کانپ گئے اور خدا سے

مناجات کی کہ اے فریاد کے پہونچنے والے میری عاجزی اور ناچاری پر رحم کر اور مجھ کو ہلاکت سے خلاصی بخش پھر روبیل سے کہا کہ اے بھائی تو اور بھائیوں سے میرے حال پر زیادہ مہربانی کرتا تھا ایک چلو پانی سے میری پیاس کی آگ بجھا دے اس نے پانی کے عوض کڑوا جواب دیا پھر فریاد کا ہاتھ یہودا کے دامن میں مار کر کہا کہ باپ نے مجھکو تیری شفقت کے بھروسے پر سونپا بھلا تو ہی کہہ میری کیا تقصیر ہے یہودا کو یوسفؑ کی درماندگی دیکھ کر رحم آیا اور غصہ سے بھائیوں کو منع کیا اور یوسفؑ سے کہا کہ جب تک میں جیتا ہوں کوئی تیری جان کا قصد نہ کر سکے گا جب بھائیوں نے یہودا کا غصہ دیکھا تو بولے کہ تو یوسفؑ کے مقدمے میں کیا صلاح دیتے ہو یہودا نے کہا کہ میں یوسفؑ کے قتل سے راضی نہیں ہوں اسواسطے کہ بیگناہ کا قتل کرنا گناہ عظیم ہے بہتر تو یہ ہے کہ پھر چلو اور باپ کی امانت باپ کو سونپ دو بھائیوں نے کہا کہ اگر باپ کے پاس لیجاویں گے تو بیشک ہمارے ظلم باپ سے بیان ہوں گے پھر یہودا نے بعد فکر کے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ اسکو کنویں میں ڈال دیں یا تو مرجائے گا یا کوئی نکال کر دوسرے ملک میں لے جائے گا لیکن مار ڈالنا اس کا صلاح نہیں ہے بھائیوں نے یہ بات پسند کی اور کنعاں سے تین فرسنگ پر ایک کنواں تلاش کیا وہ کنواں سام بن نوحؑ کے وقت کا تھا چار سو گز گہرا اور پانی اس کا نہایت کھاری کہ جس کے دیکھنے سے روح تحلیل ہوتی تھی جب یوسفؑ کو کنویں پر لے گئے اور ارادہ کنویں میں ڈالنے کا کیا تو یوسفؑ کبھی تو بھائیوں کی بزرگی کو شفیع لاتے تھے اور کبھی اپنی خوردسالی ان کے روبرو بیان کرتے تھے انھوں نے مطلق یوسفؑ کی عاجزی پر رحم نہ کھایا اور پیرہن اس تن نازنین سے کھینچا اور ہاتھ پاؤں بالوں کی رسی سے باندھے اور اس ماہرو کو اندھیرے کنویں میں لٹکایا اور آدھی راہ سے رسی کاٹی خدا کی قدرت دیکھو کہ ابھی یوسفؑ کنویں کی تہ کو نہیں پہونچے تھے کہ جبرئیل امین بحکم رب العالمین سدرۃ المنتہیٰ سے پہونچے اور ان کو معلق اٹھا کر ایک سفید پتھر پر جو پانی کے اوپر نمود تھا رکھ دیا کنویں کے حشرات نے ایک دوسرے کو پکارا کہ ہرگز اپنے مکان سے باہر مت نکلیو کہ ایک معصوم بے گناہ ہمارے یہاں آتا ہے جب تک یوسفؑ کنویں میں رہیں تب تک کوئی جانور اپنے مکان سے نہ ہلے کہتے ہیں جب بھائی کنویں کے سر پر ایک پتھر رکھ کر چلے گئے یوسفؑ اس حال کو دیکھ کر زندگی سے مایوس ہوئے اور ایک آہ کا نعرہ مارا جبرئیل امینؑ یک آن میں فلک سے کنویں کی تہ میں پہونچے اور وہ کرتا جو حضرت ابراہیمؑ نے نمرود کی آگ میں خدا کے حکم سے پہنا تھا اور حضرت یعقوبؑ نے اس کو تعویذ بنا کر یوسفؑ کے بازو میں باندھا تھا نکال کر بدن مبارک میں پہنایا اور مژدہ خوشی کا ان کو پہونچایا کہ جلد تیری غم کی رات خوشی کے نور سے بدل جائے گی اور تو مسند سلطنت پر بیٹھے گا اور یہ بھائی ظالم تیرے سامنے کھڑے ہونگے اور تو ان کے ظلم ان کے روبرو بیان کرے گا اور یہ اپنی خطاؤں پر اقرار کریں گے نقل ہے کہ جب بھائیوں نے یوسفؑ کو کنویں میں ڈالا تو ایک بکری کے بچے کو ذبح کر کے ان کے کرتے کو خون سے آلود کیا اور شام کے وقت گھر کو روانہ ہوئے جب آفتاب غروب ہوا تو حضرت یعقوبؑ کی خاطر نہایت بیقرار ہوئی تو صفرا نام لونڈی کو ہمراہ لیکر بیٹوں کے استقبال کو گئے کہ شاید میری آنکھوں کی پتلیاں یوسفؑ کا جمال دیکھ کر روشن ہوں جب انتظار حد سے گزرا اور اندھیرا ہو گیا تو حضرت (یعقوب ۱۲) نے صفرا سے کہا کہ میرے فرزند کو پکار کہ تمہارا باپ رنج انتظار

کھینچتا ہے جلد آ و صفر لائے بموجب حکم کے پکارا سب بھائی دوڑے اور فجر کے مرغوں کیطرح شور کیا اور مانند صبح کاذب کے اپنے گریبان کو چیرا اور فریاد ورو الیوسفاہ وامصیتباہ کی نکالی یعقوبؑ یہ نالہ جانکاہ سنکر بیہوش گر پڑے بیٹوں نے باپ کو خاک پر پڑا دیکھا تو یہودا نے سر مبارک حضرت یعقوبؑ کا اپنے زانو پر رکھا اور بھائیوں سے کہا کہ یہ کام تم نے برا کیا اور بے مروتی کی خاک اپنے سرونپر چھانی اور باپ کو یہ خبر ناخوش سنائی کون ایسا کا دنیا میں کرے گا جو تم نے کیا وہاں سے باپ کو اٹھا کر گھر میں لائے صبح تک حضرت یعقوبؑ بیہوش رہے جب باد صبا چلی اور حضرت یعقوبؑ کو ہوش ہوا تو فرمایا کہ اے عزیزو وہ میرا نور چشم کہاں ہے سبھوں نے کہا کہ ہم تو یوسفؑ کو اسباب پر چھوڑ کر آگے گئے تھے اسکو بھیڑیا کھا گیا حضرت یعقوبؑ پھر بیہوش ہو گئے پھر جب ہوش میں آئے تو روبیل نے آگے آکر کہا کہ اے پدر عزیز خدا تجھ کو یوسفؑ کیطرف سے صبر جمیل دیوے جب پیراہن خون آلودہ حضرت یوسفؑ کا طلب کیا اسکو دیکھکر فرمایا کہ عجب بھیڑیا تھا کہ یوسفؑ کو کھایا اور پیراہن کو نہ چیرا اور فرمایا کہ جاؤ اور بھیڑیے کو تلاش کر کے لاؤ بھائی جنگل کو گئے اور بھیڑیا پکڑ کر اس کا منہ خون سے آلودہ کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے لائے حضرت یعقوبؑ نے بھیڑیے کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے ہی میرے دلبند کو کھایا ہے بھیڑیے نے زبان فصیح سے کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ پناہ خدا کی ہے کہ مجھ سے یہ فعل صادر ہوا ہو ہماری مجال نہیں کہ تمہاری بکریوں میں تصرف کریں آپ کے فرزند عزیز کا کیونکر قصد کریں گے ہم پر تو گوشت پیغمبروں کا حرام ہے جب حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں سے کہا کہ تمہارے نفس امارہ نے یہ کام کیا ہے پھر وہاں سے جنگل میں گئے اور فریاد کی کہ اے یوسفؑ اے قرۃ العین تجھ کو کونسے کنوئیں میں ڈالا اور کون سے دریا میں غرق کیا یا کس تلوار سے قتل کیا اور کس زمین میں گاڑا اس بیقراری کی حالت میں جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے نبی اللہ آسمان کے فرشتوں کو تم نے رلایا اور ملائک مقدس کو بے صبر بنایا ہے کام صبر سے درست ہوتے ہیں اور بے صبری انبیاؑ کے حال پر مناسب نہیں ہے حضرت یعقوبؑ بولے فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ القصہ حضرت یوسفؑ تین دن رات کنوئیں میں رہے اور جبرئیلؑ امین ان کے امین رہتے تھے اور تسلی کرتے تھے اتفاقاً ایک قافلہ سوداگروں کا مداین سے مصر کو جاتا تھا رئیس انکا راستہ بھول کر جنگل میں حیران پھرتا تھا جب کنوئیں پر پہونچے تو مالک کے حکم سے وہاں مقام کیا صبح کو مالک نے دو غلاموں کو واسطے پانی کے بھیجا ایک کا نام بشیر اور دوسرے کا نام بشریٰ تھا جب بشیر نے ڈول کنوئیں میں ڈالا تو حضرت یوسفؑ نے جانا کہ بھائی مجھ کو کنوئیں سے نکالا چاہتے ہیں حضرت جبرئیلؑ نے فی الفور حق تعالیٰ کی طرف سے پیغام پہونچایا کہ اے یوسفؑ اٹھ اور اس ڈول میں بیٹھ ہم نے اس قافلے کو تیرے واسطے بھیجا ہے وہ ماہر و بموجب حکم الٰہی کے اس برج دلو میں بیٹھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسی کو ہاتھ میں پکڑا اور حضرت جبرئیلؑ نے بشیر کی مدد دی ڈول کھینچنے میں کی بشیر نے جو ڈول کھینچا یوسفؑ کو دیکھا بے اختیار خوشی سے پکارا کہ یَا بُشْرٰی ھٰذَا غُلَامٌ ج کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے ایک شخص کو خبردار کنوئیں کے نزدیک مقرر کیا تھا کہ جب کوئی انکو نکالے تو ہم کو خبر کیجیو جب جاسوس نے کنعان میں جاکر یہ خبر بھائیوں کو پہونچائی بھائی اس خبر کے سنتے ہی بدحواس

ہوکر ایک آن کی آن میں آن پہونچے اور قافلے والوں سے مباحثہ کیا کہ چند روز سے یہ ہمارا غلام بھاگا تھا ہم اس کی تلاش میں تھے سوداگروں نے کہا کہ معاذاللہ کہ یہ غلام ہو یہ بزرگ موتی کان شرافت کا معلوم ہوتا ہے بولے کہ یہ غلام ہے خاندان پیغمبری میں تربیت پائی ہے لیکن چند روز سے شیوہ بیوفائی کا اختیار کرکے بھاگا ہے یوسف یہ بات سنتے تھے لیکن ڈر کے مارے دم نہ مارتے تھے پھر بھائیوں نے کاروانیوں سے کہا کہ ہم اس غلام کو اس عیب سے بیچتے ہیں اگر خریدنا ہو تو خیر اور نہیں تو ہمارے حوالے کرو سوداگروں کو حضرت یوسفؑ کے چپ رہنے سے گمان ہوا کہ یہ بندہ ہے اور جب حضرت یوسفؑ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ میں بندہ ہوں اور بندہ زادہ ہوں جب مالک نے قیمت پوچھی بھائیوں نے کہا ہم تجھ سے کچھ مضائقہ نہیں کرتے جو دیگا سو لے لیں گے مالک نے کئی درہم کھوٹے دیکر خریدا بھائیوں نے یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کر مالک کے حوالے کیا جب مشتری نے بیعنامہ طلب کیا تو شمعون نے بیعنامہ لکھدیا اور اسمیں یہ شرط لگائی کہ اس کو مصر تک قید سے مت چھوڑیو حضرت یوسفؑ حیران ہوکر بھائیوں کو دیکھتے تھے اور ان کی بیرحمی پر روتے تھے پھر سوداگروں نے ان کو اونٹ پر بٹھایا اور مصر کا راستہ لیا جب مصر کے نزدیک پہونچے اور ایک چشمے پر اترے حضرت یوسفؑ نے غسل کیا اور لباس نیا پہنا کارواں والے وہ چہرۂ خورشید طلعت دیکھ کر حیران ہوئے اور اس ماہرو کے نظارے سے بے سروسامان ہوئے اور شہر کیطرف متوجہ ہوئے کہتے ہیں کہ قافلے کے پہونچنے سے آگے یوسفؑ کے جمال کا احوال مصر میں مشہور ہوگیا تھا اور ہر ایک شہری تمنائے دیدار پُرانوار میں چشم براہ تھا اور حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا جمال بخشا تھا کہ جدھر توجہ کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آفتاب نکلا اور اتفاقاً جس روز مصر میں داخل ہوئے اس دن دنیا کے چہرے پر ابر کا نقاب تھا جو وقت نور انکے چہرۂ منور کا روشن ہوا جہاں کو مانند آفتاب روشن کیا شہر کے لوگ استقبال کو نکلے اور بادشاہ مصر نے بھی وزیر کو کہ عزیز مصر اسکو کہتے تھے روانہ کیا جب عزیز مصر کارواں میں پہونچا اور یوسف کی خریداری کا ذکر آیا مالک نے کہا تین دن کے بعد رنج وسفر سے آرام کرکے شہر میں آؤنگا چنانچہ دسویں تاریخ محرم کی نہایت حشمت اور احترام سے مصر میں آئے ایک کرسی پر حضرت یوسفؑ کو بٹھایا اور شہر والوں کو یہ اشتہار سنایا کہ کون لیتا ہے اس غلام لبیب کو اور کون خریدتا ہے اس دل آرام حبیب کو حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ یوں پکارو کہ کون لیتا ہے اس غلام غریب کو اور کون خریدتا ہے اس غلام غمگین وکئیب کو القصہ خریدار ساعت بساعت زیادہ ہوتے تھے اور مشتری بلحظہ بلحظہ قیمت بڑھاتے تھے حضرت یوسفؑ نے اس حال کو دیکھ کر آبدیدہ ہوکر نہایت غمگین اور حزیں ہوکر سر جھکایا جبرئیل امینؑ نے پیغام رب العالمین کا پہونچایا کہ اے یوسفؑ غم مت کھا قسم مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی کہ تجھ کو اس شہر سے ایک قدم باہر نہ لیجاؤنگا جب تک تیری غلامی کا داغ سب کی پیشانی پر نہ لگاؤنگا کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ تعمیر نام ایک شخص خازن بادشاہ کا تھا اس کو عزیز کہتے تھے اسکا قبیلہ راعیل نام مشہور یہ زلیخا تھا بیٹی بادشاہ طیموس کی تھیں جب قیمت یوسفؑ درجہ اعلیٰ کو پہنچی زلیخا تو انکے حسن وجمال کی خوبی سن کر غائبانہ عاشق ہوئی تھیں عزیز کو یوسفؑ کے خریدنے کی رغبت دلائی اس نے کہا میرا نقد اور جنس اس کی قیمت کو کفایت نہیں کرتا زلیخا نے ایک ڈبہ جواہرات

کا جو اپنے باپ کے پاس سے لائی تھیں اور قیمت ان جواہرات کی خراج ملک مصر سے زیادہ تھی عزیز
کو دیا اور سب خریداروں سے دونا بڑھا کر دیا جان جاناں کو خرید لیا مالک نے اس دُرِ صدف نبوت
کو اور اس گوہر معدن رسالت کو ہاتھ سے دیا اور کنکر اور پتھر سے اپنا دل خوش کیا مالک کو علو نسب اور
کمال حب یوسفؑ کا معلوم ہو گیا تھا اسواسطے حضرت یوسفؑ کے قدموں پر گرا اور عذر چاہا حضرت یوسف صدیق
نے عذر اس کا قبول کیا اور وہ قبالہ جو بھائیوں کے بیچنے کے وقت مالک کو لکھدیا تھا لے لیا کہ وقت
حاجت کے حجت اور بھائیوں کو خجالت ہو وہ قبالہ دیکر رخصت ہوا اور عزیز مصر یوسف کو گھر لے گیا
اور زلیخا سے کہا کہ اس کو نہایت عزت اور حرمت سے رکھیو اور اچھی جگہ اتاریو ہم اسکو فرزندی میں
قبول کرینگے زلیخا نے جو یہ حکم سنا تو اپنے دل سے بہتر کوئی جگہ نہ دیکھی اسواسطے مقام اس کا دل میں
ٹھہرایا عجب ماجرا ہے کہ بھائیوں نے تو اسکو آب دگل میں ڈالا اور غیروں نے دل میں جگہ دی جب
حضرت یوسف جوانی پر پہونچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زیور علم و حکمت و حلم و عصمت سے آراستہ کیا
زلیخا تو جان و دل سے ان کی خدمت میں حاضر تھیں لیکن عزیز مصر کی وصیت کو بہانہ کر کے فی الفور
ستر جوڑے زرنگار تیار کئے اور تاج مرصع ترتیب دیکر ان کے سر مبارک پر رکھا اور رات دن
یوسف کی محبت میں مستعد اور سرگرم تھیں جب یوسف کے عشق کی آگ زلیخا کے دل میں مشتعل ہوئی
سوائے تمنائے وصل یوسف کی دوسری آرزو دل میں نہ تھی یوسف اس بات سے خبردار ہو کر ان کی
محبت سے کنارہ کرتے تھے اور اس غم سے چہرہ زلیخا کا مانند ہلال کے ہوا اور سرو قد ان کا مانند
خلال کے ہوا جب دائی نے زلیخا سے احوال پوچھا زلیخا نے اپنی عاجزی اور نیاز اور یوسف کی
بے پروائی اور استغنا بیان کیا اُسنے نہایت تعجب کیا اور بولی کہ تمام اہل مصر تیرا دیدار دیکھنے کیلئے
آرزومند ہیں اور یوسف کنارہ کش زلیخا نے کہا کہ باوجود اس حسن و جمال ہرگز یوسف میری طرف
نظر نہیں کرتا اور اس چہرہ قمر طلعت پر توجہ نہیں کرتا آخر دائی کی تعلیم سے ایک محل بنایا اور اسکے
در و دیوار پر تصویر یوسف اور زلیخا کی منقش کی اور تمام سامان اور اسباب موافق ہر ایک مکان
کے مہیا کیا زلیخا ایک روز فرصت پا کر تخت پر بیٹھیں اور یوسفؑ کو بہانے سے طلب کیا اور اپنے
پاس بٹھا کر نہایت بیقراری سے بمقتضائے بشریت جمعیت چاہی حضرت یوسف نے کہا عزیز
مصر میرا مربی اور محسن ہے کیونکر میں اپنے دامن عصمت کو معصیت شہوت سے آلودہ کروں میں
فرزند بنی اسرائیل اور ثمرۂ شجرۂ ابراہیم ہوں ایسے محرمات اور منہیات پر کسطرح دلیری کروں زلیخا
نے ہرگز یہ عذر نہ سنا اور بے پردہ ہو کر عشق اپنا جتانے لگیں اور کہا کہ اگر تو میری آرزو برلا دیگا تو
میں اپنے جواہرات اور اسباب تیرے گناہ کے کفارہ میں خیرات کروں گی خدا تیرا گناہ معاف کریگا
غرض جب مباحثہ انکا حد سے گزرا اور ابلیس نے تلبیس کا جال پھیلایا فی الجملہ بمقتضائے وَلَقَدْ
هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا رغبت طبیعت میں حضرت یوسفؑ کے پیدا ہوئی اور فرش و سقف دیوار
پر تصویر اپنی اور زلیخا کی دست و بغل دیکھی اور شیطان بھی اس علت کا مددگار ہوا لیکن حمایت
اور حفاظت خدا کی جسکی مددگار ہو اس پر شیطان اور نفس کا تسلط نہیں ہو سکتا اس وقت حضرت

یعقوب کی صورت انکو نظر آئی اور فرمایا کہ اے بیٹا نام تیرا دفتر انبیا میں مکتوب اور تو نور دیدۂ خلیل
اور قرۃ العین یعقوب ہے ایسا نہ ہو کہ نام تیرا دفتر سے مٹ جاوے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت
یوسف کی نظر اس خلوت میں ایک پردے پر پڑی پوچھا کہ یہ کیا ہے زلیخا بولیں کہ یہ میرا معبود ہے
اسواسطے میں نے اس پر پردہ باندھا ہے یوسف نے کہا سبحان اللہ تو صنم سے شرماتی ہے اور
میں صمد سے حیا نہ کروں وہیں اپنے تئیں زلیخا کے ہاتھ سے چھڑایا اور حجرہ خاص سے نکلے اور چھ
دروازوں سے باہر نکلے زلیخا بیتابانہ پیچھے دوڑیں اور ساتویں دروازے پر یوسف کا پیراہن پیچھے سے
پکڑ کر کھینچا پیراہن ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور دروازے سے باہر نکلتے ہی عزیز مصر سامنے آیا زلیخا نے
کھسیانی ہو کر شور مچایا اور کہا کیا سزا ہے اسکی جو تیرے قبیلے سے ارادہ بدی کا رکھے مگر ایسے شخص کو قید اور
عذاب الیم کیا چاہیئے حضرت یوسف نے ناچار اپنی بے گناہی اور زلیخا کی رغبت اور زیادتی بیان کی
عزیز مصر نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر رکھا چاہا کہ یوسف بے گناہ کو زندان عدم میں پہونچاوے کہ یکایک
قادر پر کمال نے ایک سات مہینے کے لڑکے کو قوت گویائی بخشی اور بکلام فصیح اس نے یوسف
کی طہارت پر گواہی دی کہ اگر پیراہن یوسفؑ کا آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور یوسفؑ دروغ
گو اور اگر پیراہن پیچھے سے چاک ہے تو زلیخا جھوٹی اور حضرت یوسفؑ سچے ہیں جب بعد امتحان
کے بیباکی زلیخا کی اور پاکی یوسفؑ کی ظاہر ہوئی تو کمال شفقت سے حضرت یوسفؑ کو وصیت کی کہ
اس عورت سے کنارہ کرو اور یہ راز کسی سے مت کہو کہ یہ بات مصر میں شہرت نہ پاوے اور زلیخا کو
تنبیہ کر کے دلالت استغفار کی لیکن عشق اور مشک چھپ نہیں سکتا یہ بات چند روز میں شہرۂ آفاق
ہوئی اور مصر کی عورتوں نے زلیخا پر زبان طعنہ دراز کی کہ اپنے غلام سے عشق بازی کرتی ہے اور وہ اسے
خاطر میں نہیں لاتا تب زلیخا نے چاہا کہ اس آگ کو بجھاویں اور خوان دعوت کا بچھا کر سب کو بلا دیں
اور یوسفؑ کے حسن کا تماشا سب کو دکھاویں اور اس پردے میں اپنی مجبوری اور بے قصوری
ظاہر کریں ارکان داعیان کی بیٹیاں خصوصاً ساقی اور خوان سالار اور حاجب کی بیبیاں محفل ضیافت
میں حاضر ہوئیں اور مسندیں دیبا اور حریر کی آراستہ کیں اور مغنیات باسوز و ساز اور ارغنوں نواز
بادرد و گداز کو حاضر کیا اور زلیخا نے ہر ایک ملامت کرنے والے کے ہاتھ میں ایک چھری اور ایک
..... ترنج خوشرنگ دیا اور پھر زلیخا نے اس ماہ تمام کو کہ آفتاب جس کے دیکھنے سے بیقرار ہوتا تھا
طلب فرمایا جب وہ رشک گل مانند غنچے کے پردے سے باہر آیا اور ملامت کرنے والیوں کی
نظر اس قمر طلعت پر پڑی زلیخا بیچاری پر رحم فرمایا اور اپنی خطا کا اقرار کیا جب چاہا کہ ترنج کو پارہ
کریں عالم بے اختیاری میں سب نے اپنے ہاتھ کاٹے اور بیہوش ہو کر زمین پر گریں جب ہوش میں
آئیں تو سب نے اپنے ہاتھ کٹے پائے اور بالاتفاق آواز کی کہ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ
زلیخا نے ان کو ملامت کر کے کہا کہ جس کی محبت میں تم مجھکو ملامت کرتی تھیں وہ فتنہ یہ ہے سب نے کہا کہ
ہم کو اپنی ملامت سے سو طرح کی ندامت ہے اور تیرے تئیں ہمپر سو طرح کی کرامت ہے جب زلیخا نے کہا
اے یاران متفق رائے دوستان موافق میری غمخواری کرو اور اس واقعہ میں مددگاری دو سب دعائیں

دیگر اپنے گھروں کو آئیں مگر دو بیبیاں کہ شیریں سخن اور چرب زبان تھیں ذمہ دار ہوئیں کہ ہم دونوں یہیں ٹھہر کر دروازے وصل کے کھولیں گے اور فرش عشرت کا بچھاویں گے اور اس بات سے غافل تھیں کہ یوسف وہ شاہباز پاکباز ہے کہ صیاد ہوا و ہوس کے دام میں گرفتار نہ ہوگا پھر ان دونوں میں سے ایک نے یوسف کے پاس جاکر مکر کا جال پھیلا کر کہا کہ اے سعادتمند زلیخا کو اس بند جدائی میں مت بند کر اور رضامندی اس کی اپنی بہبود جانکر خوان وصل سے اس کو ناامید مت کر وہ عروس ہے اور تو نوشاہ تو آفتاب ہے اور وہ ماہ یوسفؑ نے ایسی باتیں نصیحت آمیز فرمائیں کہ وہ ضعیفہ حیران رہ گئی اور دم بخود ہو کر پھر آئی دوسری بی بی نے جاکر طریقہ تہدید اور دھمکانیکا شروع کیا کہ اگر اس قسم کے بہانے پیش لاویگا تو بلا توقف قید خانے میں جاویگا یوسف نے کہا نبوت کے جنگل کا شیر لومڑی کے فریب سے فریفتہ نہ ہوگا اور میدان قرب الٰہی کا ہما چڑیوں کے دام تزویر میں نہ پھنسے گا پھر ان کی باتوں سے تنگ ہو کر جناب الٰہی میں فریاد کی کہ خداوندا میرے تئیں قید خانہ اس فریب خانہ سے محبوب ہے اور غم تنہائی اس گلستان بے سرو سامان سے زیادہ مرغوب ہے وہ دونوں عورتیں کہ در پردہ خود بھی طالب وصل یوسفؑ کی تھیں ایسی باتیں سن کر زلیخا کے پاس گئیں اور احوال ظاہر کیا کہ مصلحت یہ ہے یوسفؑ کو چند روز قید خانہ میں بھیجدو تو اس گوشۂ حرماں میں اس گلستاں کی قدر جانے اور اس وادیۂ پر وحشت میں تنہائی کا دکھ اٹھا کر تیرا دل و جان سے طالب ہووے زلیخا کو یہ بات پسند آئی اور عزیز مصر سے کہا کہ اس غلام عبرانی نے مجھ کو تمام خلق میں رسوا کیا اب اسکو قید خانہ میں بھیجدو تا کہ لوگ جانیں کہ میرا دامن اس گناہ کے لوث سے پاک ہے عزیز بے تمیز نے اپنے خواص سے مشورت کی سبھوں نے زلیخا کی رائے کو صواب جانا اور اس بیگناہ کو طوق و زنجیر کر کے قید خانے میں بھجوایا جب وہ دل زندہ قید خانے میں آیا مردہ قیدیوں کی جان میں جان آئی اور بندھے ہوئے پاؤں کی زنجیریں اور ہاتھ کی کڑیاں بجا کر ناچنے لگے جب یوسفؑ قید خانے میں پہنچے زلیخا نے داروغہ کو حکم دیا کہ طوق و زنجیر اتار کر ایک مکان معقول میں اس کو رکھ اور اس مکان کو مشک و عنبر سے معطر کر حضرت یوسفؑ نے وہاں جاکر مقام کیا جب عبادت سے فارغ ہوتے تھے تب قیدیوں سے حال پوچھتے تھے اور ان کے خوابوں کی تعبیریں بیان کرتے تھے اور درماندوں کو نجات کی امید دیتے تھے اور اچھی اچھی باتوں سے ان کے دل کو خوش رکھتے تھے تمام اہل زنداں اُنکی صحبت سے خوش رہتے اور قید خانے کی مصیبت کو بھول جاتے جب تقدیر الٰہی نے حضرت یوسفؑ کو قید سے نکالنا چاہا اس کے اسباب مہیا کئے نقل ہے کہ بادشاہ روم نے ایک رسول مصر کو بھیجا تھا اور مال اور بیشمار اور تھوڑا زہر قاتل اس کو دیا تھا کہ بادشاہ مصر کے مصاحبوں کو مال سے فریفتہ کر کے بادشاہ کو زہر کھلاوے چنانچہ اس رسول نے خوان سالار اور شراب دار کو اپنا دوست بنا کر بعد تاکید اور قسم کے یہ احوال ظاہر کیا شرابدار نے تو انکار کیا اور خوان سالار جواہر آبدار کے لالچ سے راہ راست سے پھرا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی لیکن ان دونوں میں سے کسی شخص معین پر گناہ ثابت نہ ہوتا تھا اسواسطے بادشاہ نے دونوں کو قید خانے میں بھیجدیا یہ دونوں جب اس منزل دلگیر میں اسیر اور

پابزنجیر ہو کر پہونچے اور ہمنشینی اس ماہ کنعان کی میسر ہوئی زلیخا کے مانند اس عبرانی کی غلامی اختیار کر کے مصاحبت بادشاہ کی بھول گئے ان دونوں نے مصلحت کی کہ یوسفؑ ہر ایک محبوس کو خوشخبری دیتا ہے اور ہر ایک کے خواب کی تعبیر کرتا ہے آؤ اس کو امتحان کی کسوٹی میں کسیں اگر زر خالص ہو تو دل و جان سے اس کی خدمت قبول کریں انھوں نے دو خوابیں ان دیکھی تجویز کر کے حضرت صدیقؑ کے حضور میں پیش کیں ایک نے کہا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں بادشاہ کے واسطے شیرہ انگور نچوڑتا ہوں دوسرا بولا کہ میرے سر پر روٹیوں کا خوان ہے اور کوّے پنجے مار کر کھاتے ہیں ہمارے اس خواب کی تعبیر فرماؤ ہم تمکو مرد نیک گمان کرتے ہیں یوسف نے بعد نصیحت کے فرمایا کہ اے یاران زندانی تعبیر تمہارے خوابوں کی یہ ہے کہ ساقی بعد تین دن کے قید سے مخلصی پاکر اپنے درجہ اولیٰ کو پہونچے گا اور خوان سالار بعد تین دن کے یہاں سے نکل کر سولی پر چڑھایا جائیگا اور پرندے ہوا کے اس کے سر کا مغز کھاوینگے جب انھوں نے یہ بات یوسف سے سنی بولے ہم نے تو خواب نہیں دیکھے تھے بلکہ بیداری میں تمہارے امتحان کے واسطے یہ چند کلمے بنائے تھے حضرت یوسف نے جواب دیا کہ ہو چکا وہ کام جسمیں تم فتویٰ چاہتے تھے حکم الٰہی تبدیل نہیں ہوتا پھر اس ساقی کو کہا جب تو اپنے منصب پر قائم ہو اور تقرب بادشاہی تجھ کو حاصل ہو تو وقت مناسب میں بادشاہ سے عرض کیجیو کہ کئی سال سے ایک غلام عبرانی مظلوم زندان میں محبوس ہے اور دنیا کے فوائد اور لذت سے محروم اور مایوس ہے ساقی نے حضرت یوسف کی بات قبول کی تین دن کے بعد تقدیر نے ایک کو تخت مراد پر بٹھایا اور دوسرے کو سولی پر لٹکایا اور شیطان نے ساقی کے دل سے ذکر یوسف کا بھلایا لیکن اللہ تعالیٰ کو مدد مانگنا حضرت یوسف کا غیر سے ناپسند آیا اور جبرئیل امین کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اے یوسفؑ تجھ کو مجھ سے شرم نہ آئی کہ تو نے مخلوق سے پناہ چاہی قسم ہے مجھ کو اپنی عزت و جلال کی کہ تیرے تئیں اور بھی چند سال قید میں رکھونگا القصہ جب مدت محنت کی تمام ہوئی اور مصیبت کے دن انجام پائے بادشاہ مصر ریان بن الولید نے خواب میں دیکھا کہ سات گائیں فربہ دریائے نیل سے باہر نکلیں پیچھے ان کے سات گائیں دبلی پیدا ہوئی اور ان موٹی گایوں کو نگل گئیں اور دبلیوں کے پیٹ ان کے کھانے سے زیادہ نہ ہوئے دبلی ہی رہیں پھر سات خوشے تر دانہ دار دیکھے کہ سات خوشے خشک ان کو لپٹے یہانتک کہ سبز خوشوں نے اثر سبزی کا چھوڑا بادشاہ بیدار ہو کر ملول اور متفکر ہوا تمام ساحروں اور کاہنوں کو بلا کر تعبیر پوچھی سبھوں نے کہا یہ خواب پریشان ہے اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر کے عالم نہیں ان باتوں کے سننے کے وقت ساقی کو حضرت یوسفؑ کی باتوں کا اور تعبیروں کا خیال گزرا اور ساحری معبروں کی دریافت کر کے بادشاہ سے عرض کی کہ ان معبروں کے قول باطل ہیں اور ان کی بات خرافات ہے بادشاہان اولوالعزم کے خواب بیشک لائق تعبیر کے ہوتے ہیں پھر احوال اپنا اور خوان سالار کا اور تعبیر حضرت یوسف کی مفصل بیان کی بادشاہ نے احوال یوسفؑ کا پوچھا ساقی نے کہا قصہ انکا طویل ہے میں تفصیل سے واقف نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ کریم زادہ اور ابراہیم کی اولاد سے ہے اور جمال صورت اور لطف سیرت سے آراستہ ہے اور عزیز بے تمیز نے اپنی عورت کے

کہنے سے اس کو زنداں میں بھیجا ہے بادشاہ نے ساقی کو زنداں میں بھیجا ساقی نے مضمون خواب بادشاہ کا اور عاجزی معبروں کی بیان کر کے عرض کی کہ تم اسکی تعبیر کہو جو میں بادشاہ سے عرض کروں اور تمہاری قدر اور منزلت حضور میں واضح ہو اور تم اس زنداں سے مخلصی پاؤ حضرت یوسف نے زبان الہام ترجملسے بیان فرمایا کہ سات گائیں موٹی اور سات خوشے سبز عبارت سات برس پر نعمت اور زراعت سے ہیں کہ مخلوق کو آسودگی اور رفاہیت ہوگی اور سات گائیں دبلی اور سات خوشے سوکھے اشارت ہے طرف برسوں کے کہ ان میں تنگی اور عسرت ہوگی اور لوگوں کی معشیت کا اسباب تنگ ہوگا اور پھر فرمایا کہ تدبیر اس کی یہ ہے کہ سات برس کھیتی کریں ........ بڑی محنت سے اور خوشوں کو دالوں سمیت رکھیں مگر تھوڑا بقدر خرچ صرف کریں اور تھوڑا تخم کے واسطے رکھیں اور پھر بعد سات برس قحط کے آسمان سے باران رحمت نازل ہوگا اور خلق کو آسودگی ہو جائے گی جب ساقی نے زنداں سے مراجعت کر کے بادشاہ سے تعبیر اس خواب کی بیان کی بادشاہ نے جانا کہ یہ تعبیر حق ہے اور سوا اس کے دوسری تعبیر اس خواب کی نہیں حضرت یوسف کی مخلصی کا حکم دیا اور حضور میں طلب کیا ساقی نے زنداں میں آکر اشتیاق بادشاہ کا واسطے ملاقات اس سرو دلکش باغ نبوت و مروت کے ظاہر کیا کہ میرے ساتھ بادشاہ کی بارگاہ میں چلو حضرت یوسف نے قبول نہ کیا اور کہا کہ پھر جاؤ اور بادشاہ سے پوچھو کہ کیا حال ہے ان عورتوں نے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے جب ساقی نے یہ حال عرض کیا بادشاہ متعجب ہو کر پوچھنے لگا ساقی نے کہا غلام عبرانی ہے نہایت حسین کہ عزیز مصر نے مالک سے خریدا ہے اور تمام کیفیت قید ہونے کی اور عورتوں کے ہاتھ کاٹنے کی جو زبانی حضرت یوسف کے سنی تھی مفصل عرض کی بادشاہ نے صاحب السجن کو بلا کر سبب اسکے قید ہونے کا پوچھا صاحب السجن نے کہا کہ عزیز مصر نے اسکو قید کیا ہے اور وہ ہر روز روزہ رکھتا ہے اور شب کو الوان نعمت اس کے روبرو لیجاتے ہیں دو لقمے تناول کر کے باقی محتاجوں کو دیتا ہے بادشاہ نے عزیز مصر کو بلا کر پوچھا اس نے حقیقت کو پوشیدہ رکھکر کہا کہ میں نے اس غلام کو مالک سے خرید کر فرزندی میں رکھا تھا اس سے خیانت ہوئی اسواسطے قید کیا ہے پھر بادشاہ نے ساقی کو بھیجا اور حضرت یوسف کو بلایا انھوں نے پھر انکار کیا اور فرمایا کہ جب میں آؤنگا جو عزیز مصر راضی ہوا اور رضامندی اس کی اسوقت ہوگی کہ ان عورتوں سے میرا حال پوچھا جائے ساقی نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ زیادہ متعجب ہوا اور ہاتھ کٹی عورتوں کو حاضر کروایا اور یوسف اور زلیخا کا حال مفصل پوچھا وہ بولیں کہ معاذ اللہ ہم نے ہرگز اس سے بدی نہیں دیکھی بالکل ہمارا مکر و فریب تھا پھر زلیخا کو بھی بلایا اس نے بھی اقرار کیا کہ میں نے خود اس کو اپنی طرف بلایا وہ اپنی بات میں سچا ہے حضرت یوسف نے بعد اس تحقیق کے فرمایا کہ غرض میری یہ تھی کہ عزیز مصر جانے کہ میں نے اسکی امانت میں خیانت نہیں کی ہے جب عصمت اور طہارت حضرت یوسف علیہ السلام کی روشن ہوئی تب ایک شخص مقربان درگاہ سے بموجب حکم کے حضرت یوسف کے پاس گیا اور پیغام طلبی بادشاہ کا پہونچایا یوسف نے

زندانیوں کو دعائے خیر کی اور نکلتے وقت زنداں کے دروازے پر لکھا ھذا قبر الاحیاء وبیت الاحزان
وشماتۃ الاعداء یعنی یہ قبر ہے زندوں کی اور گھر ہے غموں کا اور دشمنوں کے خوش ہونے کا بعد اسکے
غسل اور حمام کر کے لباس فاخرہ پہنکر بادشاہ کے خاص گھوڑے پر سوار ہو کے متوجہ بادگاہ کے
ہوئے جب آنکھ بادشاہ کی اور ارکان دولت کی یوسفؑ پر پڑی سب بے اختیار ہو کر بولے کہ
یہ روح مکرم ہے یا فرشتہ مجسم ہے یا جنس بنی آدم ہے کہ کسی نے نہ ایسا شخص دیکھا نہ سنا بادشاہ
مقام مناسب میں حضرت یوسفؑ کو بٹھایا اور واسطے دریافت کرنے مکرمت اور بزرگی کے امتحان
میں کوشش کی انکے تئیں بجمیع کمالات سے آراستہ پایا پھر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے خواب کی تعبیر تم
اپنی زبان سے میرے سامنے فرماؤ حضرت یوسفؑ نے فرمایا اگر اجازت ہو تو اول بادشاہ کی خواب
مفصل بیان کروں بعد اس کے تعبیر میں مشغول ہوؤں بادشاہ کو یہ بات مطبوع پڑی حضرت یوسفؑ
نے فرمایا کہ بادشاہ نے یوں خواب میں دیکھا کہ سات گائے فربہ سپید پوست سیاہ چشم سبز رنگ
والیں دریائے نیل کے کنارے ظاہر ہوئیں چنانچہ ان کے حسن اور طراوت سے بادشاہ کو تعجب
ہے اس عرصے میں نیل کا پانی یہانتک کم ہوا کہ سوائے کیچڑ کے کچھ نہ رہا اور اس کیچڑ میں سات گائیں
جن کا پیٹ پیٹوں سے ملا تھا نکلیں اور دونوں آپس میں ملیں آخر دبلی گایوں نے موٹی گایوں پر غلبہ
کیا ان کی ہڈیاں توڑیں گوشت پوست خون سب پی گئیں بادشاہ ان کو تعجب سے دیکھتا تھا کہ اس
عرصے میں کیا دیکھا کہ سات خوشے سبز اور سات خوشے خشک و سیاہ ایک ہی جگہ سے نکلے ہیں اور جڑ
سب کی پانی اور مٹی میں مستحکم ہے بادشاہ فکر کرتا ہے کہ مقام تو سب کا ایک ہے طراوت اور
سبزی انکی اور سیاہی اور خشکی ان کی علیحدہ کیوں ہے اس عرصے میں ہوا چلی اور خوشے سوکھے اور سبز
آپس میں ملے کہ تری کا اثر مطلق نہ رہا بادشاہ نے کہا واللہ اگرچہ شان اور حال خواب کا عجیب
ہے لیکن کہنا تیرا بے کم و کاست عجیب تر ہے اب اسکا بندوبست اور تدبیر کیا ہے حضرت یوسفؑ
نے فرمایا کہ تمام ملک کے عاملوں کو حکم دو جو مصر کے سب دہقانوں کے واسطے زراعت بے نہایت
کی تاکید کریں اگر سستی ہوگی تو ضرور نقصان عظیم ہوگا اور حکم ناطق ہو کہ جس قدر سات برس کی
زراعت میں پیدا ہو بقدر قوت لایموت کے خرچ میں لاویں اور باقی غلہ مع خوشوں کے انبار کریں
ملک ریان ان باتوں کے سننے سے نہایت متردد ہو کر بولا کہ یہ امر خطیر کس شخص کے کف کفالت
میں رکھوں اور وہ کون ہے جو اس مہم عظیم کا عہدہ برا ہوگا حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ یہ امر عظیم
میرے سپرد کیجئے میں حفیظ ہوں اسکی عہدہ برائی کروں گا بادشاہ نے نہایت خوشی سے قبول
کیا اور خلعت گرانمایہ اور کمربند مرصع عنایت کر کے تمام خزائن ملک پر انکو متصرف فرمایا اور
بعد وفات ہونے عزیز مصر کے وکیل مطلق اور مختار کل اور مدار المہام ہوئے القصہ حضرت یوسفؑ
نے ایک مکان وسیع کہ ہوا اس کی معتدل اور زمین اس کی بے نم تھی تلاش کیا اور ایک عمارت
رفیع القدر مانند سد سکندری کے بنیاد کی اور امینان کارگزار معین کئے اور تمام محصول قلیل و کثیر
سے اس عمارت میں سات برس تک جمع کیا جب ایام فراخی کے گزرے اور اوقات قحط سالی

اور تنگ سالی کے آئے کہتے ہیں سب سے اول اثر بھوک کا بادشاہ پر ظاہر ہوا کہ اسی رات کو پکارا کہ یوسفؑ الجوع الجوع اور حضرت یوسفؑ دوپہر کو ایک بار بادشاہ کو اور نوکروں کو طعام کھلاتے تھے اور آپ پیٹ بھر نہ کھاتے تھے کہ بھوکوں کو نہ بھولیں اور اس مدت میں قحط کی آگ ایسی روشن ہوئی کہ دھواں اسکا فلک سے گزرا اور خاص و عام غنی اور فقیر سب دبلے اور لاغر ہو گئے القصہ خلائق نے سال اول جو محصول زراعت کا جمع کر رکھا تھا اپنے اہل و عیال پر نفقہ کیا دوسرے سال سونا و چاندی و روپیہ و اشرفی نقد بیچا تیسرے سال زیور اور فرش اور باسن غلے کی قیمت میں بیچے اور چوتھے سال غلام اور چارپائے بیچ کر غلہ خرید کیا پانچویں سال زمین اور حویلی دے کر جان بچائی چھٹے برس زن و فرزند کے تئیں کہ میوۂ دل اور مایۂ جان تھے بیچ کر جو اور گیہوں خریدے ساتویں برس سب نے اپنے نفس نفیس کو مانند مال کے یوسفؑ کے ہاتھ بیچ کر خط غلامی لکھدیا جب مدت قحط کی گزری اور غلہ کی ارزانی شروع ہوئی حضرت یوسف نے بادشاہ سے کہا کہ اب اس قدر گنج اور خزانے مہیا اور موجود ہوئے ہیں کہ ملوک قدیم کے خیالوں میں اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ہے اور رعیت نے بھی قحط سے خلاصی پائی اب اصلاح دولت یہ ہے کہ اب مصر کے لوگوں کو کہ ذلت بندگی اور رقیت میں گرفتار ہیں آزاد کیا چاہیئے اور ان کی خاطر غمگین کو شاد کہ آثار اس احسان کے صفحۂ زمین پر قیامت تک باقی رہیں گے بادشاہ نے کہا بیت سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را تیری رضا کا تابع ہوں تیری خواہش کا بندہ ہوں حضرت یوسف نے تمام اہل مصر کے تئیں جو حلقہ یوسف کی بندگی کا کان میں رکھتے تھے آزاد کر کے زمین اور حویلی اور باندی اور غلام اور مواشی اپنی طرف سے علاوہ انکو کچھ دیکر اپنے احسان کا غلام بنایا۔ ابیات وزیر نکورائے و نیکو روش ؛؛ کرے ہے وہ عالم کی یوں پرورش ؛؛ نہووے اگر نیک شہ کا وزیر ؛؛ تو آئن بادشاہی سے آوے نفیر ؛؛ نکما ہے وہ تخت اور ملک و گنج ؛؛ ہے شہ بیمزہ اور رعیت بررنج ؛؛ سبھی زیب اس ملک کا ہووے کم ؛؛ تمامی رعیت ہو درہم بہم ؛؛ پریشان ہو اس شاہ کا روزگار ؛؛ کہ ظالم ہو جس شاہ کا پیش کار ؛؛

## بیان حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے آنے کا مصر میں اور حوادث نادر کے ظاہر ہونے کا

جب قحط عام ہوا اور ظہور اثر گرانی کا تا بعراق و شام ہوا اور کرام اور لیام کے معاش میں خلل تمام ہوا تب ایک طائفہ اہل کنعان کا غلبۂ آتش جوع سے بے صبر ہو کر مصر جانے کو تیار ہوا حضرت یوسف کے بھائی بھی حضرت یعقوبؑ کے حضور میں آن کر بیقراری اپنے اطفال کی ناچاری اہل و عیال کی عرض کرنے لگے اور ان دنوں میں حضرت یعقوبؑ فرزندوں سے بلاحدہ ایک گھر تنگ و تاریک میں رہتے تھے اور اسکا نام بیت الاحزان رکھا تھا جب پریشانی فرزندوں کی دیکھی تو زخم انکا تازہ

اور الم بے اندازہ ہوا بیٹوں سے پوچھا کہ تمہارے رنج کی دوا کیا ہے عرض کی کہ عزیز مصر نے اس سال
غلّے کا انبار کھولا ہے اور ترازو انصاف کی ہاتھ میں لی ہے جو کوئی کچھ متاع لیجاتا ہے اس کے عوض میں
کچھ انتفاع لے آتا ہے اگر حکم ہو تو اسکے حضور میں جاویں اور جو کچھ پونجی کم بہا موجود ہو لیجاویں اور
اپنے عیال جان بلب رسیدہ کی روح تن میں اور قوت بدن میں پہونچاویں حضرت یعقوبؑ نے رخصت
دی اور سوا بنیامینؑ کے جو حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی تھے سب کو ایک ایک اونٹ دیکر روانہ کیا
یہ سب بعد قطع مسافت کے مصر.. پہونچے ایک روز جو اکابر اور اعیان ملک کے حضرت یوسف کی مجلس
میں تھے بھائیوں نے بھی انکی دست بوسی کی سعادت حاصل کی اہل مصر نے جوان دسوں بھائیوں کو
اس بدیع اور شکل عجیب میں دیکھا حیران ہوئے کہتے ہیں کہ اس روز حضرت یوسفؑ سریر عظمت اور
مسند عزت پر بیٹھے تھے اور مانند بادشاہوں کے لباس ملوکانہ پہنے تھے اور طوق طلائی گردن مبارک
میں ڈالا تھا بھائیوں نے بسبب طول ایام اور تبدیل لباس سلاطین انام کے انکو نہ پہچانا اور
کمال تعظیم سے آگے بڑھ کر زبان عبرانی میں تحیت مسلمانی کے بجالائے حضرت یوسفؑ نے بھی
اسی زبان میں جواب صورت و شمائل و حرکات و سکنات سے پہچانا اور پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے
والے ہو اور اس ملک میں کیوں کر آئے بولے کہ ہم بادیہ نشین ہیں ملک شام سے زمانے کا جور وجفا
دیکھکر تیرے بذل واحسان کا آوازہ سنکر اس ملک میں آئے ہیں حضرت یوسفؑ نے فرمایا شاید جاسوس
ہو کر ہمارے لشکر کا شمار و سامان دریافت کر کے والی روم اور شام کو خبر دیکر انکو ہماری لڑائی کے
واسطے مستعد کرو گے انھوں نے بالاتفاق کہا کہ معاذاللہ ہم جاسوس نہیں ہم پیغمبر زادے ہیں اور
ہم گوہر پاک ہیں اور ہمارے باپ دادے منازل تناس افلاک ہیں اور دعوت اسرائیل اللہ کی
اور معجزہ ذبیح اللہ کا اور کرامت خلیل اللہ کی آپکی سمع مبارک میں پہونچی ہو گی آپکے کرم اور ستودہ
خصائل سنکر اس قحط سالی میں ادھر کو آئے ہیں کہ آپکے خوان الطاف سے حظ جمیل اور فائدہ جزیل
اٹھائیں حضرت صدیق نے پوچھا تمہارا باپ زندہ ہے جواب دیا کہ ابھی تو قید حیات ہے حضرت
یوسفؑ نے فرمایا کہ وہ کیسا شخص ہے اور اب کیا کام کرتا ہے اور کس طور پر روزگار گذارتا ہے
اور تم کتنے بھائی ہو کہا کہ ہمارا باپ رفیع القدر نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہے اور لقب اس کا
اسرائیل اللہ ہے اور خلعت نبوت سے سرفراز ہے اور سوائے خدائے جان آفریں کے صحبت
غیر سے اس کو احتراز ہے اور ہم بارہ بھائی تھے ان میں ایک بھائی جو صورت میں بہتر اور نبوت
کے لائق تھا ایک دن ہماری محبت میں جنگل کے تماشے کو آیا تھا اور بضرورت ہم سے غائب ہوا
بھیڑیا اس کو لے گیا جب خبر باپ کو پہونچی راضی برضا ہو کر گوشہ گیری اختیار کی اور اسکے حقیقی
بھائی کو اپنے حضور میں رکھ کر اس کے غم کی تسلی اس سے کرتے ہیں حضرت یوسف نے کہا کہ
اس ولایت میں کوئی ہے کہ تمہارے صدق مقال پر گواہی دیوے اور صحت حسب ونسب تمہاری
بیان کرے روئیل نے کہا کہ ہم زمین شام ساتھ امانت اور اسلام کے موصوف ہیں اور حسب ونسب
سے معروف حضرت یوسف نے فرمایا کہ جب تک ہم کو واضح نہ ہو کہ تمہاری غرض اس ملک کے آنے

سے تجارت ہے یا فتنہ انگیزی اور شرارت ہے تب تک اعتبار نہ کریں گے مصلحت یہ ہے کہ تم یہاں سے
عزم مراجعت کا کرو ایک بھائی کو ہماری ظل عنایت میں چھوڑ جاؤ اور اپنے چھوٹے بھائی کو ہمراہ لاؤ جو
تمہاری بات کا صدق ہم پر ظاہر ہو بھائیوں نے یہ بات قبول کی اور حضرت یوسف نے ان کو ایک مکان
لائق میں اتارا اور اعزاز و اکرام میں نہایت مبالغہ کیا اور اولاد یعقوبؑ جب دوسرے دن واسطے
خرید نے غلے کے آئے یوسف نے پوچھا کہ پونجی تمہاری کیا ہے انھوں نے جو کچھ لائے تھے ظاہر کیا
یوسفؑ نے کہا ہر چند پونجی تمہاری لائق خزانے کے نہیں ہے لیکن تم بازار میں قیمت کرو ہم اس سے
دو چند کا غلہ تمکو دیوینگے ان کی تمام پونجی دو سو دینار کی ہوئی حضرت یوسف نے ہر ایک بھائی کو ایک ایک
اونٹ گیہوں کا بھر دیا اور زیادہ قیمت ان کو معاف کی بھائیوں نے قرعہ ڈالا اور شمعون کو وہاں
چھوڑا حضرت یوسفؑ نے رخصت کے وقت کہا اگر تم اپنے چھوٹے بھائی کو لاؤ گے تو اس کو بھی
ایک خروار گیہوں کا دوں گا نہیں تو تم کو کچھ نہ دوں گا کہا کہ ہم باپ سے مانگیں گے اگر وہ حکم
کریں گے تو ہمراہ لاویں گے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف نے کارندوں سے کہا کہ سامان ان کا بہ
خفیہ انکے اونٹوں پر رکھدو اور سبب اس کا یہ تھا کہ حضرت یوسفؑ کو ان کی امانت پر اعتماد تھا
جب وطن میں پہونچ کر وہ سامان دیکھیں گے تو گمان کریں گے کہ کارپردازوں نے بھول کر یہ سامان
رکھا ہے پس بسبب دینداری کے امانت رد کرنے کو ضرور آویں گے جب اولاد یعقوبؑ کنعان میں
پہونچی حضرت یعقوبؑ سے عرض کی کہ حضور کی دعا کی برکت سے عزیز مصر نے ہماری بہت عزت
و حرمت کی اور ضیافت و مہمان نوازی میں قصور نہ کیا جب شمعون کو درمیان میں نہ دیکھا تو کیفیت
واقعے کی پوچھی انہوں نے بے کم و کاست عرض کی جب بوجھ کھولے تو پونجی اپنی بعینہ پائی باپ
سے عرض کی ہم نے حضور میں خلاف عرض نہیں کیا عزیز مصر کے مکارم اخلاق اور احسان کو غور
کرو کہ ہماری پونجی پھیر دی حضرت یعقوبؑ نے عزیز مصر کو دعائے خیر دی لیکن شمعون کے نہ آنے
سے آزردہ خاطر تھے بیٹوں نے عرض کی کہ آپ تشویش نہ فرمائیے شمعون کو بنیامین کے لانے
کے عوض میں رکھا ہے اب ہم اسکو لیجاویں گے اور کما حقہ اس کی حفاظت کریں گے اور ایک
خروار گیہوں کا زیادہ لیں گے والا عزیز مصر ہمکو گیہوں نہ دیوے گا حضرت یعقوبؑ نے فرمایا
تمہارے قول کا کیا اعتبار کروں یوسفؑ کے حق میں اس سے زیادہ تاکیدیں کی تھیں جب
بیٹوں نے زیادہ عاجزی کی تب فرمایا کہ تم اپنے وعدہ کو قسم سے مؤکد کرو اور عہد مستحکم دو بیٹوں
نے قسم کھائی اور کہا حتی المقدور ہم قصور نہ کریں گے حضرت یعقوبؑ نے ان کی قسم قبول کی اور کہا
کہ خدا بہترین حافظ اور ارحم الراحمین ہے لیجاؤ اور وقت روانگی کے حضرت یعقوبؑ نے جب اولاد
کو دیکھا کہ ہر ایک بلند بالا اور خوبصورت اعضائے متناسب رکھتا ہے احتیاطاً یہ خیال چشم بد کے
فرمایا کہ بروقت داخل ہونے کے مصر کے سب ایک دروازے سے مت جاؤ ابواب متفرقہ
سے شہر میں داخل ہوجیو نقل ہے کہ اولاد یعقوب نے بروقت رخصت کے حضرت یعقوبؑ 4
سے ایک خط کی درخواست کی کہ عزیز مصر کے نام لکھدیں حضرت یعقوبؑ نے ایک رقعہ لکھا

اور ایک دستار کہ حضرت ابراہیم سے بطور وراثت کے پہونچی تھی بطریق ہدیہ خط کے ساتھ بھیجی جب یہ لوگ مصر کو پہونچے اور بموجب وصیت حضرت یعقوبؑ کے متفرق دروازوں سے داخل ہو کر شمعون کی مہمانسرا میں اترے شمعون نے بعد ضیافت کے الطاف وعنایات عزیز مصر کی بیان کرنا شروع کیں تمام رات اسی الطاف کی باتوں میں گئی جب صبح ہوئی تو گیارہوں بھائی عزیز مصر کے دربار میں گئے اور حضرت یوسف کو خبر ہوئی کہ وہ عبرانی بھائی آئے ہیں اور حضرت یعقوبؑ کا تحفہ لائے ہیں بیت۔ شادی سے ہوا رخ اس کا روشن ۔۔ جیوں گل ہو بہار میں بگلشن ۔ فرمایا کہ انکو کمال حرمت اور عزت سے بٹھاؤ پھر حضرت صدیقؑ نے حضرت یعقوبؑ کا حال پوچھا بھائیوں نے کہا پہلے تو تسلی خاطر محزوں کی بنیامین سے کرتے تھے اور فرزند مفقود الخبر کے رنج کی تسلی اس کے جمال سے فرماتے اب معلوم نہیں کہ کیا حال ہوگا بعد اس کے دستار ابراہیم اور مکتوب یعقوبؑ عزیز محبوب کی نظر میں گزرانا حضرت یوسفؑ نہایت خوش ہوئے اور اس تبرک متبرک کے پہونچنے کو مقدمۃ السعادۃ رسالت کا سمجھا جب وقت کھانے کا ہوا اور خوان مہیا ہوئے حضرت یوسف نے پردہ میں تشریف لیجا کر حکم دیا کہ ایک خوان پر دو دو بھائی بیٹھیں اور ایک خوان بنیامین کے آگے رکھا بنیامین نے جو اپنے تئیں اکیلا دیکھا اپنے حقیقی بھائی کو یاد کرکے آبدیدہ ہوئے۔۔

حضرت یوسف نے جو پردے کے پیچھے سے یہ حال دیکھا شفقت برادری سے بیتاب ہو کر اندر بلا کر اپنے ساتھ بٹھایا اور فرمایا کہ اے بنیامین بجائے یوسفؑ گم گشتہ کی شرطیں برادری کی میں بجا لاؤں گا بنیامین نے کہا ہرچند کہ مرتبہ حضور کی برادری کا عالی لیکن عزیز کے تئیں نسبت ابراہیمی ہوتی تو یہ حسرت تمنّی حضرت یوسفؑ کو اس بات کے سننے کی تاب نہ رہی اور نقاب اٹھا کر فرمایا کہ میں ہوں یوسفؑ گم گشتہ تیرا بھائی لیکن اس راز کو بھائیوں سے چھپائیو جب تک کہ اپنے گناہوں کا اقرار نہ کریں اور عذر پیش نہ آویں تب تک ظاہر مت کیجیو بنیامین نے کہا اب تو مصر سے باہر نہ جاؤں گا اور تیری جدائی سے راضی نہ ہونگا حضرت یوسفؑ نے کہا کہ میں اس مقدمے میں فکر صواب کا اندیشہ کرونگا پھر وکلا سے کہہ کر اپنے بھائیوں کے اونٹ غلے سے بھر کر تیار کروائے اور ہر ایک کو خلعت مناسب حال اپنے کے عنایت کرکے رخصت کیا اور ایک خواص محرم راز سے فرمایا کہ پیمانہ خواص بادشاہ کا جو جواہر سے مرصع ہے بنیامین کے بار میں رکھ دو جب بھائی روانہ ہوئے تو ایک جماعت کو ان کے پیچھے بھیجا اور منادی کی کہ اے اہل قافلہ تم چور ہو بھائی حیران ہوئے اور کہا کہ ہم سے کیا چاہتے ہو بولے کہ بادشاہ کا پیمانہ مرصع چوری گیا ہے جو کوئی اس کو لاویگا ایک شتر گیہوں کا انعام ملے گا بھائیوں نے قسم کھائی کہ باللہ ہم اس زمین پر فساد کرنے نہیں آئے اور ہمنے اپنے اونٹوں کے منہ بھی باندھے ہیں کہ کسی کے درخت کو نہ کھاویں تم اس امر ناشائستہ کے نسبت ہم کو کیا کہتے ہو ان لوگوں نے کہا کہ جس کے اونٹ میں نکلے اس کی کیا سزا ہے وہ بولے سزا یہ ہے کہ وہ خیانت کار غلام صاحب مال کا ہوگا تب مصریوں نے تلاشی بوجھوں کی شروع کی اول اور بھائیوں کے دیکھے بعد اسکے بنیامین کے

بوجھ میں پیمانہ مرصع نکلا یہ سب شرمندگی سے سرنگوں ہوئے پھر بنیامین سے کہا کہ ہمارا باپ روحانیوں کا امین ہے اور آسمانیوں کا ہمنشین تجھ کو شرم نہ آئی کہ تو نے دامن عصمت کو اس خیانت سے ملبوث کیا ہر چند بنیامین قسم کھا کر کہتے تھے کہ میں مطلق نہیں واقف کہ کس نے رکھا ہے وہ بولے کہ اگر تو نے یہ کام نہیں کیا تو تیرے سامان میں کیوں نکلا بنیامین نے کہا کہ یہ پیمانہ میرے سامان میں اس نے رکھا ہے جس نے تمہارے اونٹوں میں تمہاری پونجی چھپا کر رکھی تھی روبیل نے کہا سچ ہے معلوم نہیں کہ عزیز مصر کو اس پردے میں کیا شعبدہ بازی منظور ہے کارندے حضرت یوسفؑ کے بنیامین کو پکڑ کر حضور میں لے چلے بھائی بھی بناچاری پھر حضرت یوسفؑ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور بولے کہ اس نے اگر چوری کی تو اس کے بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی اس بات کے سنتے ہی حضرت یوسفؑ نے غضبناک ہو کر انکی سیاست کا حکم دیا سب بھائیوں نے یہ حال دیکھ کر اپنی جان شیریں سے ہاتھ دھو کر تلواریں ہاتھ میں لیں اور شمعون نے آگے بڑھ کر کہا کہ اے بادشاہ ابھی ایک نعرہ ماروں گا کہ تمام اہل شہر کی عورات حاملہ اپنے حمل وضع کریں گی اور یہودا نے کہا کہ اپنے پنجہ قدرت سے شیر کا پوست چیر ڈالوں گا اور ہاتھی کے دانت اکھاڑوں گا حضرت یوسفؑ نے جو بھائیوں کا غضب دیکھا اپنے بیٹے کو کہ جس کا نام فراہیم تھا فرمایا کہ یہودا اور شمعون کے پیچھے جا کر اپنا ہاتھ ان کی پیٹھ پر مل دے اسواسطے کہ حضرت صدیق کو معلوم تھا کہ جو کوئی آل یعقوبؑ میں سے غضب میں آوے اور کوئی شخص ان کے خاندان کا اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر دے تو فی الفور ان کے غضب کا شعلہ بجھ جاتا ہے جب فراہیم نے ہاتھ پھیرا تب ان کا غصہ ایکبارگی کم ہو گیا حضرت یوسفؑ کے آدمیوں نے ان سب کو گھیر کر پکڑ لیا وہ بولے کہ واللہ یہاں کوئی آل یعقوبؑ میں سے ہے اور اس کا بھید واقف کار ہے جو ہمارا غصہ ایک بارگی رفع ہو گیا یہودا نے بڑھ کر عرض کی اے عزیز مصر ہمارا باپ پیر و ضعیف ہے اور ہم نے اس سے عہد کیا ہے کہ تیرے بیٹے کو تجھ تک سلامت پہونچاویں گے اگر ہم بغیر اس کے انکے حضور میں جاوینگے تو کس آنکھ سے ان کے سامنے دیکھیں گے مہربانی فرما کر اور ہم میں سے ایک اس کے عوض لے ہم حق بندگی بجا لاویں گے حضرت یوسفؑ نے کہا کہ تم نے مجھ میں کیا ناراستی دیکھی ہے کہ مجھ پر ایسا گمان کرتے ہو کہ میں آزاد کو بندگی میں رکھوں اور بے گناہ کو دوسرے کی علت میں گناہگار ٹھہراؤں بلکہ میں نے موافق شریعت انبیاؑ کے کیا ہے کہ گناہگار کو لیتا ہوں اور تمہارا گناہ معاف کرتا ہوں بعد اس کے وہ بیعنامہ مالک کا انکو دیکر کہا کہ یہ خط عبرانی ہے اہل مصر اس کو نہیں پڑھ سکتے تم مہربانی کر کے اس کو پڑھ دو وہ بھائیوں نے جو اس کاغذ کو دیکھا تو اپنا نامۂ اعمال نظر آیا نہایت شرمندہ و حیران ہوئے کہ عزیز مصر کے ہاتھ کیونکر لگا سبھوں نے سر نیچے کر لیا اور شرم کے مارے کچھ جواب نہ دیا القصہ جب اولاد یعقوبؑ بنیامین سے ناامید ہوئے اور ارادہ کنعان کا کیا یہودا نے حضرت یعقوبؑ سے قول و قرار مستحکم کیا تھا کہا کہ میں تو ہرگز نہ جاؤنگا جب تک باپ اجازت دے یا خدا میرے حق میں حکم فرماوے بھائی غمگین اور ملول روانہ ہو کر کنعان میں پہونچے اور حضرت یعقوبؑ

سے سب احوال مفصل عرض کیا حضرت یعقوبؑ کا غم تازہ ہوا اور درد فراق دو فرزندوں کا دل پر بے اندازہ ہوا اور اتنا روئے کہ چشم جہان بین زیور نور سے معطل ہوئیں فصل جب ایک مدت بنیامین کی جدائی میں گزری حضرت یعقوبؑ نے عزیز مصر کے نام ایک خط لکھنا چاہا قارض بن یہودا کو طلب کیا کہ ایک نامہ لکھے مضمون اس کا یہ کہ عزیز مصر معلوم فرماوے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاؤں پر بلائیں نازل کیں اور ان کے تئیں طرح طرح کے عذاب سے آزمائش کی ان میں سے ایک یہ کہ میرے دادا ابراہیمؑ کو ہاتھ پاؤں باندھ کر آگ میں پھینکا اور اس نے صبر کیا اس واسطے نار کو گلزار کیا اور میرے چچا اسمٰعیل کے گلے پر چھری رکھی اور میں ایک فرزند دلبند رکھتا تھا کہ وہ میرا قوت قلب و قرۃ العین تھا بھائی اسکے اس کو جنگل میں لے گئے اور پیراہن خون آلودہ اس کا لا کر مجھ کو دکھلایا کہ اس کو بھیڑیے نے کھایا اور ایک فرزند دوسرا رکھتا تھا کہ اس گم گشتہ کا حقیقی بھائی تھا اس کے دیدار سے دل کو تسکین کرتا تھا اب اس کے بھائیوں نے بیان کیا کہ اس کو عزیز مصر نے بعلت وزدی محبوس کیا ہے یہ سب جانتے ہیں کہ اہل بیت نبوت کو چوری سے نسبت نہیں ہے اب تجھ سے امید ہے کہ اس فرزند محبوس کو باپ مایوس کے پاس بھیجدے اور اس پیر محنت رسیدہ کو اس اندیشہ سے چھڑا دے کہ سبب سعادت ابدی کا تجھ کو ہوگا اور اوقات اجابت میں دعائے خیر تیری مددگاری کرونگا اور اگر اس حکم کے برخلاف کریگا تو یقین جان کہ ایسی دعائے بد کرونگا کہ اس کا اثر تیری سات پشت تک باقی رہیگا اور کوئی اس کو دفع نہ کر سکے گا قارض یہ خط لے کر مصر کو روانہ ہوئے اور چند روز میں مصر کو پہونچکر وقت مناسب میں حضرت یوسفؑ کی مجلس میں تشریف لے گئے اور وہ نامہ حضور میں یوسفؑ کے گزرانا حضرت یوسفؑ نے خط کو پڑھ کر قطرات آنسوؤں کے آنکھوں سے برسائے اور جواب پدر بزرگوار کو لکھا مضمون اس کا یہ ہے کہ کاتبہ شریف نے کہ نہایت حزن واندوہ سے لکھا تھا شرف ورود پایا اور محنت سے آبائے عظام کی اور درد فرقت سے اولاد کرام واقف ہوا اب علاج اور درمان سوائے صبر کے نہیں صبر فرماؤ جیسا کہ انھوں نے صبر کیا تو اپنے مطلب کو پہونچ گئے جیسے وہ اپنے مطلب کو پہنچے والسلام جب خط سے فارغ ہوئے قارض کو خلعت فاخرہ اور انعام متکاثرہ دے کر رخصت کیا قارض مانند فارس برق رفتار کے کنعان میں پہونچا اور جواب مکتوب کا حضور میں گزرانا حضرت یعقوبؑ نے مضمون خط کا سنکر فرمایا کہ یہ بات مانند کلام انبیا کے معلوم ہوتی ہے اور بیٹوں سے کہا کہ جلد مصر کو جاؤ اور دونوں بھائیوں کی تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو انکے وصل کی ہوا اس خط سے میرے دل مجروح کو پہنچی ہے بھائیوں نے تیاری کی اور پونجی کم قیمت جو میسر ہوئی لے کر روانہ ہوئے اور چند روز میں مصر کو پہونچے اور حضرت یوسفؑ کے حضور میں جاکر نہایت عاجزی اور نیازمندی عرض کی کہ اے عزیز آل یعقوبؑ گرفتار رنج و تعب ہیں اگر یہ پونجی کم قیمت ہماری قبول کرے اور کچھ زیادہ اپنی طرف سے تصدق کرے تو خدا تصدق کرنیوالوں کو جزا دیتا ہے حضرت یوسفؑ نے جو یہ بات رقت آمیز بھائیوں کی سنی بے طاقت ہو گئے اور اپنے دل میں کہا کہ میں تو اس ناز و نعمت سے آسودہ اور اہل بیت میرے محنت روزگار سے فرسودہ یہ بات

مروت اور فتوت سے بعید ہے تب نقاب چہرے سے اٹھایا اور فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ کیا معاملہ کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب بھائیوں کی نظر اس جمال پر پڑی اور بدیدۂ غور نگاہ کی تب بولے کہ آیا یوسفؑ ہے فرمایا ہاں میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے جب بھائیوں نے یہ الطاف اور یہ احسان دیکھے بولے کہ واللہ خدائے تعالیٰ نے ہم جفاکاروں پر تجھ کو برگزیدہ کیا حضرت یوسفؑ نے انکے سب کاموں کو نابود جانا اور خطائیں ان کی معاف کیں اور ان کے گناہوں کی معافی اللہ سے مانگی اور پھر احوال اس مقیم بیت الاحزان کا یعنی یعقوبؑ نبی الرحمٰن کا پوچھا جب حقیقت مفصل دریافت ہوئی تب بھائیوں سے فرمایا کہ علی الصباح پیراہن میرا کہ وسیلہ ہے شفائے رنجوروں کا اور باعث نجات ہے مہجوروں کا جلد لے جاؤ اور باپ کے منہ پر ڈالو تا کہ آنکھیں ان کی روشن ہوں یہودا نے کہا یہ خدمت مجھ کو ملے کہ میں نے اول تمہارا پیراہن خون آلودہ باپ کے پاس لے جا کر ان کے دل کو آزردہ کیا تھا شاید اس خدمت کی برکت سے مجھ سے راضی ہوں۔

## بیان یہودا کے کنعان کو جانے اور حضرت یعقوبؑ کو غم سے چھڑانے اور سب کو مصر میں لانے کا

جب صبح ہوئی تو یہودا نے پیراہن لیکر دروازۂ مصر سے پاؤں باہر رکھا اور شہر کے دروازے کے باہر بموجب وصیت حضرت کے پیراہن کو جھٹکا اللہ تعالیٰ نے بادصبا کے تئیں حکم دیا کہ بوئے پیراہن کی ایکدم مصر سے کنعاں کو پہونچا دے حضرت یعقوبؑ کے دماغ میں جو وہ خوشبوئے حیات بخش پہونچی فی الفور اپنے پوتوں سے فرمایا کہ اے عزیز اگر میرے تئیں دیوانہ پن سے نسبت نہ کرو تو میں کہوں کہ اس بادصبا سے یوسفؑ کے پیراہن کی خوشبو میرے دماغ میں پہونچی ہے اور اسکے باغ جمال سے بوئے وصال آئی ہے پوتے بولے کہ اے دادا تو یوسف کے عشق میں دیوانہ ہے اسواسطے ایسی باتیں کیا کرتا ہے ابیات

ترے دماغ میں یوسفؑ کی کچھ نہیں ہے نسیم ؛ ولیک یوں ہی ترا دل ہے اور ضلال قدیم ؛ خدا جانے کہ یوسفؑ کا ہے کیا حال ؛ تو کھولتا ہے ہر گھڑی فال ؛ جو چند روز گذرے یہودا ناگاہ آن پہونچا اور بعد خوشخبری زندگانی یوسفؑ کے پیراہن کو کھول کر باپ کے چہرۂ مبارک پر ڈالا فی الفور حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں میں بینائی آئی اور کمھلائے بدن میں طراوت آئی دل ضعیف کو قوت پہونچی یہودا سے پوچھا کہ یوسف کو کس حال میں تو نے چھوڑا کہا تمام ملک پر مستولی اور تمام خلق پر حاکم ہے فرمایا ملک اور حکومت سے نہیں پوچھتا ہوں اس کو کس دین اور کس مذہب پر پایا تو نے کہا وہ ملت ابراہیم پر مقیم اور مذہب اسرائیل پر مستقیم ہے کہا کہ اے فرزند جیسا کہ میری خاطر کو خوش کیا تو نے اور میرے دل کو بندغم سے آزاد کیا تو نے حق سبحانہ تعالیٰ سختی موت کی تجھ پر آسان کرے دوسرے دن حضرت یوسفؑ کے قاصد پہونچے اور ایک سو اونٹ کوہ پیکر صبا کردار اور بیس گھوڑے تازی تیز رفتار حضرت یعقوبؑ کے حضور میں گذرانے حضرت یعقوبؑ تین روز تہیہ اسباب سفر کا کر کے چوتھے دن مع اتباع اشیاء متوجہ مصر کے ہوئے اہل کنعاں جو سالہا سال سے ترہیبنا گئے

ہوئے خوان یعقوبؑ کے تھے جب ہمسایگی اس جناب سے مایوس ہوئے تو کجاوے کے قدم پر لوٹتے تھے
اور اپنا منہ ہودج شریف سے مل کر روتے تھے حضرت اسرائیل نے اللہ سے ان کے حق میں دعائے
فراغت معیشت اور خاتمہ بالخیر کی مانگ رخصت کیا حضرت یوسفؑ نے کنعان سے مصر تک ہر ایک منزل
میں سامان ضیافت کا مہیا کیا اور خوان نعمت تیار رکھا جب نزدیک مصر کے پہونچے یہودا نے خازن
کے تئیں واسطے بشارت وصول یعقوب علیہ السلام کے آگے بھیجا حضرت یوسفؑ نے ملک ریّان سے اجازت لی
کہ مع بھائیوں کے مصر سے حضرت یعقوبؑ کے استقبال کو جاویں ملک ریّان نے کہا کہ میں بھی چلوں گا اور
اس سعادت بے نہایت میں شریک ہوں گا دوسرے دن بادشاہ نے حکم دیا کہ وزرائے دولت اور امرائے
ملک سب شہر سے باہر آویں یوسفؑ کمال حشمت سے واسطے استقبال کے باہر نکلے حضرت یعقوبؑ کی نظر اس
گروہ پر پڑی تو یہودا نے باپ سے کہا ریّان بن الولید بادشاہ مصر ہے جو نمود ہوا اس نے عرض کی نہیں بلکہ فرزند سعادتمند تمہارا
عزیز مصر ہے کہ حضور کے استقبال کو آیا ہے حضرت یعقوبؑ گھوڑے سے اترے اور یہودا کے کاندھے پر
ہاتھ رکھ کر روانہ ہوئے جب حضرت یوسفؑ کی نظر یہودا پر پڑی اور ایک پیر ضعیف باہیبت جلال نظر آئے
تو یقین جانا کہ حضرت یعقوبؑ ہیں حضرت یوسفؑ گھوڑے سے اترے اور بادشاہ مصر بھی پیادہ ہوا حضرت
صدیقؑ بادشاہ پر سبقت کر کے باپ کے پاس پہونچے یعقوبؑ نے فرزند عزیز کو سینے سے لگا کر فرمایا اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا مُذْهِبَ الْاَحْزَانِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُزِیْلَ التَّعَبِ وَالْهَوَانِ اور ایسا روئے کہ دونوں بیہوش
ہو گئے ریّان بھی شکوہ سلطنت کو طاق پر رکھ کر حضرت یعقوبؑ کے قدم چومے پھر بعظمت تمام شہر میں لائے
حضرت یوسف نے اوّل بھائیوں کو اور باپ کو اپنے گھر اتارا اور حضرت یعقوبؑ اور حضرت لیاؓ کو جو بی بی حضرت
یعقوبؑ کی اور خالہ حضرت یوسفؑ کی تھیں تخت پر بٹھلایا اور آپ بحرمت تمام اس تخت پر ان کے سامنے بیٹھے
اور اس وقت میں حضرت یعقوبؑ اور لیاؓ نے اور گیارھوں بیٹوں نے حضرت یوسفؑ کو سجدۂ تحیت کیا
اور حضرت یوسفؑ نے کہا یَآ اَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ؕ یعنی اے باپ یہ تعبیر میرے خواب کی
ہے جو آگے دیکھا تھا بعد اس کے حضرت یوسف نے جو حال ایام جدائی میں گذرا تھا مفصل اپنے قبلۂ
دین و دنیا کے آگے عرض کیا اور ہر ایک بھائی کے واسطے مکان دلکشا معین فرمایا اور وجہ معاش ہر ایک
کی مقرر کر کے خاطر اشراف کو ان کے انتظام سے جمع کیا اور احوال بنی اسرائیل کا بفراغ بال و خوش احوال
گذرنے لگا اور چوبیس برس تک حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کے وصال سے تدارک یعنی کہ ایام جدائی کا حاصل
آخر عزرائیل بحکم رب الجلیل حضرت اسرائیل کے پاس حاضر ہوئے حضرت یعقوبؑ نے سب بیٹوں کو وصیت
کی اور حضرت یوسفؑ کو اپنا ولیعہد کر کے ہمارے بلند پرواز روح کو میدان قرب الٰہی میں پہونچایا جب
ریّان بن الولید نے جس نے حضرت صدیق کی نبوت میں دین اسلام قبول کیا تھا اپنی حیات مستعار کو کارکنان
قضا و قدر کو سونپا اور ایک کافر فاجر قابوس بن مصعب نام نے سریر سلطنت پر آرام پکڑا ہر چند یوسفؑ نے
بموجب وحی آسمانی کے اس کو اعمال ناپسندیدہ سے منع کیا مگر قابوس نے تصدیق نبوت یوسفؑ کی نہ کی
یوسفؑ قابوس کے اسلام سے مایوس اور طول ایام حیات سے ملول ہوئے ایک رات وقت تنہائی میں
مناجات کی کہ اے کریم کارساز و اے خدائے بندہ نواز تو نے مجھ کو محنت چاہ سے درجۂ وہ عز و جاہ تک

تک پہونچایا اور نشیب اور رقیت سے اوج عزت تک بلند کیا اب یہ مرغ روح قالب قفس سے تنگ آیا ہے اس کو گلشن رضوان میں مقام ابراہیمؑ پر پہونچا بعد یقین ہونے قبولیت دعا کے یہودا کے تئیں کہ فراست اور نجابت اس کی پیشانی میں ظاہر تھی امارت اور ریاست بنی اسرائیلؑ اور خاندان خلیلؑ کی بخشی یہ کہہ کر وہ تو عالم قدس کو روانہ ہوئے اور قیامت تک اُن کے احوال افسانہ ہوئے ۔

# ذکر حضرت ایوّب علیہ السلام کا

والدہ اُن کی حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں اور بی بی اُنکی فرائیم بن یوسفؑ کی بیٹی تھیں نام انکا رحمت تھا حضرت ایوبؑ نہایت آسودہ حال اور صاحب مال تھے سات بیٹے اور سات بیٹیاں اور تین ہزار اونٹ اور ہزار بکریاں اور پانچسو بیل اور پانچسو غلام اُن سب کے قبیلہ اور اولاد تھی اور ہمیشہ خدا کی شکر گزاری میں قیام فرماتے تھے اور اہل تاریخ فرماتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں شیطان لعین آسمان پر جا کر ملائک سے باتیں کرتا تھا اور کبھی درگاہ بے نیاز میں بعضی التماس اور عرض اس کی قبول ہوتی تھی جب ایوب علیہ السلام نے مرتبہ پیغمبری کا پایا بندگی اور خیرات ان کی اگلے پیغمبروں سے زیادہ تھی اور شیطان کو انکے حضور میں کسی طرح مجال وسواس اور اغوا کی نہ تھی اسواسطے حسد کا شعلہ اس کے باطن ناپاک میں مشتعل ہوا اور عداوت کرنا شروع کی جناب کبریائی سے اسکو ندا ہوئی کہ اے لعین ایوبؑ بندہ صالح و شاکر ہے اس پر تیرا اغوا اثر نہ کرے گا شیطان نے عرض کی کہ خداوندا تو نے اس کو ثروت اور فراغت اور قدرت عنایت کی ہے اور آنکھیں اسکی اولاد کے دیدار سے روشن ہیں کیونکر شکر تیرا نہ بجالاویگا اگر تو یہ نعمتیں اس سے لیوے گا تو کبھی تجھ کو سجدہ بھی نہ کریگا اور بندگی سے بیزار ہوگا خطاب باری ہوا کہ اے ابلیس یہ گمان تیرا میرے بندۂ مخلص کے حق میں برخلاف ہے شیطان نے کہا کہ اگر میرے تئیں اس کے مال اور اولاد پر تسلط بخشئے جب معلوم ہو کہ کیسی بندگی کرتا ہے اور کسطرح شکر گزاری میں رہتا ہے جناب بے نیاز نے فرمایا کہ ایوبؑ کے مال اور اولاد پر میں نے تجھ کو تسلط دیا جب تو ابلیس نے خوش ہو کر اپنی ذریات اور توابعین کو جمع کر کے صورت حال ظاہر کی بعضی ذریات نے اس کے حکم سے بکریاں اور مواشی حضرت ایوبؑ کی پانی میں غرق کردیں اور شیطان نے گوالے کی صورت بن مواشی کے ڈوب جانے کا احوال عرض کیا حضرت ایوبؑ نے فرمایا شکر ہے اس خدا کا جس نے اپنے فضل سے دیا تھا اور عدل سے لے لیا شیطان مایوس ہو کر پھرا اور اپنی ذریات کو کہہ کر زراعت اور خرمن میں آگ لگادی اور آپ ان کے وکیل کی صورت بنکر بولا کہ تم تو نماز میں مشغول ہوا اور تمام کھیت اور خرمن وغیرہ سامان جل کر خاک سیاہ ہو گیا اور درخت باغوں کے خشک ہو گئے حضرت ایوبؑ نے جواب سابق دیا اور عبادت میں بدستور سابق بغیر اضطراب بکمال دلجمعی مشغول ہوئے شیطان ملعون محزون پھر گیا اور اسی طرح ہر ایک اسباب کے ہلاک ہونے کی خبر کرتا تھا اور حضرت ایوبؑ وہی جواب دیتے تھے اور وہ کافر خامہ غائب پھر جاتا تھا پھر اس ابلیس پر تلبیس نے اس مکان کو کہ جہاں اولاد باسعادت تعلیم میں مشغول تھی اُن پر گرادیا اور فرزندان سعادت مند اس گھر کے گرنے سے دب

گئے پھر کافر نے حضرت ایوبؑ سے اس واقعہ جانکاہ کی خبر دی اس نبی صابر نے بدستور سابق کمال استقلال سے توکل کی رسّی اپنے دست ہمت سے نہ دی اور مطلق تغیر مزاج عالی پر نہ آیا پھر اس ملعون نے حضور رب العالمین میں عرض کی کہ الٰہی ایوبؑ جانتا ہے کہ اس کو اس مال اور اولاد کے بدلے بسبب صبر کے تو دو چند عنایت کرے گا اسواسطے مضطرب نہیں ہوتا اگر تو مجھ کو اس کے جسم پر تسلط اور اختیار دیوے تب اس کی بندگی اور شکر گزاری معلوم ہو جناب باری نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس کے بدن پر سوائے کان اور دل اور کانوں کے مسلط کیا ابلیس نے فرصت پا کر مرد ساحر کے آکر ہوا انکی ناک میں پھونکی حرارت اس کی تمام مزاج پر غالب ہوئی اور خارش بدن مبارک میں پیدا ہوئی اور گوشت اور پوست پھٹنے لگا اور مرض دراز ہوا اور اعضائے شریف میں کیڑے پڑ گئے بدبو آنے لگی اور بستی سے باہر گھر والوں نے ایک جھونپڑی بنادی اور کسی بندہ خدا نے انکا تعہد اور خبرداری نہ کی سوائے بی بی رحمت کے کہ رحمت خدا کی اس ہمت پر ہو جیو اس نے کمر ہمت کو چست باندھا اور جو کچھ باقی رہا تھا ان کے معالجے میں صرف کیا جب سب املاک و اسباب تمام ہو گیا تو بی بی صاحبہ مزدوری کرتی تھیں نصف تو ان کی تندرستی کے واسطے صدقہ دیتی تھیں اور آدھے کا طعام خرید کر ان کے پاس لے جاتی تھیں اور ہر بار جو حضرت ایوب کی حرم محترم مزدوری کو جاتی تھیں تو شیطان ملعون سر راہ پر کھڑا ہو کر منع کرتا تھا کہ تو ایسی صاحب جمال ہے کس واسطے مزدوری کرتی ہے اور اپنی جوانی ایسے شخص کی خدمت کہ جس پر غضب الٰہی کی نظر ہے برباد کرتی ہے یہاں ایک سردار مصر کا نہایت مالدار اور صاحب اختیار ہے تو اس بیمار کو چھوڑ دے میں تجھ کو اس کے نکاح میں لاؤں گا اور درجہ تیرا اوج عزت کو پہونچاؤں گا وہ بی بی پاک اعتقاد اس کافر کے کلام نافرجام پر مطلق التفات نہ فرماتیں اور شب کو تمام احوال ان سے عرض کرتیں حضرت فرماتے تھے تو ہرگز اس کی بات پر فریفتہ مت ہو جیو وہ ابلیس ہے اور یہ باتیں اس کی بنیاد اغوا اور تلبیس ہے ایک روز شیطان نے طبیب کے بھیس میں آن کر بی بی رحمت سے کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شراب انگور ہے سوا اس کے کسی دوا سے صحت نہ ہوگی بی بی صاحبہ نے بامید تندرستی مزدوری کر کے دونوں چیزیں بہم پہونچائیں اور حضور میں عرض کی کہ یہ دوا ایک طبیب حاذق نے بتائی ہے حضرت ایوبؑ نے نہایت غصے سے فرمایا کہ میں نے تجھ کو کہا تھا کہ وہ شیطان ہے تو نہیں جانتی کہ پیغمبروں پر یہ چیزیں حرام ہیں اگر میں اچھا ہوں گا تو سو لکڑیاں اس کی سزا میں تجھ کو ماروں گا بی بی صاحبہ باوجود ملامت کے خدمت گزاری میں کسی طرح قصور نہ کرتیں اور شب و روز باخلاص تمام خدمت میں حاضر رہتیں اور حضرت ایوبؑ اس شدت اور مصیبت میں اسی طرح سے تحمل فرماتے تھے اور ایک لحظہ وظائف و عبادت سے تساہل نہ کرتے تھے چنانچہ ملائک افلاک کے اور رہنے والے خطۂ خاک کے اس حال سے حیران ہوتے تھے جب ابلیس ملعون کا کوئی فریب پیش رفت نہوا اور کسی طرح کا تغیر حضرت ایوبؑ کی طاعت اور عقیدے میں نہ آیا آتش حسد سے اس ملعون کا دل جل گیا جب زمانہ مصیبت کا گزرا اور وقت عافیت اور راحت کا پہونچا جبرئیل امین اس جھونپڑے میں آئے اور جناب الٰہی سے ان کی تندرستی کا مژدہ لائے اور ہاتھ ان کا پکڑ اس جگہ سے اٹھا کر فرمایا کہ اپنا پاؤں سیدھا زمین میں مارو پاؤں مارتے ہی ایک چشمہ گرم پیدا ہوا

اور جبرئیلؑ کے اشارے سے اس میں غسل کیا تمام مرض ظاہر بدن کے دور ہوئے پھر جبرئیلؑ کے کہنے سے الٹا پاؤں زمین پر مارا اور ایک چشمہ سرد خوش گوار نکلا اس میں سے آب حیات نوش جان فرمایا تمام علت اور زحمت باطنی دفع ہوئی حضرت جبرئیلؑ حضرت ایوبؑ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ بی بی صاحبہ مزدوری کر کے واپس آئیں اور اُن دونوں شخصوں کو تندرست و صحیح سالم دیکھ کر حیرت سے پوچھا کہ یہاں میرا بیمار مبتلا تھا سو کہاں ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ اگر تو اس کو دیکھے گی تو پہچانے گی حضرت ایوبؑ ہنسنے اور بی بی صاحبہ نے پہچان کر شکر خدا کا کیا اور حضرت جبرئیل کی تعلیم سے خوشہ خرمائے تر سو شاخوں کا لیکر حضرت ایوبؑ نے ان پر ایک بار مارا وہ اپنے عہدۂ قسم سے نکلے اور قدیم گھر کو گئے حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام مواشی اور اسباب اور غلام آگے سے دونا عنایت کیا بلکہ بعضے اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ وہ جو اولاد ان کی فنا ہوئی تھی ان کو پھر جلا دیا اور دونا سامان عنایت فرمایا اور بعد صحت کے اہل روم کی طرف واسطے دعوت کے گئے اور اسی ملک میں وفات پائی۔

# ذکر حضرت شعیب علیہ السلام کا

لقب اُنکا خطیب الانبیا ہے اسواسطے کہ فصاحت زبان اور بلاغت تبیان میں درجۂ علیا رکھتے تھے اور اہل مدینؑ اور اصحاب ایکہ کیطرف مبعوث تھے اور حقیقت میں اہل مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی گروہ ہے یہ لوگ باوجود بت پرستی کے کیل اور وزن میں انصاف نہ کرتے تھے اور کھوٹے روپے اور اشرفیاں چلاتے تھے راستہ مسافروں کا قطع کرتے تھے حضرت شعیب ہر چند ان لوگوں کو افعال بد سے منع کرتے تھے وہ ہرگز باز نہ آتے جن لوگوں کی قسمت میں سعادت ازلی مقدر تھی اور زیور عقل سے آراستہ تھے وہ ایمان لائے اور جو کہ شقی ازلی تھے وہ گمراہ رہے اور افعال بد سے باز نہ آئے جب شہرۂ شعیبؑ کی دعوت کا عالم میں ہوا ملک شام اور دوسری اطراف کے لوگ کمال رغبت سے واسطے تحصیل سعادت کے روانہ ہوئے ان کی قوم کے لوگ بر سر راہ بیٹھ کر لوگوں کو انکی متابعت سے مانع ہوتے تھے حضرت شعیبؑ نہایت عتاب و خطاب ان کو کرتے تھے کہ تم پیغمبروں کی نصیحت نہیں سنتے ہو اور بیابان ضلالت میں گرفتار ہوتے ہو اور انکو کسواسطے مانع ہو کر وبال ان کے اضلال کا اپنی گردن پر لیتے ہو اگر تم خدا کے غضب سے نہ ڈروگے اور احکام الٰہی نہ سنوگے تو جو عذاب اگلی امتوں پر نازل ہوا تھا اسی طرح تم پر بھی ہوگا اس وقت کچھ تدارک نہ ہو سکے گا قوم نے جواب دیا مال و اسباب ہماری ملک ہے کمی و بیشی کرنے کے ہم مختار ہیں تو ہماری ملک کا کیوں معترض ہوتا ہے اور بت پرستی ہمارے قدیم بزرگوں کا شیوہ ہے ہم کیونکر چھوڑیں گے اور ہمارے اقربا اور ہم قوم تیرے مطیع اور فرمانبردار نہونگے اور یہ بھائی جو ایمان لائے اُنکو جنون ہوا ہے اگر اس علت سے پاک ہو کر حالت اصلی پر رجوع نہ کریں گے تو ہم انکو اس ملک سے نکال دینگے اور تیرے ساتھ بسبب ..... قرابت کے یہ رعایت کرتے ہیں ورنہ اس خیال فاسد کی ایسی سزا دیتے کہ تجھکو معلوم ہوتا حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے نجات دی اور ایمان عنایت کیا وہ دین حق سے طرف باطل کے

رجوع نہ کریں گے اور تم اپنی حماقت سے مراتب قربت کا خیال کرتے ہو ربوبیت اور خداوندی کا لحاظ نہیں کرتے ہو قریب ہے کہ وہ خداوند قہار تم پر اپنا قہر نازل کریگا القصہ جب کفر اور ضلالت اس قوم کی حد سے زیادہ ہوئی اور بطریق استہزا کے حضرت شعیبؑ سے عذاب مانگنے لگے کہ اگر تو سچا پیغمبر ہے تو ہم پر عذاب نازل کر حضرت شعیبؑ نے دعا مانگی اور منتظر نزول عذاب کے ہوئے اس عرصے میں سات دن اسطرح کی گرمی ہوئی کہ وہ لوگ شدت حرارت سے گھروں میں پتھروں کے تاب نہ لاسکے مع اہل و عیال اور چارپایوں کے گھروں میں سے نکل کر باغوں میں گئے حق تعالیٰ نے جہنم کیطرف سے اس طرح کی باد گرم ان گمراہوں پر بھیجی کہ پانی چشموں کا اور کنوؤں کا اور خون بدن کا مانند دیگ کے جوش کرنے لگا اور پاؤں کے چمڑے گرنے لگے اس عرصے میں ایک ابر سیاہ نے اس زمین پر سایہ ڈالا وہ لوگ اس سائے میں گئے جب سبھوں نے اس سائے کے تلے قرار پکڑا ایک آگ اس ابر سے نازل ہوئی کہ تمام وضیع و شریف اور قوی و ضعیف جل کر راکھ ہوگئے اور جو کہ شہر میں باقی تھے حضرت جبرئیلؑ کے نعرے کے صدمے سے جہنم رسید ہوئے جہان اُن کے شرک و پلیدی سے پاک ہوا اور حضرت شعیبؑ نے اور مومنوں نے اُن کے شرک سے نجات پائی اور حکم الٰہی نازل ہوا کہ حضرت شعیبؑ مع مسلمانوں کے مدین میں رہیں اور اطراف کے لوگوں کو دین حق سکھاویں جب تک کہ حضرت موسیٰ ان کی خدمت میں نہ پہونچیں اور بعد حضرت موسیٰؑ کے تشریف لیجانے کے سات برس اور کئی مہینے اور زندہ رہے پھر منازل عقبےٰ کو تشریف لے گئے۔

## ذکر حضرت موسیٰ اور ہارون علیٰ نبینا و علیہما السّلام کا

حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ بڑے پیغمبر اور مقرب بارگاہ الٰہی تھے اور بیان اُن کے علو مرتبت کا اور بلندی منزلت کا حد وصف سے باہر ہے جب بعد مرنے ریان بن الولید کے اور رحلت کرنے حضرت صدیقؑ کے قابوس نام بادشاہ والی مصر کا ہوا اور رسوم کفر اور ضلال کے جو حضرت یوسفؑ کے سبب سے ناپید ہوگئے اس نے از سر نو زندہ کئے اور اولاد یعقوبؑ نے جو اُس شیوہ ناپسندیدہ کو قبول نہ کیا تو قابوس نے بنی اسرائیل کو اپنی غلامی میں پکڑا اور کہا کہ تم ہمارے بزرگوں کے غلام ہو اسواسطے اُن سے محنت شاقہ لیتا تھا اسرائیل قابوس کے زمانے میں بڑی تکلیف میں رہتے تھے جب قابوس دار غرور سے مقام ویل و ثبور میں پہونچا بھائی اس کا فرعون کہ جس کا نام ولید بن مصعب تھا مملکت مصر پر متصرف ہوا اور یہ فرعون کہ عون الٰہی سے بے نصیب اگلے فرعون سے بڑا ظالم اور ستمگار تھا بنی اسرائیل کے تئیں سخت کام فرماتا تھا اور ضعیفوں پر اور عورتوں پر خراج مقرر کیا تھا اور طریقہ اس ملعون کا یہ تھا کہ ابتدائے سلطنت میں پچاس برس تک لوگوں سے بتوں کی عبادت کروائی اور جب سلطنت اس کی محکم ہوئی اور حکم نافذ ہوا تب لوگوں کو جمع کر کے دعوے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ہ کا کیا اور بتوں کی بندگی چھڑا کے اپنے تئیں سجدہ کروایا اور بندگی کے واسطے تکلیف دی اور اولاد یعقوبؑ سے کہا کہ اگر میری بندگی قبول کروگے تو میں تم سب کو تکلیفوں سے آزاد کرونگا نہیں تو زیادہ عذاب الیم میں گرفتار کروں گا بنی اسرائیل نے انکار کیا اور اپنے باپ دادا کی شریعت پر قائم رہے۔ پھر فرعون نے جوانوں سے پہاڑ

کے پتھر منگوانا اور محل بنوانا مقرر کیا اور ضعیفوں پر مقرر کیا کہ دن بھر مزدوری کریں اور آفتاب ڈوبنے سے پہلے اُجرت مزدوری کی لاکر فرعون کے خزانے میں داخل کریں اور جو کوئی تاخیر کرتا تو اس کے گلے میں طوق ڈالتا اور ہمیشہ ہمت نامبارک کو بنی اسرائیل کی اہانت اور تذلیل پر مصروف رکھتا تھا اسی عرصے میں فرعون نے ایک روز خواب دیکھا کہ ایک آگ شام کیطرف سے پیدا ہوئی اور تمام قلعے اور حویلیاں قبطیوں کی جلائیں اور شہر اور گاؤں کا اثر باقی نہ رکھا اس خواب کی ہیبت سے کانپا اور کاہنوں اور معبروں کو طلب کیا انھوں نے تعبیر کی کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا کہ بیخ اور بنیاد قبطیوں کی اکھاڑے گا اس واسطے فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر ایک دائی متعین کی کہ جو لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کریں پانچ برس تک اس ظلم سے ہزاروں لڑکے بنی اسرائیل کے قتل ہوئے اور ایک طاعون بنی اسرائیل میں پیدا ہوا کہ ہزاروں آدمی بنی اسرائیل کے اس وبا میں مر گئے جب قبطیوں نے فرعون سے جاکر فریاد کی کہ مرد بنی اسرائیل کے اس وبا سے ہلاک ہوئے اور لڑکے ان کے قتل ہوتے ہیں اگر ایسا ہی حال رہیگا تو نسل ان کی منقطع ہوگی تو سب مشکل اور سخت کام ہم پر پڑیں گے اس ظالم کے تئیں یہ بات پسند ہوئی تب حکم دیا کہ ایک سال کے لڑکوں کو قتل کریں اور ایک سال کے لڑکے باقی رکھیں چنانچہ حضرت ہارونؑ معافی کے سال پیدا ہوئے اور حضرت موسیٰ سال قتل میں موجود تھے ایک روز نجومیوں نے عرض کی کہ ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج کی رات نطفہ اس شخص کا جو تمہارا دشمن ہے ماں کے رحم میں قرار پاویگا اس نے حکم کیا کہ شہر میں منادی کریں کہ تمام مرد بنی اسرائیل کے آج شہر سے باہر جمع ہوویں بادشاہ ان کا قصور معاف کریگا اور بہت مہربانی اور عنایت فرمائیگا بنی اسرائیل تو بڑی خوشی سے باہر نکلے اور فرعون نے خیال کیا کہ آج شہر میں رہیئے اور اپنی منکوحہ سے جو نام اسکا آسیہ اور بیٹی مزاحم کی ہے اور قوم بنی اسرائیل سے ہے صحبت کرے اس امید پر کہ وہ مولود اسکے صلب سے باہر آوے اس عزم پر عمرانؑ کو جو حضرت موسیٰ کے باپ تھے اور فرعون کے بڑے مقرب تھے ہمراہ لے کر شہر میں آیا اور حضرت عمرانؑ کو واسطے نگہبانی محل کے مقرر کیا شب کو جو عورتیں فرعون کے محل کا طواف کرنے کو آئیں حضرت موسیٰؑ کی والدہ بھی ان عورتوں میں آئیں عمران پر شہوت نے غلبہ کیا اپنے قبیلے کو اپنے پاس رکھا اور حضرت موسیٰ سے حاملہ ہوئیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جو پیغمبر باپ کی پشت سے جدا ہوتا ہے تو ستارہ اسکا اسی شب آسمان پر ظاہر ہوتا ہے نجومیوں نے جو اس ستارے کو دیکھا تو اس میدان میں کہ بنی اسرائیل جمع تھے غل اور شور مچانا شروع کیا چنانچہ آواز اسکی فرعون کے کان میں پہونچی اور ایک رعب اس کے دل پر غالب ہوا محل کے دروازے پر آنکر عمرانؑ سے پوچھا کہ یہ کیا شور ہے۔ عمرانؑ نے کہا کہ میرا گمان ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل آپ کے اعزاز اور اکرام سے خوش دل ہوکر نہایت سرور سے شور مچلاتے ہیں فرعون گھر میں تو گیا مگر مارے خوف کے تمام رات نیند نہ آئی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی والدہ جب اس فرزند سعادت مند سے حاملہ ہوئیں تو کچھ آثار حمل کے نمود نہ تھے اس واسطے کوئی دائی اُن پر مقرر نہ ہوئی جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ نے ایک تابوت بنوایا اور حضرت موسیٰ کو دودھ پلاکر آنکھوں میں سرمہ لگاکر ایک تابوت میں روئی بچھاکر حضرت موسیٰ کو اس میں رکھا اور درزیں تابوت کی روغن قیر سے مضبوط کرکے دریائے نیل میں ڈالدیا نقل ہے کہ فرعون کی بیٹی بعلت

مرض برص کے مبتلا تھی اور سب طبیب اس کے معالجے سے عاجز تھے اور ظاہر کیا تھا کہ تندرستی اس کی ایک جاندار کا لعاب ہے کہ تمہارے عہد دولت میں دریا سے نکلے گا حضرت موسیٰؑ کی ماں نے صندوق اس بحر مکرمت کا نیل میں ڈالا پانی نے اس کے تئیں برابر فرعون کے محل کے درمیان درختوں کے پہونچایا لونڈیوں نے تابوت لے کر فرعون اور آسیہ کے روبرو پہونچایا جب سر تابوت کا کھولا تو ایک لڑکا صاحب جمال دیکھا کہ اپنے انگوٹھوں سے دودھ پیتا تھا فرعون کی بیٹی نے تھوڑا لعاب اس کا اپنے برص پر لگایا فی الحال مرض جاتا رہا اور نام اسکا موسیٰ رکھا کہ ان کی زبان میں موسیٰ پانی کو اور درخت کو کہتے ہیں مقلب القلوب نے دوستی حضرت موسیٰؑ کی فرعون اور آسیہؓ کے دل میں ڈالی ارکان دولت جو اس حال سے خبردار ہوئے تو عرض کی کہ یہ وہی لڑکا ہے جو سبب انہدام قصر سلطنت کا ہوگا اس کے قتل میں توقف ایک ساعت کا نہ کیا جائے فرعون کے قبیلے نے نہایت منت سے کہا اسکو مت قتل کر یہ ہمکو نفع دیگا اس کو ہم بیٹا کریں گے فرعون اس کے قتل سے درگزرا اور آسیہ نے دائیوں کو واسطے دودھ پلانے کے طلب کیا حضرت موسیٰ نے کسی کا دودھ نہ پیا آخر حضرت موسیٰؑ کی خالہ کے بتانے سے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو بلایا فی الفور رغبت سے دودھ پینا شروع کیا آسیہ نے اُن کی نوکری مقرر کر کے حضرت موسیٰؑ کو حوالے کیا اور کہا ہفتے میں ایک بار قصر دولت میں لایا کر بعد ایک برس کے آسیہؓ حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے پاس لے گئیں فرعون نے اپنی گود میں بٹھایا اور پیار کرنے لگا حضرت موسیٰ نے دست تجلد دراز کر کے داڑھی پکڑ کے کھینچی اور کئی بال اُکھیڑ کر نہایت خوشی سے کھکھلا کر ہنسے فرعون نے غضب میں آکر حضرت موسیٰؑ کے قتل کا حکم دیا بی بی آسیہؓ نے عرض کی کہ افعال خرد سالوں کے میزان عقل میں وزن نہیں رکھتے مناسب تو یہ ہے کہ اُن کا امتحان کرو اگر یہ فعل قصداً صادر ہوا تو سزا دیجئے والا معاف کیجئے اور واسطے ازمائش کے ایک طشت یاقوت کا اور ایک انگاروں کا طلب کیا اور حضرت موسیٰ کے آگے رکھا حضرت تو چاہتے تھے کہ طشت یاقوت میں دست مبارک ڈالیں لیکن جبرئیل امینؑ نے ان کا ہاتھ آگ کے طشت میں ڈالا اور آپ نے انگارہ ہاتھ میں لے کر منہ میں رکھا چنانچہ تھوڑی سی زبان مبارک جل گئی اور گرہ پڑ گئی فرعون نے جب یہ حال دیکھا تب انتقام سے درگزرا اور دائی کے حوالے کیا جب سن مبارک ستر ہ سال کا ہوا تب آسیہؓ ان کی تربیت میں مصروف ہوئیں اور چار سو غلام لباس زربفتی اور تاج مرصع اور طوق زریں کے حضرت موسیٰؑ کی ملازمت میں رکھے جس وقت کہ نہایت حشمت اور تجمل سے سوار ہوتے تھے تو لوگ گمان کرتے تھے کہ فرعون کا بیٹا ہے۔

## ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے ہجرت کرنیکا اور حضرت شعیب علیہ السلام سے ملنے کا

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ایام دولت میں بسبب جنسیت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ ترحم فرماتے تھے اور قبطیوں کے تکلیف دینے سے ہمیشہ ملول رہتے تھے لیکن فرعون کے خوف سے دم مارنے کا امکان نہ تھا اسواسطے ہمیشہ آزردہ خاطر رہتے کبھی کبھی اپنا غم بھلانے کو واسطے سیر کے تنہا نکل جاتے اتفاقاً ایک

روز ایک قبطی ایک بنی اسرائیل پر ظلم کرتا تھا حضرت موسیٰ نے ہر چند بطریق نصیحت کے فرمایا قبطی نے کچھ التفات نہ کیا حضرت موسیٰ نے بیتاب ہو کر ایک طمانچہ قبطی کو مارا طمانچہ مارتے ہی وہ ملعون جہنم کو سدھارا جب حضرت کے غصے کا جوش بجھا تو پشیمان ہو کر فرمایا کہ یہ کام شیطان کا ہے اور گھر چلے آئے دوسرے دن بدستور سیر کو نکلے تھے وہی بنی اسرائیل دوسرے قبطی سے دست و گریبان ہو رہا تھا بنی اسرائیل کو چھڑ کا اور چھڑانے کے واسطے متوجہ ہوئے بنی اسرائیل نے تو روز پنجۂ موسیٰ روز اول میں دیکھا تھا بے اختیار بول اٹھا کہ جیسے تو نے کل قبطی کو مارا ویسے ہی مجھ کو قتل کریگا قبطی نے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر فرعون سے یہ احوال عرض کیا فرعون تو قاتل کی تلاش میں تھا اور ہمیشہ حضرت موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اس وقت بحیلہ قصاص حضرت موسیٰ کو حاضر کرنے کا حکم دیا کہتے ہیں کہ جس نجار نے حضرت موسیٰ کا صندوق بنایا تھا وہ علامات سے جانتا تھا کہ یہ وہی شخص موعود ہے حضرت موسیٰ کو خبر دی کہ نکلنا ہو تو نکلو نہیں تو مارے جاؤ گے حضرت موسیٰ بے زاد و راحلہ تن تنہا شہر سے باہر گئے اور جنگل کی راہ لی اور سات دن درختوں کے پتے کھا کر ایام گزاری کی سات دن کے بعد نہایت ناتواں ہو کر شہر مدین کے کنوئیں پر پہنچے اور ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا بعد ایک ساعت کے گوالئے ہزاروں بکریاں لیکر کنوئیں پر پہنچے مگر دو لڑکیاں اپنی بکریاں لے کر علیحدہ کھڑی تھیں … کنوئیں کے پاس نہ آتی تھیں گوالوں نے پانی پلا کر کنوئیں کے منہ پر پتھر رکھ دیا اور لڑکیوں کیطرف متوجہ نہ ہوئے حضرت موسیٰ کو انپر رحم آیا پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے کہا کہ ہم شعیب ؑ پیغمبر کی بیٹیاں ہیں اور باپ ہمارا ضعیف اور نابینا ہے ان لوگوں کی بکریوں کے پینے سے جو پانی بچتا ہے سو ہم پلا کر چلے جاتے ہیں حضرت موسیٰ نے تنہا اس پتھر کو کہ بہت گراں اور سرپوش کنوئیں کا تھا دور کیا اور ڈول کہ چالیس جوان بہ تکلف کھینچتے تھے اکیلے کھینچ کر ان کی بکریوں کو سیراب کر کے رخصت کیا جب صاحبزادیوں نے حضرت شعیب ؑ سے موسیٰ کی قوت اور فتوت کا احوال بیان کیا حضرت شعیب ؑ نے انکی ملاقات کے مشتاق ہو کر ایک صاحبزادی کو واسطے بلانے کے بھیجا جب حضرت موسیٰ تشریف لے گئے تب حضرت شعیب ؑ نے نہایت تعظیم کی اور احوال پوچھا بعد دریافت حال کے نہایت دلجمعی کی اور اس ظالم کے پنجے سے نجات پانے کی خوشخبری دی اور سفرۂ ضیافت ان کے آگے کھینچا حضرت شعیب نے جو نشانیاں دولت و اقبال کی حضرت موسیٰ کی پیشانی سے معلوم کیں اپنی دختر نیک اختر ان کے نکاح میں مقرر کر کے آٹھ برس تک خدمت شبانی کی انکے ذمہ بعوض مہر کے مقرر کر کے فرمایا کہ اگر دس برس پورے کرو گے تو تمہاری طرف سے احسان ہے حضرت موسیٰ ؑ نے بخوبی تمام قبول کیا حضرت شعیب ؑ نے فرمایا کہ گھر میں جاؤ اور ایک لاٹھی ان لاٹھیوں میں سے جو پیغمبروں سے ہمکو میراث میں ملی ہیں لے آؤ جب حضرت موسیٰ گھر میں گئے تو اندھیرے میں لاٹھی آدم علیہ السلام کی جو بہشت سے لائے تھے خود بخود حضرت موسیٰ ؑ کے ہاتھ میں آئی جب حضرت شعیب ؑ نے بسبب ضعف بصارت کے اس کو ہاتھ سے چھوا تو فرمایا دوسری لاٹھی لاؤ غرض سات بار گئے اور ہر بار وہی لاٹھی ہاتھ میں آئی حضرت شعیب ؑ نے جانا کہ یہ شخص خلعت نبوت سے اور شرافت رسالت سے مشرف ہو گا فرمایا اس لاٹھی سے غافل مت ہو جیو بڑے کام آوے گی جب حضرت موسیٰ ؑ نے آٹھ برس تک بموجب شرط کے خدمت کی اور دو

برس زیادہ اپنی طرف سے خدمت میں حاضر رہے بعد اسکے رخصت چاہی حضرت شعیبؑ نے انکو اور بی بی صفورا
کو جو انکا قبیلہ تھا رخصت دی جب حضرت موسیٰ مع اہل و عیال اور اپنی بکریوں کے روانہ ہوئے اور پانچ
منزلیں طے کیں چھٹے روز وادی سینا میں پہونچے اور ایک ابر سیاہ اور نہایت سردی ظاہر ہوئی بضرورت
وہاں مقام کیا اور سردی کی شدت سبب ہر چند چقماق جھاڑی آگ نہ نکلی بعد ایک لحظے کے جو جنگل کیطرف
نگاہ کی تو طور سینا کی طرف سے روشنی نظر آئی لاٹھی ہاتھ میں لیکر آگ لینے کو روانہ ہوئے اور اپنی اہل
سے کہا کہ تم ٹھہرو شاید میں تمہارے واسطے آگ لاؤں یا آگ کے پاس کسی راہبر کو پاؤں کہتے ہیں کہ
وہ آگ حضرت موسیٰ کی فرودگاہ سے بارہ فرسنگ تھی جب حضرت موسیٰ اپنی قوت روحانی اور کمال
نفسانی سے جلد اسکے نزدیک پہونچے دیکھتے کیا ہیں کہ آتش شفاف بے دود سبز درختوں کی شاخوں سے
نکل کر شاخوں کی طرف بلند ہوتی ہے اور لحظہ بہ لحظہ آگ کی روشنی اور درخت کی سبزی اور تازگی زیادہ
ہوتی جاتی ہے حضرت موسیٰ حیران کھڑے دیکھتے ہیں اور اس فکر میں ہیں کہ میں کسطرح سے تھوڑی سی
آگ لوں آخر کئی لکڑیاں سوکھی پیدا کر کے انکو باندھا جب درخت کے پاس لکڑیاں سلگانے کو متوجہ
ہوئے پھر آگ اوپر چلی گئی اسیطرح کئی بار معاملہ ہوا نہایت متفکر ہوئے اسی عرصے میں ایک آواز ایسی
سنی کہ کبھی نہ سنی تھی کوئی کہتا ہے اے موسیٰ حضرت کلیمؑ نے جواب دیا لبیک لبیک ہر چند ادھر ادھر
دیکھا کوئی نظر نہ آیا جب تین بار آواز سنی تب فرمایا کہ اے منادی احسان تو کون ہے جو آواز تیری سنتا
ہوں اور تجھ کو نہیں دیکھتا ہوں اُس میں ایک ندا سُنی اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ وَاَنَا رَبُّکَ یَامُوْسٰی
حضرت موسیٰؑ سجدے میں گرے اور عرض کی کہ خداوند یہ کلام تیرا ہے یا تیرے رسول کا خطاب ہوا یہ کلام
میرا ہے اور یہ نور میرا ہے اور میں پروردگار عالم ہوں اے موسیٰ آگے آ اس بات کے سننے سے خوف
اور بیم حضرت کلیمؑ کے مزاج پر غالب ہوا اور سب اعضا کانپنے لگے اور زبان بے حرکت ہوئی اور مرغ
ہوش آشیانہ دماغ سے پرواز کی بہزار حیلہ لاٹھی ہاتھ میں لیکر کھڑے ہوئے اور ایک فرشتے نے بموجب
حکم الٰہی موسیٰؑ کی مدد کر کے درخت تک پہنچایا جب نزدیک درخت کے ارادہ کیا تو حکم ہوا اِنِّیٓ اَنَا
رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ ج اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ۵ یعنی میں تیرا رب ہوں اپنی جوتیاں نکال
تحقیق تو وادی مقدس میں ہے جس کا نام طوی ہے حضرت موسیٰؑ پر عنایت الٰہی ہوئی اور خلعت
نبوت کا پہنایا اور علم معرفت کے نور سے اُن کے دل کو آراستہ کیا فرمایا وَاَنَا اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ
بِمَا یُوْحٰی ۵ یعنی اور میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا پس سُن تو جو وحی کیجاوے فائدہ جب اللہ تعالیٰ
نے چاہا کہ حضرت موسیٰ کو واسطے رسالت کے فرعون کے پاس بھیجے پہلے معجزات روشن اور کرامتیں عنایت
کیں جو طبیعت کو عادت ہو جاوے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا ہے تیرے ہاتھ میں اے موسیٰ عرض کی کہ میری
لاٹھی ہے اسپر تکیہ کرتا ہوں اور واسطے بکریوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے تئیں اسمیں بہت
حاجتیں ہیں حق تعالیٰ نے کہا لاٹھی پھینک دے جب اسکو ہاتھ سے پھینکا تو وہ لاٹھی ایک اژدہا
نہایت مہیب صورت بن کر ہر طرف حرکت کرنے لگا حضرت موسیٰ خوف سے بھاگے تب خطاب ہوا
پکڑ لے اسکو اور مت ڈر اس خطاب کے سُنتے ہی حضرت موسیٰ کا دل قوی ہوا اور اسکو پکڑ لیا وہ

بدستور پھر لاٹھی ہوگئی بعد اسکے معجزہ دوسرا واسطے تسکین خاطر کے عنایت کیا اور فرمایا کہ اپنا ہاتھ جیب میں ڈالکر نکالو جب ہاتھ ڈالکر نکالا روشنی اس کی آفتاب کے نور پر غالب ہوئی جب حضرت موسیٰؑ کو ان معجزوں کے دیکھنے سے اطمینان خاطر ہوا تب حکم صادر ہوا کہ اب تم کو ہم اپنی رسالت سے مشرف کیا فرعون کے پاس جاؤ وہ گمراہ ہے حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ میری زبان میں لکنت ہے اور میرا بھائی ہارون مجھسے فصیح اللسان ہے اسکو میرے ساتھ شریک کر اور میرا وزیر بنا اور گرہ میری زبان کی کھول دے حکم ہوا کہ عرض تیری قبول ہوئی اور ہارون کو بھی ہم نے شرافت رسالت عنایت کی اور تیرا شریک اور مددگار پھر حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ میں نے اُن کا ایک آدمی قتل کیا ہے میں ڈرتا ہوں کہ اس کے عوض میں مجھ کو قتل کریں گے ندا ہوئی کہ تجھ کو ہم نے اپنا رسول بنایا اور برگزیدہ کیا خاطر جمع رکھ کہ فرعون اور اس کے لوگ تجھ پر ظفر یاب نہ ہونگے اپنے دل کو مضبوط رکھ حجت قوی تجھ کو عنایت ہوگی پھر حکم ہوا کہ تم دونوں بھائی جاؤ اور رسالت کا کام بجالاؤ اور ساتھ کلام نرم گفتگو سے ملائم کے نصیحت کرو اور کہو کہ ہاتھ بنی اسرائیل کے ظلم سے کوتاہ کرو اور ظلم کی راہ مت چلو اور دین مستقیم اختیار کرو حضرت موسیٰ بالا بالا مصر کو روانہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے اہل وعیال کو مع مال واسباب بحرمت تمام اُنکے پاس پہونچایا۔

## بیان حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کے مصر میں پہونچنے کا اور بشرکت حضرت ہارون علیہ السلام کے فرعون کے پاس جانے کا

نقل ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام مصر کے نزدیک پہونچے تب اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارونؑ علیہ السلام پر وحی نازل کی اور بھائی کے حال سے مفصل خبر دی اور استقبال کا حکم دیا اسی روز حضرت ہارون شہر سے باہر گئے اور موسیٰؑ کو ساتھ لیکر فرعون کے دربار میں گئے اور چند روز مقام کیا کسی کو مقدور کیا اور جرأت نہ تھی کہ احوال اُن کا فرعون کے حضور میں ظاہر کرے آخر ایک شخص جو فرعون کا مسخرہ تھا اس نے اُن سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا جگہ ہے اور تم یہاں کسواسطے آئے ہو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا یہ محل فرعون کا ہے اور سب ہم مخلوق اور بندے خداوند زمین وآسمان کے ہیں اور ہم کو خدا نے بطریق رسالت کے فرعون کے پاس بھیجا ہے اس مسخرے نے فرعون کے پاس جاکر عرض کی کہ آج میں ایک سخن عجیب لایا ہوں کہ اُس کی ہیبت سے شیروں کا جگر پھٹتا ہے جرأت عرض کرنے کی نہیں رکھتا ہوں فرعون نے کہا وہ کیا ہے وہ بولا کہ دو شخص تمھارے محل کے دروازے پر بیٹھے ہیں کہ ان کی ہیبت سے شیروں کا پتہ پانی ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ تمھارے سوائے دوسرا خدا ہے کہ پیدا کرنے والا زمین وآسمان کا اور پروردگار عالم وہ ہے فرعون بہت غصے ہوا اور دونوں کو حضور میں طلب کیا دیکھا کہ ایک شخص پشمینہ پوش ہے اور عصا ہاتھ میں اور نعلین پاؤں میں غریب صورت ہے دیکھتے ہی پہچانا اور پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے فرمایا موسیٰ ابن عمران فرعون نے کہا مناسب تیرے حال کے تو یہ ہے کہ تو کہے میں بندہ ہوں بندگان فرعون سے اور پرورش یافتہ ہوں

اسکی نعمت کا اے موسیٰؑ تو وہی ہے کہ میں نے تجھے پالا پرورش کیا اور تو نے کفران نعمت کیا اور علاوہ اسکے ایک ایسا کام کرکے بھاگا کہ تو ہی خوب جانتا ہے اب یہ منصب اعلیٰ تو نے کہاں سے پایا کہ مجھے نصیحت کرنے آیا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک گھونسا نادیدہ مارا تھا یہ معلوم نہ تھا کہ وہ مرجاویگا اور اسطرح کے مارنے سے تو قصاص لازم نہیں آتا اور تو بہ سبب عداوت اصلی کے اپنی ہمت کو میرے قتل پر مصروف رکھتا تھا اور مجھ کو تیرے مقابلے کی تاب نہ تھی اسواسطے بھاگ گیا اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنا رسول کرکے تیری دعوت کے واسطے بھیجا ہے اور میرے بھائی ہارون کو نبوت میں میرا شریک کیا ہے اور عجب ہے کہ تو نے ایک کافر کے مارنے سے مجھ کو سرزنش کرتا ہے اور چارسو برس سے بنی اسرائیل کے فرزندوں کو قتل کرتا ہے اور انواع و اقسام کے ظلم اُن پر روا رکھتا ہے اب مناسب یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت کا اور میری نبوت کا اقرار کر اور بنی اسرائیل کو میرے سپرد کر جب مباحثہ اور مناظرہ حضرت موسیٰ کا فرعون سے بہت ہوا اور مجمع عظیم ہوا اور فرعون نے کہا کہ اگر تو سوائے میرے دوسرے کی عبادت کریگا تو میں تجھ کو قید کروں گا اور مار ڈالوں گا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ تجھ کو مجھ پر دسترس نہ ہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے تئیں حجت ظاہر اور دلیل قاہر عنایت کی فرعون نے کہا کہ اگر تو سچا ہے تو بتا[عہ] حضرت موسیٰ نے عصا کو پھینکا فی الفور اژدہائے عظیم بن گیا اور آنکھیں مانند مشعل کے روشن ہوئیں اور منہ سے شعلے نکلنے لگے اور دانتوں کے پیسنے کی آواز مہیب لوگوں کے کانوں میں پہنچی اور مانند شیر مست کے غرانے لگا اور جس چیز پر گزرتا تھا اسکے ٹکڑے کرتا تھا اور جس چیز پر اسکا دم پہونچتا تھا جل جاتی تھی فرعون مارے ہیبت کے تخت سے گر پڑا اور تخت کا پایہ پکڑ کے فریاد کرنے لگا کہ اگر تو اس بلا کو دفع کریگا تو میں تیری نبوت کو قبول کروں گا اور بنی اسرائیل پر تعدی نہ کروں گا جب حضرت موسیٰؑ نے اس اژدہے کے منہ میں ہاتھ ڈالا تو بدستور سابق لاٹھی ہوگئی پھر حضرت موسیٰؑ نے ہاتھ جیب میں ڈالکر نکالا اسکی روشنی سے سب کی آنکھیں خیرہ ہوئیں کوئی تاب ید بیضا دیکھنے کی نہ لاسکا اسواسطے کہ شعاع اس کی آفتاب پر فوق رکھتی تھی سب نے امان چاہی حضرت موسیٰ نے پھر جیب میں ہاتھ ڈالا جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا فرعون نے کہا کہ آج تم اپنے گھر جاؤ ہم تمہارے مقدمے تجویز کریں گے نقل ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ اگر میں تمہاری دعوت کو قبول کروں تو میرے تئیں کیا جزا ملے گی حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اگر تو ایک چیز بجا لائے تو میں اسکے عوض میں چار چیزیں تجھ کو دوں گا فرعون نے کہا تمہاری خواہش کیا ہے فرمایا مطلب میرا یہ ہے کہ عبادت کر اس خدا کی کہ سوائے اسکے دوسرا خدا نہیں ہے۔ پھر پوچھا کہ وہ چار چیزیں کونسی ہیں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں دعا کروں گا کہ حق تعالیٰ تیرے تئیں جوانی بخشے گا کہ کبھی بوڑھا نہ ہوگا دوسرے ہمیشہ بادشاہی بخشے گا کہ کوئی تیرے ہاتھ سے نہ لے سکے گا تیسرے تندرست رہے گا کہ کبھی بیمار نہ ہوگا۔ چوتھے آخرت میں بہشت دائما تیرے نصیب ہوگی۔ فرعون نے کہا بعضے عقلا سے مصلحت کرکے جواب دوں گا اول تو بی بی آسیہ سے کہا انھوں نے جواب دیا کہ ایسی نعمتوں کو کوئی عاقل ہاتھ سے نہیں دیتا ہے بے توقف ایمان لاؤ پھر باہر نکل کر ہامان بےسروسامان سے پوچھا وہ بولا عجب بات ہے کہ اب تک مسند عزت الوہیت پر بیٹھا تھا اب

[عہ] یعنی اپنی نبوت کی تصدیق پر کوئی معجزہ دکھا ۱۲

عبودیت اور ذلت اختیار کرتا ہے اب تک لوگ تیری عبادت کرتے ہیں اور اب تو اوروں کی عبادت
کریگا فرعون نے ہامان کے اضلال سے موسیٰ کی فرمانبرداری سے انکار کیا اور ارکان دولت کو بلاکر
کہا یہ شخص اپنے جادو سے ہمارا ملک لینا اور ہمکو نکالنا چاہتا ہے تمہاری کیا صلاح ہے سب نے
کہا بڑے بڑے جادوگروں کو بلاؤ اور موسیٰ سے مقابلہ کرو اور جب وہ غالب ہو جاویں گے تو حق اور
باطل ظاہر ہو جاویگا فرعون نے حکم دیا تمام اپنے ملک کے جادوگر حاضر کرو چنانچہ تھوڑے عرصے میں بہتر
ہزار جادوگر فرعون کے دربار میں حاضر ہوئے فرعون نے ان کو نوازش خسروانہ سے امیدوار کیا اور حکم
فرمایا کہ عید کے دن صحرائے عیدگاہ میں سب حاضر ہوں اسقدر خلقت جمع ہوئی کہ ان کے انبوہ سے
صحرا اور کوہ آدمیوں سے بھر گیا جادوگروں نے اس عرصے میں ستر ہزار لاٹھیاں اور رسیاں بصورت
سانپوں کے شعبدے کی بنائیں اور اس میدان میں رکھیں اور حضرت موسیٰ کے آنے کے منتظر بیٹھے
ناگاہ حضرت کلیم اور ہارون رسول کریم تشریف لائے اول حضرت موسیٰ نے ان ساحروں کو نصیحت
کی ساحروں نے حسن مقال اور کیفیت واحوال حضرت موسیٰ کا ستا متردد و حیران ہوئے کہ یہ صورت
باسعادت اور شکل بادولت تو مانند جادوگروں کے نہیں ہے بہرحال بولے اے موسیٰ اگر تو ہم پر غالب
ہوگا تو ہم تیری متابعت کریں گے لیکن بعزت فرعون امید ایسی ہے کہ ہم غالب ہووینگے ۔ پھر
موسیٰ نے کہا کہ تم پہلے اپنا جادو ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں حضرت نے کمال بے پروائی سے فرمایا کہ تم ہی
ڈالو جب انھوں نے اپنے شعبدوں کو ڈالا آفتاب کی گرمی سے وہ مورتیں جو مجوف کرکے پارے سے
بھری تھیں حرکت کرنے لگیں لوگ ان کو سچ مچ زندہ سمجھ کر ڈرنے لگے جب حضرت موسیٰ نے بحکم ملک
علام اپنے عصا کو پھینکا اژدہا عظیم بن گیا اور کف منہ سے نکلنے لگا اور ان ستر ہزار شعبدوں کو ایسا نگل
گیا کہ ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا اور مانند رعد کے گرجتا تھا اور بعد اس کے منہ پھیلا کر فرعون کے
قبے کیطرف متوجہ ہوا۔ فرعون اس کی ہیبت سے بھاگا اور خلقت ایک دوسرے پر گرنے لگی اس صدمے
سے پچیس ہزار آدمی پامال ہو کر عدم کو چلے گئے اور قیامت کا شور اس صحرا میں برپا ہوا جب موسیٰ نے اس
اژدہے پر ہاتھ ڈالا بدستور عصا ہو گیا جب صدق موسیٰ اور ہارون کا جادوگروں پر روشن ہوا بے توقف
سجدے میں گرے اور مسلمان ہو گئے جب فرعون ان کے اسلام سے خبردار ہوا تب انکو بلا کر بہت
ڈرایا اور کہا کہ اگر اس دین سے بیزار نہ ہوگے تو سب کا ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹ کر
سولی پر چڑھاؤں گا لیکن تصدق ایمانی ان صادق لوگوں کے دلوں میں ایسی جم گئی تھی کہ اپنا مرنا
قبول کیا دین سے نہ پھرے اور بی بی آسیہ نے بھی اپنا ایمان ظاہر کیا اور دلائل نبوت حضرت کے بیان
کئے فرعون کے دل میں تو بسبب تربیت حضرت موسیٰ کے ان کی طرف سے دل میں کینہ تھا ہی اس مظلومہ
بے گناہ کو بھی نہایت عذاب سے شہید کیا اور بعد اس کے بنی اسرائیل پر بہت اذیت اور سختی شروع کی
انھوں نے حضرت موسیٰ سے عرض کی کہ تمہارے تشریف لانے سے پہلے اپنے باپ دادوں سے آپ کی
نبوت کی خوشخبری سنی تھی کہ بعد نبوت کے ہم نجات پاویں گے اسواسطے فرعون کی اذیت اٹھانے میں صبر 5
کرتے تھے اور آپ کی امید پر جیتے تھے اب جو تم تشریف لائے تب بھی ہمارا دکھ نہ مٹا بلکہ تمہارے سبب سے

بہ نسبت سابق کے زیادہ عذاب ہونے لگا اب ہم کو طاقت و تحمل نہیں اگر حکم ہو تو اس ملک سے ہجرت کر جائیں یا لڑیں حضرت موسیٰؑ نے اُن کو دلاسا دے کر فرمایا کہ عنقریب تمہارے دشمن ہلاک ہوویں گے اور خدا تم کو اس زمین کا مالک بنا دے گا جب حضرت موسیٰؑ قوم فرعون کی متابعت سے نا امید ہوئے تب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اُن پر پے در پے بلائیں نازل کیں اور دو تین سال تک قحط پڑا بعد اس کے طوفان ظاہر ہوا بعضے علماء کہتے ہیں طوفان پانی کا تھا اور بعضے فرماتے ہیں کہ طاعون تھا کہ سات روز کے عرصے میں ستر ہزار قبطی ہلاک ہوئے پھر سات روز تک لشکر ملخ کا اُن کے کھیتوں پر مسلط ہوا کہ میوہ کھیت اور پوست درخت کے سب کھا گئے اور تمام اسباب زندگانی کا نابود کر دیا ہر بار جب آفت نازل ہوتی تو توبہ کرتے جب حضرت موسیٰؑ کی دُعا سے دفع ہوتی تو پھر کفر کی راہ پر قائم ہو جاتے بعد اس کے قمل کی بلا میں پھنسے یعنی اس کے بچے اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ تمام مکان اور فرش اور باسن طعام [کھانے کا ۱۲] اور لباس میں اور آنکھوں میں اور منہ میں اور سب جگہ میں محیط تھے اس مصیبت کے دفع کرنے کے بعد سرکشی زیادہ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل کا پانی قبطیوں پر خون کر دیا۔ چنانچہ ایک پیالے میں بنی اسرائیل جو پیتا تھا تو آب صاف تھا اور قبطی کی طرف خون ناب تھا نقل ہے ایک قبطن ایک بنی اسرائیل کی عورت سے بمنت بولی کہ اے بہن میں پیاس سے مرتی ہوں تو اپنے منہ میں کلی لے کر میرے منہ میں ڈال دے جب پڑوسن نے کلی اس کے منہ میں ڈالی فی الفور خون خالص ہو گیا نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِہٖ بعد اس بلا کے دفع ہونے کے پھر سرکشی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے مینڈکوں کا لشکر دریائے نیل سے بھیجا کہ فرش اور کپڑے اور کچا پکا کھانا اور لباس خواب گاہ میں سب مینڈک ہی مینڈک ہو گئے غرضکہ یہ سب آفتیں دیکھتے تھے اور ایمان نہ لاتے تھے بلکہ زیادہ ایذا پر مستعد ہوتے تھے تب وحی الٰہی حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تم اپنی تمام قوم کو مصر سے باہر لے جاؤ اور دریائے نیل پر مقام کرو۔

## بیان حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کا اور فرعون کے غارت ہونے کا

جب بنی اسرائیل نے واسطے تیاری اسباب سفر کے مشغول ہو کے اکثر زیور قبطیوں کا شادی کے حیلہ سے عاریۃً مانگا مال کثیر بے مشقت ان کے ہاتھ لگا اور آدھی رات کے وقت مصر سے باہر تمام مال و اسباب اور اہل و عیال ہمراہ لیا اور ایک منزل پر مقام کیا صبح کو قبطی خواب سے اٹھے تو ایک بنی اسرائیل کا اثر نہ پایا اور اپنے مال کے ضائع ہونے سے دیوانوں کی طرح شور و غل مچانے لگے اور واویلا کرنے لگے اور صورت حال فرعون سے جا کر عرض کی فرعون نے تمام لشکر کو جمع کرنے کا حکم دیا چاہا کہ اسی روز تعاقب بنی اسرائیل کا کرے لیکن اس روز قدرت خدا سے سب قبطیوں کے گھر ایک ایک لڑکی

باکرہ برگ مفاجات مرگئی اسواسطے توقف ہوا دوسرے دن دسویں تاریخ محرم کی فرعون لشکر جرار لیکر حضرت موسیٰؑ کے پیچھے روانہ ہوا اور چھ ساعت دن چڑھے مقدمہ لشکر فرعون کا لشکر موسیٰؑ کے نزدیک پہونچا بنی اسرائیل نے نہایت بیقراری سے عرض کی کہ یا نبی اللہ دشمن آپہونچا ہم بے تنگ گرفتار ہونگے اسواسطے کہ پیچھے سے تو آتش شمشیر ہے اور آگے دریائے مواج حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نصرت کا وعدہ دیا ہے وعدہ اس کا سچا ہے تم غمگین مت ہو عنقریب کشایش ہوگی اسی حال میں جبرئیل وحی لے کر نازل ہوئے ع اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ یعنی مار تو اپنی لاٹھی سے دریا کو حضرت موسیٰ نے حق تعالیٰ سے دعا مانگی اور بعد اسکے عصا سے دریا کو مارا اس قادر ذوالجلال کے حکم سے فی الفور دریا ٹھہر گیا اور بارہ کوچے بشمار اسباط بنی اسرائیل کے بن گئے بارہ طاقتوں کے درمیان ہوا کے قائم ہوا نسیم عنایت چلنے لگی آفتاب لطف نے دریا کے قعر کو فی الفور سکھا دیا بنی اسرائیل کے ہر ایک سبط ایک ایک کوچہ سے بیٹھے اور بسبب لطافت پانی کے نہایت صفائی سے ہر ایک سبط دوسرے سبط کے حال کو دیکھتے باتیں کرتے جاتے تھے حضرت موسیٰ کنارہ دریا پر اتنا کھڑے رہے کہ تمام کبیر وصغیر دریا کے اندر آپہونچے بعد ان کے حضرت موسیٰ بھی روانہ ہوئے اور بقدر چار ساعت نجومی کے اس بحر حائل سے ساحل نجات پر پہونچے فرعون جب وہاں پہونچا دریا کو اس حالت میں دیکھ کر مارے ہیبت کے کانپنے لگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے معجزہ موسیٰ کا دیکھ کر فکر کے دریا میں ڈوبا اور چاہا کہ مصر کو پھر جاؤں یا متابعت موسیٰ کی کروں ہامان سے جب مشورت کی تو اس ملعون نے اس کو اس نیت سے باز رکھ کر کہا کہ اتنی مدت بادشاہی کی اور مرتبہ خدائی کو پہونچا اب شرم نہیں آتی کہ بنی اسرائیل جو اپنے جادو سے دریا کے پار گئے ہیں ان کا دین قبول کرے یا مصر کو پھر جائے اور تیرے تئیں یہ عار لاحق ہو یہ دریا تو تیری ہی ہیبت سے ایسا قائم ہو رہا ہے جلد اپنے تئیں بنی اسرائیل تک پہونچا اور اپنا بدلہ لیکر فرعون بے عون ہامان کے لغویات اور ہذیان سن کر راہ راست سے بیراہ ہوا اور گھوڑا دریا میں ڈالا تمام لشکر اس کی متابعت سے دریا میں بیٹھا جب غریب و امیر صغیر وکبیر دریا میں داخل ہوئے اور مقدمہ لشکر قبطیوں کا کنارے کے قریب پہونچا تب خدا کے حکم سے اجزا پانی کے ملنے لگے اور دریا جیسا تھا متصل ہو گیا اور سب کو ایک بارگی ہلاک کر کے پانی کی راہ سے آگ میں پہونچایا نعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسول اللہ جب بنی اسرائیل نے مخلصی پائی اور قبطی بعد غرق کے پانی کے منہ پر آئے بنی اسرائیل نے اپنے دشمنوں کو اس حال میں دیکھ کر شکر خدا کا کیا اور حضرت موسیٰؑ کی نبوت کے زیادہ معتقد ہوئے بعد اس کے دوڑ کر قبطیوں کی لاشوں سے لاکھوں روپے کا لباس اور زیور اتارا حضرت موسیٰؑ نے ہر چند منع کیا کہ اس مال پر جو نکلنے کی شب مانگ کر لائے تھے قناعت کرو وہ ہرگز باز نہ آئے اس نافرمانی کی نحوست سے آخر گوسالہ پرستی کی بلا میں گرفتار ہوئے چنانچہ تفصیل اس کی معلوم ہوگی پھر حضرت موسیٰؑ نے یوشعؑ بن نون کو چوبیس ہزار آدمیوں سے مصر کو بھیجا انہوں نے جاکر تمام خزانے اور اموال ان کے جو اٹھانے کے لائق تھے جمع کر کے حضرت موسیٰؑ کے حضور میں بھیجے اور باغ واملاک ضبط کئے اور ایک شخص کو قبطیوں میں اُن کی باقی جماعت پر حاکم بنا کر حضور میں پھر گئے۔

# ذکر حضرت موسیٰؑ کے کوہ طور پر جانے کا اور توریت لانیکا اور سامری کے گوسالہ بنانے کا

بنی اسرائیل نے کئی بار حضرت موسیٰؑ سے عرض کی تھی کہ ہمارے تئیں علاحدہ شریعت چاہیئے جو اس کے موافق عمل کریں اور رضا الٰہی کی حاصل کریں حضرت موسیٰؑ نے جناب الٰہی میں مناجات کی حکم ہوا کہ کوہ طور پر آؤ اور تیس روزے رکھو جب تمہاری خواہش میسر ہو گی اور مقصود حاصل ہوگا حضرت موسیٰؑ نے قوم کو نصیحت کی اور حضرت ہارونؑ کو خلیفہ کیا کہ میرے آنے تک تم اپنی عبادت میں مشغول رہو میں امیدوار ہوں کہ خدا نئی شریعت عنایت کریگا بعد اس کے موسیٰؑ قوم سے جدا ہو کر ستر آدمی روسائے بنی اسرائیل کے ہمراہ لے گئے اور کوہ طور میں معتکف ہوئے اور ایک مہینے تک روزے رکھے پھر حضرت جبرئیل نے نازل ہو کر حکم دیا کہ دس روزے اور رکھو جب وعدہ سے زیادہ دن گزرے بنی اسرائیل مضطرب اور آپس میں تجویز کرنے لگے سامری نے کہا کہ حضرت موسیٰؑ تم سے رنجیدہ ہو کر گئے ہیں تم ان کے حکم سے برخلاف قبطیوں کی لاشوں پر سے مال اتار کر متصرف ہوئے اور ان کے منع کرنے سے باز نہ آئے اسواسطے کنارہ کیا کہ تمہاری بے فرمانی کی سامت سے عذاب نازل نہوا اگر مال سے دست بردار ہو تو شاید تم سے خوش ہوں انھوں نے جو مال لائق جلانے کے تھا سو جلایا اور جو گلانے کا تھا سو سامری کے حوالے کیا وہ زرگری کے ہنر سے واقف تھا سامری نے تمام سونا چاندی گلا کر ایک گوسالہ یعنے گائے کا بچہ ڈھال کر بنایا اور حضرت جبرئیلؑ کے گھوڑے کے قدم کی خاک جو فرعون کے ڈوبتے وقت اس نے لی تھی وہ گوسالہ کے پیٹ میں ڈالی اسی وقت وہ گوسالہ آواز کرنے لگا سامری نے کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰؑ کا خدا ہے اس کی عبادت کرو اور اس سے حاجت مانگو یہ موسیٰؑ کو اور تمہارے سرداروں کو پیدا کردے گا وہ بیوقوف اس کی بات پر دھوکا کھا کر گوسالہ لگنے پوجنے اور سجدہ کرنے مگر بارہ ہزار آدمی اس حرکت بد سے ان کو منع کرتے تھے اور ملامت کرتے تھے اور حضرت ہارون نے ہرچند نصیحت کی مفید نہ پڑی اور حضرت موسیٰؑ کو اس بات سے خبر نہ تھی جب چالیس دن پورے ہوئے تو ایک ابر تاریک پیدا ہوا اور حضرت موسیٰؑ نظر سے غائب ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے کلام سے مشرف کیا اور دس تختے توریت کے عنایت کئے جب حجاب اٹھ گیا تو قوم نے کہا ہمنے یہ مشقت اس واسطے کی تھی ہم بھی کلام الٰہی سنیں اور سب قوم کے روبرو گواہی دیں پھر حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اور اسی وقت ایک بادل رقیق پیدا ہوا اور حضرت موسیٰؑ کو مع ستر آدمیوں کے چھپایا اور ان سب نے کلام الٰہی سنا جب پردہ اٹھا تو آپس میں جھگڑنے لگے کہ ہم فقط کلام سننے سے ایمان نہ لائیں گے جب تک کلام کرنے والے کو نہ دیکھیں گے حضرت ان کی بدگمانی اور بداعتقادی سے متعجب اور حیران ہوئے اس وقت ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور زلزلہ شروع ہوا اور بجلی کڑکنے لگی سب طالبان دیدار فی الفور ہلاک ہو گئے حضرت موسیٰؑ نے دعا مانگی خداوند تو ہی گمراہ کرنے والا ہے اور تو ہی ہدایت دینے والا ہے اگر تو

نے انکو طمع کلام سننے کی نہ دی ہوتی تو وہ جرأت دیدار کی نہ کرتے اور جانتا تو اس سے آگے مجھ کو اور ان سب کو ہلاک کر دیتا اور اب اگر میں تنہا قوم میں جاؤں گا اُن کے خون کی تہمت مجھ پر کریں گے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول کر کے ان کو پھر زندہ کیا سب نے اپنے گناہوں سے استغفار کیا اور موسیٰؑ کی نبوت پر تصدیق کی وہاں سے رخصت ہو کر جو قوم میں پہنچے تو یہاں عجب تماشا دیکھا کہ گوسالے کے آگے ڈھول بجتا ہے اور لوگ ناچتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں حضرت موسیٰؑ پر جو غصے نے غلبہ کیا تو لوحیں توریت کی ڈالدیں اور بھائی پر عتاب کیا اور انکی ڈاڑھی اور سر کے بال کھینچے انہوں نے عذر کیا کہ بھائی مجھ پر جگ ہنسائی مت کرو اور میری ڈاڑھی اور سر کے بال نہ کھینچو میں نے ان کی نصیحت میں قصور نہ کیا انہوں نے مجھ کو ضعیف سمجھ کر میری نصیحت نہ مانی اور قریب تھا کہ مجھ کو مار ڈالیں جب حضرت موسیٰؑ کا غصہ تھما تو لوحیں توریت کی اٹھالیں اور گوسالہ پرستوں سے کہا کہ خدا نے مجھ کو کتاب عنایت کی اور اپنا عہد پورا کیا اور برخلاف حکم خدا اور حکم نبی تم عمل میں لائے سب نے کہا ہم کو سامری نے گمراہ کیا جب سامری سے پوچھا تو وہ بولا کہ میرا نفس امّارہ مجھ کو اس بات پر لایا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں تجھ کو جان سے نہیں مارتا لیکن جب تک تو اس جہان میں زندہ رہے خدا کرے تیری کسی سے آشنائی نہ ہو اور کوئی بندہ تیرے ساتھ مصاحبت نہ کرے اور عاقبت میں تجھ کو خدا عذاب جہنم نصیب کرے پھر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے عفو قصور چاہا حکم الٰہی ہوا کہ توبہ تمہاری یہ ہے کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے سب دوزانوں بیٹھ جائیں اور جنہوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی ہے وہ ان کو قتل کریں اس حکم کو سن کر سب بیقرار ہوئے اور بہت لوگ منکر ہوئے کہ ہم نے تو پرستش گوسالہ کی نہیں کی ہم کا ہے کو اپنے تئیں قتل کریں حکم ہوا اس گوسالے کو برادہ کر کے اس کی خاک بنا کر دریا میں پھینکو اور تم سب لوگ پانی اس دریا کا پیو سب نے پانی پیا جنھوں نے گوسالہ نہیں پوجا تھا ان پر کچھ علامت ظاہر نہیں ہوئی اور گوسالہ پوجنے والوں کی زبان پر زریں نقطے پیدا ہو گئے اور رنگ سب کا زرد ہو گیا جب ان سب نے کفن پہنے اور وصیتیں کیں اور قتل گاہ کو روانہ ہوئے عجب اسوقت کا عالم تھا کہ ایک جہان درہم برہم تھا نالہ شور گریہ وزاری بنی اسرائیل میں شروع ہوئی اور ایک ابر سیاہ پیدا ہوا کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھیں اور باپ بیٹے اور بیٹا باپ پر رحم نہ کرے جب قتل عام ہوا اور ہزاروں آدمی کا تیغ سے انتقام ہوا تب حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ نے جناب الٰہی میں عاجزی کی پھر توبہ قبول ہوئی اور قتل سے امان پائی۔

## احوال قارون کے خسف ہونے کا

کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰؑ کے چچا کا بیٹا تھا اور ایسا حسین تھا کہ لوگ اسکو منور کہتے تھے اس نے حضرت موسیٰؑ سے عجیب عجیب علوم سیکھے تھے اس میں سے ایک علم کیمیا بھی تھا جب یہ علم اس کو ملا تو کثرت اس کے مال کی اس درجہ کو پہونچی کہ چالیس خچر اسکے خزانے کے صندوق کی کنجیاں کھینچتے تھے جب

حضرت موسیٰؑ نے اسکو زکوٰۃ کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہزار دینار سے ایک دینار زکوٰۃ دیا کر یہ بھی اسپر شاق گزرا اور
موسیٰؑ کی فرمانبرداری سے نکل کر طریقہ سرکشی کا شروع کیا اور سواری کے وقت ہزار جوان بلباس عمدہ اور
جواہرات سے مرصع اور تین سو لونڈیاں ماہرو عنبر مو سا تھ لباس قیمتی اور خلخال اور تاج مرصع کے ہمرکاب
چلتی تھیں اور لوگ اسکا تجمل دیکھ کر کہتے تھے اے کاش کہ وہ ہمارے تئیں ملتا جو قارون کو ملا ہے
جب حضرت موسیٰؑ نے واسطے ادائے زکوٰۃ کے تاکید کی تب اس نے بنی اسرائیل کے جاہلوں کو جمع کر کے
کہا کہ تم سب باتوں میں فرمانبرداری موسیٰ کی کرتے ہو اور اس کا حکم تم پر جاری ہے اب وہ چاہتا ہے کہ
زکوٰۃ کے بہانے سے تمہارا مال لیوے اور تم کو فقیر کر دے تم کیوں چپکے بیٹھے ہو جواب نہیں دیتے
وہ سب بولے کہ تو ہمارا سردار ہے جو کچھ تیری رائے میں آوے سو کر ہم سب تیرے تابع ہیں قارون نے
حضرت موسیٰؑ کو ذلت دینے کے لئے مصاحبوں سے مشورت کی آخر ایک عورت فاسقہ زناکار کو تلاش
کیا اور ایک طباق زر و جواہر کا اس کو دیکر یوں مقرر کیا کہ جس وقت حضرت موسیٰ مجلس میں وعظ کو بیٹھیں
اور مجمع بنی اسرائیل کا ہو تب مجلس میں آنکر حضرت موسیٰؑ کے زنا کرنے کا اپنے ساتھ اقرار کر کہ بنی اسرائیل
بے اعتقاد ہو کر حضرت موسیٰ کے حق میں موافق حکم توریت کے عمل کریں کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ ہر
ہفتے میں ایک بار مجلس وعظ کیا کرتے تھے جب لوگ اس دن جمع ہوئے قارون بھی نہایت
تجمل اور شوکت سے حاضر ہوا اور حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں بیٹھ کر استہزا اور ہنسنا شروع کیا اور وہ
فاحشہ بھی آن کر مجلس کے گوشے میں بیٹھی جب مجلس گرم ہوئی اور دریا بھید کے حضرت موسیٰؑ کے سینے
سے جوش مارنے لگے وہ عورت اٹھی اور چاہا کہ قارون کی تعلیم کے موافق بہتان کرے اور حضرت موسیٰؑ
کے دامن پاک کو تہمت سے آلودہ کرے حضرت مقلب القلوب نے اسکی زبان کو پھیرا اور باواز بلند
بولی کہ اے بنی اسرائیل قارون حضرت موسیٰؑ کا دشمن ہے اور کل مجھ کو اپنے گھر لے جا کر ایک طبق
زر و جواہر کا دیا اور کہا مجلس عام میں حضرت موسیٰؑ پر بہتان کر اور موسیٰؑ کے زنا کرنے کی اپنے ساتھ
گواہی دے اور میں اب گواہی دیتی ہوں کہ موسیٰؑ پیغمبر خدا کا ہے اور نبی برحق ہے اور جو برائیاں کہ
میں نے کی تھیں سب سے توبہ کرتی ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ
بنی اسرائیل نے حیران ہو کر قارون کو ملامت کرنا شروع کیا پھر تو بحر غضب موسیٰؑ جوش میں آیا اور اسی
وقت منبر سے اترے اور خاک پر سر رکھا اور خدا سے عرض کی کہ خدایا تیرے دشمن نے میری ایذا کا قصد
کیا اور چاہا کہ میرے تئیں فضیحت کرے اگر میں تیرا رسول ہوں تو اسپر غضب نازل کر اور مجھ کو اسپر
مسلط کر فی الفور حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا اے موسیٰؑ سر کو اٹھاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہاری
دعا قبول کی اور زمین کو تمہارے حکم میں کیا جیسا چاہو ویسا کرو حضرت موسیٰ نے سر اٹھایا اور فرمایا
کہ اے بنی اسرائیل جیسے مجھ کو خدائے تعالیٰ نے فرعون پر مسلط کر کے ظفر دی ویسے ہی مجھ کو قارون
پر بھیجا ہے جو کوئی اسکا پیرو ہے سو اس کے ساتھ رہے اور جو کوئی میرا فرمانبردار ہے اس سے دور
ہو جاوے سب بنی اسرائیل نے کنارہ کیا اور بیزار ہوئے مگر دو آدمی کہ بڑے مصاحب تھے وہ
رفیق رہے اس وقت حضرت موسیٰ نے فرمایا یَا اَرْضُ خُذِيْهِ اے زمین لے اسکو زمین نے انکو

تک قارون کو پکڑا وہ بیوقوف تمسخر سے بولا کہ اے موسیٰؑ یہ کیا سحر ہے۔ پھر جب بار دیگر حضرت موسیٰؑ نے زمین کو حکم دیا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا اس بار نہایت ڈرا ہر چند امان مانگی مفید نہ پڑی کہتے ہیں کہ ستر بار حضرت موسیٰ نے زمین کو حکم دیا اور ہر بار وہ عاجزی کرتا رہا حضرت موسیٰؑ نے مطلق التفات نہ کیا آخر بالکل زمین میں دھنس گیا بنی اسرائیل کے فاسد کہتے تھے کہ موسیٰؑ نے مال کی طمع سے قارون کو امان نہ بخشی یہ بات حضرت موسیٰؑ نے سنی پھر دعا مانگی اور زمین کو حکم کیا تمام اسباب و مال و فرش و فروش و نقد و جنس مع حویلی دھنس گیا اور تحت الثریٰ کو روانہ ہوا۔

## ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شام کیطرف جانیکا اور بنی اسرائیل کے بیابان تیہ میں گرفتار ہونیکا

حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ حکم الٰہی یوں ہے کہ تیاری لشکر کی کرو اور بیت المقدس کو جباروں اور عمالقہ کے ہاتھ سے چھڑاؤ چنانچہ بعد انتظام اور ترتیب لشکر کے روانہ ہوئے جب اس ملک کے نزدیک پہونچے بارہ نقیب یعنی بارہ سردار ہر ایک سبط کا ایک ایک آدمی مقرر کیا کہ عمالقہ کے ملک میں جا کر بطریق جاسوس کے ان کا حال اور کیفیت دریافت کر کے جلد پھر آؤ جب بارہ نقیب جباروں کے دار الملک میں پہونچے عوج بن عنق کہ جسامت اور قوت میں کوئی ان جباروں کے اس کے برابر نہ تھا اتفاقاً اُن سے دوچار ہوا اور ان کو آگے سے خبر پہونچی تھی کہ مصر کی طرف سے لوگ ہمارے مقابلے کو آتے ہیں اسواسطے عوج نے بارہ نقیبوں کو اپنی آستین میں یا دامن میں ڈال کر بادشاہ کے حضور میں لے جا کر بکھیر دیا اور کہا کہ یہ لوگ ہمارے مقابلے کو آئے ہیں بادشاہ نے حکم کیا کہ ان کو زندہ چھوڑ دو یہ جا کر ہمارے طول قامت اور جسامت اپنے لشکر میں بیان کریں گے تو رعب اور ہیبت سے ان کا عزم سست ہوگا کہتے ہیں کہ موسیٰؑ کے نقیبوں کا قد چھ گز سے اور پانچ گز سے کم نہ تھا لیکن بہ نسبت قدوں عمالقہ کے مانند چڑیا کے دکھلائی دیتے تھے جب نقیب وہاں سے پھر کر بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے راستے میں آپس میں اقرار کیا کہ جباروں کے قد و قامت کا احوال اپنے لشکر میں ہرگز ظاہر مت کیجیو اور سوائے حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے دوسرے سے مت کہیو اس واسطے کہ بنی اسرائیل خفیف العقل اور قلیل الہمت ہیں جب یہ حال سنیں گے تو بیشک لڑائی سے بیٹھ رہیں گے جب یہ لشکر میں پہنچے تو دس آدمیوں نے عہد شکنی کی اور عمالقہ کی شوکت اور جسامت کا احوال بنی اسرائیل سے ظاہر کر دیا مگر یوشعؑ بن نون اور کالب بن یوقنا نے اس بھید کو چھپایا لشکر حضرت موسیٰؑ کا ان کی شوکت سنکر لڑائی سے بیٹھ رہا ہر چند حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ نے نصرت الٰہی کا وعدہ کیا اور فتحمندی کی امیدی دی کچھ فائدہ نہ ہوا اور سب متفق اللفظ ہو کر بولے کہ ہمارے تئیں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہم کو اس ملک کی طمع نہیں اگر تم کو اس کے لینے کی تمنا ہے تو تم اور تمہارا خدا جاؤ اور لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں حضرت موسیٰؑ ان کے تمرد سے غصہ ہوئے اور سر بسجدہ

ہو کر دعا مانگی یا الٰہی میرا اختیار سوائے اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہیں جدائی کر تو درمیان ہمارے اور ان فاسقوں کے اس عرصے میں ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور آواز صریح اس میں سے آئی کہ اے موسیٰؑ یہ گروہ بنی اسرائیل کہاں تک نافرمانی کریں گے اور ظاہر معجزوں سے منکر ہوں گے اتنا نہیں جانتے کہ طرفۃ العین میں سب کو ہلاک کر دوں گا اور ان سے دوسرے لوگ پیدا کر دوں گا حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ یا رب اگر تو اپنی قہاری سے اس قوم کو ہلاک کریگا تیرے ملک میں تو کچھ نقصان نہ ہوگا لیکن جو امت میرے بعد پیدا ہوگی کہے گی کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم کو بد دعا سے ہلاک کروا دیا تیرا صبر بڑا ہے اور احسان بہت ہے بخشش دے ان اور ناگاہ مت ہلاک کر پھر حکم ہوا کہ میں نے تیری دعا قبول کی اور انکو تیری دعا سے بخشا لیکن تو نے انکو فاسق کہا ہے مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ سوائے تم دو بھائیوں اور یوشعؑ اور کالبؑ کے سب کو اس بیابان میں حیران و پریشان رکھوں گا بعد اس حکم کے ان دس آدمی بھید کھولنے والوں کے بدن سے کوڑھ ٹپکنے لگا اور اعضا ان کے گل گئے اور فنا ہو گئے اور باقی بنی اسرائیل نافرمانی کی وبال میں گرفتار ہو کر اس جنگل میں مقید ہو گئے حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ اور یوشعؑ اور کالبؑ تو عمالقہ کیطرف تشریف لے گئے اور بنی اسرائیل مصر کی طرف روانہ ہوئے حضرت موسیٰؑ جو عمالقہ کیطرف تشریف لے گئے تو اتفاقاً اول عوج بن عنق سے ملاقات ہوئی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی دس گز کی تھی اور دس گز اچھلے تب لاٹھی کا سر عوج بن عنق کے ٹخنے میں لگا عوج مانند پہاڑ کے گرا اور اسی ایک زخم سے اپنی جان کو بڑی ذلت سے مالک دوزخ کو سونپا جب حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کیطرف پھرے تو ان کو اسی منزل میں پایا اور کولھو کے بیل کیطرح تمام رات دوڑتے تھے اور فجر کو پھر منزل اول میں موجود ہوتے تھے حضرت کو ہنوز ان کی گرفتاری کا حال معلوم نہ ہوا تھا اسواسطے فرمایا کہ اے لوگو میں وہاں گیا اور ان میں سے ایک شخص کو میں نے مارا کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر ایسی جسامت اور قد و قامت کا دوسرا شخص پیدا نہیں کیا لیکن بغیر تمہارے میری طبیعت نے نہ چاہا کہ اس ملک میں جاؤں اب ہمت باندھو اور غزا کو چلو خدا فتح نصیب کریگا جب بنی اسرائیل نے اپنی سرگردانی کا احوال عرض کیا تب موسیٰؑ بہت ملول ہوئے اور خدائے تعالیٰ کے وعدے کے جلد ظاہر ہونے سے حیران ہوئے خطاب الٰہی آیا کہ اے موسیٰؑ ایسے فاسقوں کے واسطے غمگین مت ہو کہ تو نے چار و ناچار مصیبت پر دل رکھا اور بہت دوڑ دھوپ کی پر وہ جہاں کے تہاں رہے اور جنگل سے باہر نہ نکل سکے جب خرچ تمام ہوا اور ذخیرہ نہ رہا تب حضرت موسیٰؑ سے بھوک کی فریاد و زاری کرنے لگے پھر حضرت موسیٰؑ نے دعا مانگی تب خوان احسان الٰہی سے اس طرح سے راتب مقرر ہوا کہ شب کو من مثل ترنجبین کے برف سے سفید اور شہد سے شیریں درختوں پر سے گرتا اور عصر کے وقت لاکھوں پرند مانند کبک کے ان کے لشکر میں خود بخود بیٹھ آتے اور کباب ہو جاتے حکم یوں ہوا کہ ہر شخص حاجت سے زیادہ نہ لیوے اور دوسرے دن کا ذخیرہ نہ کرے مگر شنبے کے روز یکشنبے کے واسطے ذخیرہ کریں لیکن بنی اسرائیل جو کثرت حرص سے زیادہ حاجت سے ذخیرہ کرتے تھے تو فجر کو اس گوشت میں کیڑے پڑ جاتے تھے اور زیادہ ترنجبین لینے والوں کو اس روز کچھ نہ ملتا تھا بے نصیب رہ جاتے تھے اور پانی کی یہ

سبیل ٹھہرائی کہ حضرت موسیٰؑ کا جب مقام ہوتا تھا تو اپنی لاٹھی ایک پتھر پر مارتے تھے تو بارہ سبطوں کیواسطے بارہ چشمے خوشگوار مانند آب حیات کے جاری ہو جاتے تھے پھر جب کپڑے پھٹ جاتے تب حکم ہوا کہ پرانے کپڑوں کو پتھر کے چشموں میں ڈبو دو تو نئے ہو جاویں گے اور اگر کپڑے میلے ہو جاویں تو آگ میں ڈالدو میل سب جل کر صابون سے زیادہ سفید ہو جاویں گے اور قدرت کاملہ الٰہی سے جب لڑکا پیدا ہوتا تو قمیص سمیت وجود میں آتا اور جسقدر لڑکے کی نشو ونما ہوتی وہ قمیص بھی قد کے موافق بڑھتا جاتا اور صفائی شفافی اور ملائمت اس قمیص کی ایسی ہوتی تھی کہ ململ اور خاصہ اور تنزیب اسکے آگے بے زیب تھا جب چند مدت اسطرح پر کٹی بنی اسرائیل تو اپنی وضع اصلی اور عادت جبلی سے باز نہ آتے تھے اور کفران نعمت کے خوگر ہو رہے تھے کہنے لگے کہ رات اور دن ترنجبین اور پرندوں کے گوشت کھانے سے ہمارے منہ کا مزہ بے مزہ ہو گیا ہم سے تو ایک نوع کے طعام پر صبر نہیں کیا جاتا تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو مسور کی دال اور پیاز اور لہسن اور ساگ بھاجی دیوے تو ذرا منہ سوندھا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کی سمجھ بوجھ سے نہایت ملول ہوئے اور فرمایا کہ عجب قوم جاہل ہو ساگ بھاجی کو خوان آسمانی پر ترجیح دیتے ہو اور خوراک حیوانی کو خوان نعمت رحمانی پر ترجیح کرتے ہو زہے عقل وزہے شعور کیوں نہ ہو جیسی روح ویسے فرشتے اور چاہا کہ ان جاہلوں کو چھوڑ کر باہر نکل جاویں لیکن صبر کیا اور منتظر امر الٰہی کے رہے اور چالیس برس کے عرصے میں اس جماعت نافرمان میں کوئی باقی نہ رہا سب فنا ہو گئے مگر یوشعؑ اور کالب رہے اور اس مدت میں جتنے ہلاک ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل سے اتنے ہی پیدا کئے چنانچہ بروقت نکلنے تیہ کے جتنے داخل ہوئے تھے اتنے ہی موجود تھے بغیر زیادہ اور نقصان کے۔

## ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے ملنے کا

جب موسیٰ مصر پر غالب ہوئے اور قبطی ہلاک ہوئے موسیٰؑ اکثر مجلس میں وعظ نصیحت فرماتے تھے ایک روز حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ الٰہی تیرے بندوں میں کوئی مجھ سے زیادہ عالم ہووے تو مجھ کو بتا حق تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ میرا ایک بندہ ہے تجھ سے زیادہ تر عالم ہے کہ میں نے اپنے علم کے اسرار اسکے سینے میں رکھے ہیں دریا کے کنارے پر ہے جہاں مچھلی گم ہوئی وہاں وہ تم کو ملیگا حضرت موسیٰؑ نے یوشع کو ساتھ لیا اور کئی روٹیاں اور کئی مچھلیاں بھنی ہوئی لیکر مجمع البحرین کیطرف متوجہ ہوئے۔ جب مجمع البحرین کے قریب ایک چشمے پر پہونچے وہاں آرام کیا حضرت موسیٰ بسبب ماندگی کے سو رہے اور حضرت یوشعؑ نے اس چشمے سے وضو کیا جب چند قطرے پانی کے اس بھنی ہوئی مچھلی پر گرے اس مچھلی نے زندہ ہو کر دریا کی راہ لی جب وہاں سے آگے چلے تب حضرت موسیٰ نے یوشعؑ سے کھانا مانگا انہوں نے احوال مچھلی کے دریا میں جانے کا بیان کیا کہ پانی کے قطرے اس پر گرے تو وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی اور جہاں تک اُسنے سیر کی وہاں تک ایک راہ پانی میں بن گئی حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ یہ وہی بات ہے جسکو ہم طلب کرتے تھے یعنی گم ہونا مچھلی کا خضر کی ملاقات کی جگہ ہے وہاں سے آگے گئے

پھرے اور حضرت خضرؑ کو صحرا میں پایا کہ عبادت الٰہی میں مصروف تھے بعد فراغت عبادت کے حضرت موسیٰؑ سے احوال پوچھا انھوں نے فرمایا کہ مقصود اس سفر سے یہ ہے کہ چند روز تمہاری صحبت میں مشرف رہوں اور وہ علم کہ خدا نے تم کو بخشا ہے سیکھوں حضرت خضر نے کہا کہ آپ کی التماس تو قبول ہے لیکن رفاقت ہماری مشکل ہے اسواسطے کہ شاید میں از روئے علم باطن کے ایک کام کروں کہ ظاہر اسکا کراہت ہو اور انجام اسکا خیریت اور کرامت ہو اور بغیر حقیقت ظاہر ہونے کے تم سے صبر نہ ہو سکے گا اور عذر و انکار سے پیش آوگے اسواسطے مصاحبت کی گرہ کھل جاوے گی اور رفاقت کا رشتہ ٹوٹ جاویگا حضرت موسیٰؑ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ میں صبر کرونگا اور تمہارے حکم سے نافرمانی نہ کرونگا حضرت خضر نے کہا کہ اگر تم میری مصاحبت چاہتے ہو تو جتنک میں نہ کہوں جب تک تم سوال نہ کیجیو بعد اس قول قرار کے وہ دونوں دریائے معنی میں روانہ ہو کر کشتی میں بیٹھے حضرت خضر نے مالکوں سے پوشیدہ دو تین تختے کشتی کے اوکھاڑ کر دریا میں پھینک دیے اور صاحبان کشتی سے کہا کہ جلد اپنی کشتی کا بندوبست کرو نہیں تو ڈوب جاؤگے لوگ دوڑے اور جلد لکڑیوں کے ٹکڑے بٹور کر کشتی کو درست کیا لیکن صاحب کشتی کا دل کشتی کے معیوب ہونے سے ٹوٹ گیا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ایسی مضبوط کشتی میں سوراخ کرنا اور اتنے لوگوں کے غرق ہونے کا خیال نہ کرنا نہایت ظلم اور خلاف شرع ہے حضرت خضرؑ نے فرمایا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے حضرت موسیٰ نے عذر کیا کہ میں نے بھولے سے یہ بات کہی پھر میں نہ بولوں گا جب کشتی سے اُترے اور شہر کے پاس پہونچے وہاں کئی لڑکے کھیل رہے تھے اُن میں سے ایک حسین و ملیح لڑکے کو پکڑ کے گرایا اور اس کا گلا چھری سے کاٹا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ بیگناہ کا قتل کرنا خصوصاً معصوم کا کسی دین و ملت میں جائز نہیں تو نے کیا غضب کیا حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ میں آگے ہی کہہ چکا تھا کہ تو صبر نہ کر سکے گا پھر حضرت موسیٰؑ نے عذر کیا اور فرمایا کہ اگر اب کی بار بولوں تو مجھ کو اپنی مصاحبت میں مت لیجا اور وہاں سے آگے چلے رات کو ایک گانوں میں پہونچے موسم بھی سردی کا تھا اُس گاؤں والوں سے ضیافت مانگی انہوں نے کھانا نہ دیا بھوکے پیاسے پڑ رہے فجر کو اسی بستی میں ایک دیوار ٹیڑھی گرنے کے قریب تھی حضرت خضرؑ نے اس کو بغیر مزدوری کے درست کر دیا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اس گاؤں کے لوگوں نے بیمروتی سے طریقہ مہمان نوازی سے منہ موڑا مناسب تو یہ تھا کہ اُنسے مزدوری لیتے اور بھوک کا غلبہ دفع کرتے ایسے بے مروتوں سے مروت کرنا مناسب نہیں ہے حضرت خضرؑ نے فرمایا هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ اب جدائی کی تیاری کیجئے اور رفاقت کی امید قطع کیجئے لیکن بگوش ہوش متوجہ ہو کر اسرار ان فعلوں کے جو بصورت خلاف شرع معلوم ہوئے ہیں سن لیجئے اور تشریف لے جائیے کشتی کے توڑنے کا سبب تو یہ تھا کہ راستہ اس کشتی کا بادشاہ ظالم کے شہر میں تھا اور مضبوط کشتیوں کو چھین لیتا تھا اسواسطے میں نے اس کو توڑ ڈالا کہ بسبب عیب کے غصب سے بچے گی اور ان غریب مالکوں کی گذران چلے گی اور لڑکے کے قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ ماں باپ اسکے نیک بخت اور موحّد تھے اور لڑکے سے سوائے کفر و عصیاں و فساد کے کچھ وجود میں نہ آتا میں ڈرا کہ اثر اس کے کفر و فساد کا ماں باپ کو پہونچے گا اور وہ اس کی بدی میں گرفتار ہوں گے اور خدا اس کے ماں

باپ کو فرزند صالح عنایت کریگا اور فائدہ دیوار بنانے کا یہ ہے کہ وہ دیوار دو یتیموں کی ہے اور باپ اُنکا مرد صالح اور متقی تھا اور اسکے تلے خزانہ تھا اگر وہ دیوار اب گرتی تو وہ یتیم اس خزانے سے بے نصیب رہتے اسواسطے میں نے بموجب الہام ربانی کے اس دیوار کو بنایا کہ بعد اُن کے بالغ ہونے کے اگر گرے گی تو خزانہ اُن کے ہاتھ لگے گا حضرت موسیٰ نے وصیت چاہی اور رخصت ہوئے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ صبر کرتے تو اکثر اسرار الٰہی اور غرائب امور نامتناہی بیان میں آتے اور اللہ تعالیٰ ان سب کی خبر دیتا۔

## ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وفات پانے کا

جب زمانہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا نزدیک پہونچا تو فرمایا کہ تمام بنی اسرائیل کا شمار کرو اور ان لوگوں کو جو مصر سے نکلنے کے وقت حاضر تھے تلاش کرو نقیبوں نے عرض کی سوائے یوشع اور کالب کے ان میں سے کوئی باقی نہیں پھر سب کو جمع کیا اور وصیت کی حضرت یوشع کو اپنا خلیفہ کیا اور کاتبوں کو جمع کر کے توریت کے نسخے لکھوائے گئے اور ایک نسخہ اپنے دست مبارک سے لکھ کر جبرئیل کے ساتھ مقابلہ کیا اور باقی نسخے اس نسخے سے مقابلہ کئے اور اسباط کو تقسیم کیے اور حضرت یوشع کو قوم کی تربیت کا اور بنی اسرائیل کو حضرت یوشع کی فرمانبرداری کا بڑی تاکید سے حکم دیا اور ساتویں تاریخ ماہ آذر کی اس دار ناپائیدار کو رخصت کیا اور حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ سے تین برس کے بعد بلا ء تیہ کے وفات پائی فصل بعد حضرت موسیٰ کے یوشع بن نون خلیفہ ہوئے اور ان کے بعد کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اور بعد ان کی وفات کے حضرت حزقیل خلیفہ ہوئے ان پیغمبروں کا نام قرآن شریف میں مذکور نہیں اور تواریخ کی کتابوں میں جو انکا مذکور ہے سو اسقدر ہے کہ یہ تینوں پیغمبر تھے اور موافق احکام توریت کے حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے اور ان کے زمانے میں جو قوم بت پرست تھی اُنسے لڑائیاں رہیں اور اکثر ملک فتح ہوئے اور بہت لوگ مسلمان ہوئے سوائے اس کے کہ حضرت موسیٰ کے دین کی تائید کرتے رہے اور نیا احوال یا کوئی معجزہ اُنکا مذکور نہیں اسواسطے حضرت الیاس کا حال لکھا جاتا ہے

## ذکر حضرت الیاس علیہ السلام کا

جب حضرت حزقیل علیہ السلام نے وفات پائی اور بادشاہی بنی اسرائیل کی ملک شام میں متفرق ہو گئی ہر ایک نے مذہب باطلہ اختیار کئے اور احکام توریت بالکل نسیاً منسیا کر دیے منجملہ اُن مشرک بادشاہوں میں سے بادشاہ بعلبک کا تھا کہ بت پرستی کرتا تھا اور ایک بڑا بت طول میں بیس گز کا نام اسکا بول تھا اور شیطان اسکے پیٹ میں جا کر لوگوں کو امر و نہی کرتا تھا اور چار سو خادم اس بُت کی خدمت میں رہتے تھے اور لوگ اس بت کو خدا سمجھ کر پوجتے تھے جب گمراہی ان کی حد سے زیادہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ

نے حضرت الیاسؑ کو پیغمبر کر کے ان کی ہدایت کے واسطے بھیجا وہ قوم کو نصیحت کرتے تھے کہ اے لوگو تم بعل کو خالق خالق کہتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑے دیتے ہو اور شریعت موسیٰؑ کی اور احکام توریت کے اُن کو پہونچائے ہر چند کہ تاکید اور مبالغہ کیا اور احکام توریت کے ان کو سنائے سوائے ایک شخص کے کہ اُس بادشاہ کا وزیر تھا کوئی ان پر ایمان نہ لایا جب بنی اسرائیل حضرت الیاسؑ کی دعوت سے خبردار ہوئے تو آگ حسد کی انکے سینے میں مشتعل ہوئی اور طبیعت ان کی حضرت الیاسؑ کے مارنے پر مشتعل حضرت الیاسؑ ان کافروں کے خوف سے پہاڑوں میں تشریف لے گئے اور آٹھ برس تک مخفی رہے بادشاہ بعلبک نے ہر چند لوگ ان کی تلاش میں بھیجے مگر حافظ حقیقی نے ان ملعونوں کے شر سے محفوظ رکھا بعد سات برس کے اس بادشاہ کا بیٹا نہایت بیمار ہوا کہ تمام طبیب اس کے معالجے سے عاجز ہوئے بادشاہ اور اس کا قبیلہ بعل کی بندگی کو اپنے بیٹے کی تندرستی کے واسطے وسیلہ کرتے تھے جب اثر شفا کا ظاہر نہ ہوا تو بعل کے خادموں نے بادشاہ سے کہا کہ بعل تم سے رنجیدہ ہے اسواسطے کہ تم نے الیاسؑ کی تلاش چھوڑ دی اور اس کو قتل نہ کیا جب تک الیاسؑ زندہ رہیگا تب تک بعل بات نہ کریگا بادشاہ نے کہا میری خاطر بیٹے کے مرض میں مشغول ہے اور ایک دم قرار و آرام نہیں ہے اگر تندرست ہو گا تو دلجمعی سے الیاسؑ کو طلب کر کے مار ڈالوں گا بتخانے کے خادموں نے کہا بہتر یہ ہے کہ ملک شام کے اور بتوں سے رجوع کر کے اپنے بیٹے کی تندرستی مانگو جب بعل کا غصہ اُترے گا تو تم اپنی حاجتیں در پیش کیجیو بعد اسکے بادشاہ بعلبک نے بموجب اشارے ان خادموں کے چارسو ملاعین بیدین کو تیار کر کے ملک شام میں بھیجا کہ وہاں کے آلہوں سے تندرستی میرے بیٹے کی مانگیں جب یہ لوگ روانہ ہوئے راستے میں اس پہاڑ میں مقام کیا جہاں حضرت الیاسؑ مقیم تھے اسوقت حضرت الیاسؑ بموجب حکم الٰہی کے پہاڑ سے اُترے اور ان لوگوں سے مجادلہ شروع کیا اور فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں خدا ایک ہوں کہ سوائے میرے دوسرا خدا نہیں ہے اور ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ کو میں نے پیدا کیا اور مارنیوالا اور جلانیوالا اور رزق دینے والا میں ہوں تو اپنی بدبختی سے اور جہالت سے میرا شریک پیدا کرتا ہے اور اپنے بیٹے کی تندرستی بتوں سے چاہتا ہے کہ کسی طرح کا نفع اور نقصان اُنسے نہیں ہے اور قسم ہے اپنے جلال کی کہ عنقریب تیرے بیٹے کو ماروں گا اور تیرا دل دردمند کروں گا بادشاہ بعلبک کے رفیقوں نے جب یہ بات سُنی تو خوف سے کانپنے لگے اور ایسا رعب ان کے دل پر عارض ہوا کہ بیخودوں کے مانند وہاں سے اپنے ملک کو الٹے پھر گئے اور مضمون پیغام الیاسؑ کا بادشاہ کو پہونچایا اس لعین نے حضرت الیاسؑ کے قتل کا ارادہ کر کے پچاس آدمی مشہور اس قوم سے بھیجے اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاسؑ کو بچایا اور ان کی دعا سے وہ پچاسوں آدمی آسمانی آگ سے جل گئے اسی طرح کئی بار اس ملعون نے اُن کے قتل کو لوگ بھیجے وہ ہر بار آتش آسمانی سے ہلاک ہو گئے پھر بادشاہ نے ایک جماعت عظیم تیار کر کے وزیر کو بھیجا کہ جسطرح ہاتھ لگیں ان کو پکڑ لاؤ اور کوئی دقیقہ مکر و فریب کا باقی مت رکھو جب وہ لوگ حضرت الیاسؑ کے مقام میں پہونچے تب وحی نازل ہوئی کہ بے تکلف اُنکے ساتھ جا تجھ کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے اسواسطے حضرت الیاسؑ ان لوگوں کے ساتھ ملک بعلبک

میں پہونچے قضارا اس روز بادشاہ کے بیٹے کا مرض بہت شدت پر تھا کسی کو حضرت الیاس ؑ کے مزاحم
ہونے کی مجال نہ ہوئی پھر حضرت الیاس ؑ پہاڑ پر تشریف لائے اور حضرت یسع ؑ کی والدہ کے گھر اُترے
جب نافرمانی اس جماعت کی حد سے زیادہ ہوئی کسی طرح افعال بد سے باز نہ آئی تھی اس واسطے
حضرت الیاس ؑ کی خاطر مبارک ملول رہتی تھی خطاب ہوا اے الیاس ؑ یہ دل تنگی اور ملول کیوں ہے تو میرا
برگزیدہ ہے اور میں غنی سوال کر میں دوں گا اس سبب سے کہ صاحب رحمت واسع کا ہوں انہوں نے
عرض کی کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اس جہان فانی کو چھوڑ دوں اور اس قوم کا پھر منہ نہ دیکھوں حکم ہوا
کہ اے الیاس ؑ یہ کیا سوال ہے جو تو کرتا ہے میں روئے زمین کو تیرے وجود سے خالی نہ چھوڑوں گا
صلاح اور بہبود خلق کی تیرے وجود سے ہے سوا اسکے اور سوال کر تب حضرت الیاس ؑ نے عرض کی
کہ کئی برس تک اس قوم پر بارش باران نہ ہووے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اتنی مدت تک باران الطاف
اُنسے باز رکھوں تو ایک عالم ہلاک ہوجاویگا ہر چند یہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں لیکن دریا میری رحمت کا اس
سے واسع ہے کہ ایسے گناہوں سے اس کو بند کروں لیکن تیری دعا قبول ہونے کے واسطے یوں مقرر کیا
ہم نے کہ تیس برس تک باران کے چھوڑنے اور روکنے کی باگیں تیرے کف کفایت اور قبضۂ قدرت میں
سونپیں جب تک تو اذن نہ کریگا تو ایک قطرہ کسی کے کھیت یا باغ میں نہ برسے گا بعد اس کے اس قوم
پر باران بند ہوا اور آگ قحط سالی کی مشتعل ہوئی اور بدبختی کے دروازے اس قوم پر کھلے تین برس
تک اس خواری میں رہے اور حضرت الیاس ؑ پوشیدہ ہو کر مسکینوں اور بیواؤں کے گھر میں اوقات بسری
کرتے تھے اور جس کے گھر میں رہتے تھے اسکے گھر سرسبزی اور فراغت حاصل ہوتی تھی اور اس نشانی
سے لوگ ان کو تلاش کرتے تھے اور آپ وہاں سے دوسرے مکان میں تشریف لیجاتے ایک رات حضرت
الیسع ؑ کے گھر آئے انکی والدہ بہت بیمار تھیں حضرت الیاس ؑ کی دعا سے بیماری کی بلا دفع ہوئی اسی وقت
سے الیسع ؑ نے انکی رفاقت شروع کی جب حضرت پیر وضعیف ہوئے تب ان دونوں نے درمیان
قوم کے آکر بارش کا ہونا ان کے ایمان لانے پر مقرر کیا حضرت الیاس ؑ نے فرمایا کہ ایک مدت سے
تم ان بتوں کی بندگی میں مشغول ہو آج انکو جنگل میں لیجاؤ اور پانی برسانے کی خواہش ان سے کرو
اگر وہ پانی برسا دیں تو میں پھر اپنی رسالت کے دعویٰ سے بیٹھ رہونگا نہیں تو تم خدا کی وحدانیت اور میری
رسالت پر اقرار کرو کہ اپنے خدا سے دعا مانگ کر پانی برساتا ہوں جب دونوں طرف سے یہ بات مقرر
ہوئی اس قوم نے ہر چند اپنے بتوں سے پانی چاہا ایک قطرہ بھی نہ برسا جب وہ ناامید ہوئے تب حضرت
الیاس ؑ نے دعا مانگی اسوقت ایک ٹکڑا بادل کا پیدا ہوا اور تھوڑے عرصے میں لمبا چوڑا ہو گیا اور باران عظیم
خدائے کریم کے کرم سے نازل ہوا اور ملک بدستور سرسبز اور آباد ہوا باوجودیکہ اس قوم نابکار نے یہ
معجزے دیکھے اور اتنی مصیبتیں کھینچیں لیکن کفر سے باز نہ آئے اور عہد شکنی سے ہاتھ نہ اُٹھائے اسوقت
حضرت الیاس ؑ نے خدائے تعالیٰ سے اپنی خلاصی کی اس قوم کے ہاتھ سے دعا مانگی بعد اس کے
حضرت الیسع ؑ ابن اخطوب ؑ کے ساتھ پہاڑ میں گئے وہاں ایک گھوڑا اسپ ساز و برق شتاب آتش مزاج
ظاہر ہوا حضرت الیاس ؑ نے پائے مبارک رکاب میں رکھا اور الیسع ؑ کے تئیں اپنی خلافت کی وصیت

کی اور اپنی چادر منہ پر ڈالی اور اسی وقت خلق کی نظروں سے محجوب ہو گئے اور ہنوز مانند حضرت خضرؑ کے دنیا میں موجود ہیں چنانچہ کتب معتبر میں ثابت ہے کہ چار پیغمبر بقید حیات ہیں عیسیٰؑ اور ادریسؑ تو آسمان میں اور خضرؑ اور الیاسؑ زمین میں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

# ذکر حضرت الیسع علیہ السلام کا

حضرت الیسع بن اخطوبؑ بنی اسرائیل کے پیغمبر ہیں اور حضرت الیاسؑ کے وصی ہیں نہایت عظیم القدر اور صاحب ہیبت تھے ابتدائے حال ان کا یوں تھا کہ زراعت کا پیشہ رکھتے تھے ایک روز حضرت الیاسؑ پر وحی آئی کہ خلافت اپنی الیسعؑ کو سونپو حضرت الیسعؑ کے پاس گئے اور ردائے مبارک اُن پر ڈالی ایک اثر عظیم ان پر ظاہر ہوا فی الفور آلات زراعت کے توڑے اور بیلوں کو قربانی کیا اور حضرت الیاسؑ کی خدمت میں شب و روز رہنا شروع کیا اور بعد غائب ہونے الیاسؑ کے بنی اسرائیل کی مہمات ان کے ذمہ ہوئیں اور ہمیشہ توریت اُن پر پڑھتے تھے اور حضرت موسیٰؑ کی شریعت سکھاتے تھے اور دن کو صائم اور رات کو قائم رہتے تھے معجزے اُن کے بہت تھے منجملہ اُن معجزوں کے ایک یہ تھا کہ ان کی قوم نے پانی کھاری ہونے کی شکایت کی انہوں نے تھوڑا نمک اس پانی میں ڈال کر فرمایا کُن حُلوًا بِاِذنِ اللّٰہِ یعنی میٹھا ہو جا خدا کے حکم سے فی الحال وہ پانی مانند شہد کے میٹھا ہو گیا دوسرا یہ کہ ایک عورت نے اپنی قرضداری کی شکایت کی کہ میرا خاوند قید ہے اور بچے گرو ہیں حضرت نے فرمایا کہ تیرے گھر میں کچھ ہو تو لا اسنے عرض کی سوائے ایک برنی گھی کے کچھ نہیں ہے حضرت الیسعؑ نے فرمایا کہ اس گھی کو ایک باسن سے دوسرے باسن میں ڈال اور دوسرے سے تیسرے میں اور اسی طرح بدلتی جا اس عورت نے بموجب حکم کے عمل کیا تمام ظروف گھی سے بھر گئے اور سب قرض اس کا ادا ہوا اور فراغت معاش اس کو میسر ہوئی تیسرے یہ کہ جب بنی اسرائیل پر کوئی دشمن ارادہ لڑائی کا کرتا تھا حضرت الیسعؑ آگے سے اُن کو دشمن کے قصد سے خبر دیتے تھے اور تدبیر و حیلہ لڑائی کا انکو تعلیم کرتے تھے اسواسطے بنی اسرائیل کو ہمیشہ فتح ہوتی تھی چوتھے یہ کہ بادشاہ دمشق برص کی علت میں گرفتار تھے بادشاہ نے بنی اسرائیل کے حاکم کے پاس وکیل بھیجا کہ ایک طبیب حاذق میرے معالجے کے واسطے بھیجو اس حاکم نے احوال حضرت الیسعؑ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ پانی کی نہر میں غسل کرے وہ علت دور ہو جائے گی وکیل مایوس ہو کر پھر گیا اور اپنے بادشاہ سے اطلاع کی عقلا نے کہا کہ تجربہ کرنا اس کا ضرور ہے بادشاہ نہر میں گیا اور اپنے اعضا کو دھویا جب باہر نکلا تو وہ مرض بالکل زائل ہو گیا بادشاہ نے لباس قیمتی اور بدری زر کی حضرت الیسعؑ کی خدمت میں بھیجی آپنے قبول نہ کیا مگر خادم کو طمع ہوئی اس نے مخفی وہ بدری جا کر وکیل سے لے لی اسی وقت حضرت الیسع کو خبر ہوئی اس خادم پر بددعا کی وہ خادم بادشاہ کی علت میں گرفتار ہوا۔ پانچویں یہ کہ بسبب قحط کے غلہ نہایت گراں ہوا اور لشکر نے دشمنوں کے اطراف و جوانب سے بنی اسرائیل کو محاصرہ کیا تھا حضرت الیسعؑ نے فرمایا کہ کل اسقدر غلہ ارزاں ہوگا کہ لوگ عجب کریں گے

اور طعام کی چنداں قیمت نہ رہے گی بادشاہ کے حاجب نے تمسخر سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان کا روزن کھولے گا اور غلہ برساویگا جب بھی ایسا ارزاں نہ ہوگا حضرت الیسعؑ نے فرمایا کہ تو دیکھے گا کہ ارزاں ہوگا مگر تو اسمیں سے کھانے نہ پاوے گا اتفاقاً رات کے وقت دشمنوں کے لشکر میں گھوڑوں کی آواز اور ہتھیاروں کی صدا پڑی اور خوف دشمنوں کے دل میں پڑا کہ سب بھاگ گئے بنی اسرائیل محاصرہ سے نکل کر باہر میدان میں آئے اور تمام غلہ اور طعام دشمنوں کا تصرف میں لائے اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ کوئی غلہ کیطرف التفات بھی نہ کرتا تھا اور بنی اسرائیل نے متفق ہوکر اس حاجب کو جو تمسخر کرتا تھا بڑی ذلت سے ہلاک کیا اور کتب تواریخ میں بہت معجزے آنحضرت کے لکھے ہیں بنی اسرائیل کبھی ان کی متابعت کرتے تھے اور کبھی ان کی مخالفت اسواسطے وہ ملول رہتے تھے آخرالامر حضرت عزت کے حضور میں دعا کی اور رفاقت گروہ مقدس ملا اعلیٰ ملائک آسمانی کی چاہی جب دعا کی اجابت کا یقین ہوا تو ذوالکفل کو طلب کر کے خلافت اپنی ان کو عنایت کی اور ان کی روح نازنین حضور رب العالمین میں تشریف لے گئی۔

## ذکر حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا

حضرت ذوالکفل علیہ السلام بعد حضرت الیسعؑ کے نبی ہوئے اور ذوالکفل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تمام وصیتیں حضرت الیسع کی ہدایت کیں اور ارشاد بنی اسرائیل کی اور اجرائے احکام توریت کے اپنے ذمے لئے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت ذوالکفل شام کے بادشاہ کے مقرب تھے اس بادشاہ کو بنی اسرائیل سے بڑی عداوت تھی ہمیشہ بنی اسرائیل کے ملک میں فوج بھیجتا اور ایک جماعت کو قتل کرتا ایک بار بنی اسرائیل کی لڑائی کو بڑی فوج بھیجی اور اس فوج نے بعد مقابلے کے ایک سو آدمی علماء اور صلحاء یہود کے اسیر کر کے بادشاہ کے پاس روانہ کئے بادشاہ نے چاہا کہ ان کو قتل کرے حضرت ذوالکفل بادشاہ کے پاس گئے اور کہا کہ اب وقت بیوقت ہوگیا اور زمانہ سیاست کا گزر گیا ان کو میرے سپرد کر دیں ان کا کفیل ہوں کل صبح کو سیاست گاہ میں حاضر کروں گا بادشاہ نے سب لوگ ان کے سپرد کئے حضرت ذوالکفل ان کو اپنے شہر میں لے گئے اور طوق و زنجیر ان کے دور کئے اور تعظیم و توقیر نہایت کی اور کھانا کھلا کر آدھی رات کو چھوڑ دیا اور وہ طائفہ دشمن کے ہاتھ سے خلاص ہوا اور حضرت ذوالکفل کو بھی خدا نے بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا بعد اس دن کے یہود میں لقب ان کا ذوالکفل قرار پایا۔

## ذکر حضرت اشموئیل علیہ السلام کا

جب نبوت حضرت اشموئیلؑ پر قرار پائی اور دعوت ان کی آشکارا ہوئی بنی اسمٰعیل ایمان لائے

تب سب جمع ہو کر حضرت اشموئیل ؑ کے پاس آئے اور سوال کیا کہ ہمارے تئیں ضرور ہے کہ عمالقہ سے لڑائی کریں اور تابوت سکینہ جو ہم سے چھین لے گئے ہیں پھر لیویں تم ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کر دو جو ہم مقابلہ فی سبیل اللہ کریں حضرت اشموئیل نے فرمایا اگر تم وعدہ کرو جو خدا تمکو ایک بادشاہ دیوے تو تم اس کی فرمانبرداری کرو اور غزوہ کو جاؤ اور اس کے حکم سے برخلافی مت کرو جب انھوں نے قبول کیا اور وعدہ مستحکم دیا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا طالوت نام کہ سقائی یا گوالے کا کام کرتا تھا اور وہ ابن یامین سے تھا جب حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے طالوت کو بادشاہ کر کے بھیجا ہے بنی اسرائیل نے یہ بات سنکر بہت عار کی کہ کیونکہ اس کو سلطنت ملے گی اور ہم لائق تر ہیں سلطنت کے بہ نسبت اس کے حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ عادل و عالم ہے اس کی بخشش لیاقت اور استعداد پر موقوف نہیں جس کو چاہتا ہے اس کو ملک دیتا ہے اور حق تعالیٰ نے طالوت کو تم پر فضیلت دی بہت علم اور جسم میں یعنی علم اس کا تم سے زیادہ ہے اور جسم اس کا تم سے قوی ہے اور نشانی اس کی بادشاہت کی یہ ہے کہ وہ جا کر اکیلا تابوت سکینہ لاوے گا بنی اسرائیل نے کہا کہ اگر تابوت سکینہ لاوے گا تو ہم البتہ اس کی سلطنت پر اتفاق کریں گے اور اس کا حکم بجا لائیں گے اور حقیقت تابوت سکینہ کی یہ ہے کہ جب موسیٰ ؑ کی رحلت کا وقت نزدیک ہوا تو انھوں نے حق تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اگر بنی اسرائیل کو شرافت و کرامت عنایت کرے تو بعد میرے ان کو اس کے سبب سے دشمنوں پر ظفر اور نصرت ہو اور اس قوم کے تئیں سبب افتخار اور مشیخت کا ہوگا تب حق تعالیٰ نے حکم کیا کہ ایک تابوت بناؤ جب یہ حکم پایا تب حضرت موسیٰ ؑ نے شمشاد کے درخت کا ایک تابوت بنایا تین گز کا لمبا اور دو گز کا بلند اور دو گز کا چوڑا اور بند زریں سے اس کو محکم کیا اور بموجب حکم الٰہی کے وہ پتھر کہ جس سے بیابان تیہ میں چشمے پانی کے واسطے بنی اسرائیل کے جاری ہوئے اور ٹکڑے توریت کی لوحوں کے اور طشت جس میں انبیا کے قلوب دھوئے جاتے تھے اور لباس حضرت ہارون کا اور نعلین اپنی یہ سب بطریق تبرک اس تابوت میں رکھے اور سر اسکا محکم باندھا اور بنی اسرائیل کو سپرد کیا جب حادثہ بنی اسرائیل پر آتا یا کوئی بلا نازل ہوتی تو تابوت کو باہر نکالتے تو اللہ تعالیٰ ان کی بلا دفع کرتا اور دشمنوں پر فتح دیتا اور وہ تابوت کبھی بادشاہوں کے خزانے میں اور کبھی اعیان بنی اسرائیل کے پاس رہتا تھا یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے فسق سے عمالقہ ان پر غالب ہوئے اور تابوت سکینہ کو لوٹ کر لیگئے اور بت خانے میں بتوں کے قدم کے تلے رکھا صبح کو جو عمالقہ نے دیکھا تو تابوت بتوں کے سر پر دھرا ہے پھر آگ میں اس کو جلایا وہ نہ جلا پھر توڑنے لگے نہ ٹوٹا پھر اس کو پلید جگہ میں دفن کیا اور وہاں موتنا مقرر کیا جو شخص وہاں پیشاب کرتا تھا تو ناسور کی علت میں گرفتار ہو کر مر جاتا تھا ناچار ہو کر ایک گاڑی پر لاد کر دو بیل اس میں جوڑ کر اکیلی گاڑی چھوڑ کر اپنی ولایت سے باہر کیا ملائک نے اس گاڑی کو سیدھا بنی اسرائیل کے ملک میں پہونچایا بلکہ طالوت بموجب حکم حضرت اشموئیل واسطے تلاش کرنے تابوت کے جنگل کیطرف روانہ ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک گاڑی کو دو بیل کھینچتے ہوئے اکیلے لاتے ہیں طالوت نے علامتوں سے پہچانا اور

بے تکلف گاڑی پر سوار ہو کر مع تابوت حضرت اشموئیل کے حضور میں حاضر ہوئے بنی اسرائیل متعجب اور خوش ہوئے اور فرمانبرداری میں ملک طالوت کے کمر باندھی اور آگے اس سے جالوت بادشاہ فلسطین کا کئی بار بنی اسرائیل کو غارت کر کے لے گیا تھا اور مردوں کو قتل کر کے عورتوں کو باندی بنایا تھا اور باقی لوگوں پر جزیہ لگایا تھا اب انتقام کے واسطے بموجب حکم حضرت اشموئیل ؑ ہمرکاب طالوت کے اسی ہزار مرد جنگی روانہ ہوئے اور جالوت ان کی خبر سنکر مقابلے کو آیا جب بیابان میں پہونچے تو ملک طالوت نے فرمایا کہ اے لوگو ہمارے راستے میں ایک نہر پانی کی آوے گی جو اس میں پانی پیوے گا سو غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور پیاس اس کی نہ بجھے گی اور جو کوئی نہ پیوے گا اور ایک چلو پر صبر کریگا وہ سلامت رہیگا جب یہ لشکر بیابان سے باہر نکلا اور نہر پر پہونچا لوگ بے اختیار ہو کر پانی پر گر ے ہر چند پانی پیا سیراب نہ ہوئے اور پیٹ ان کے پھول گئے اور بولے کہ ہم کو جالوت کے ساتھ طاقت لڑائی کی نہیں ہے فقط چار ہزار آدمی جو فرمانبردار تھے اور ایک چلو پانی پر صبر کیا تھا ہمراہ طالوت کے ہوئے اور چھہتر ہزار آدمی سب رہ گئے اور جالوت ایک لاکھ مرد تیغ زن لیکر ملک طالوت کے مقابل آیا طالوت نے دلاوران صف شکن کو ساتھ لیکر اول جناب الٰہی سے دعا مانگی رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ۝ اے رب ہمارے ہمیں صبر اور ثبات قدم عنایت کر اور ہم کو قوم کفار پر فتح دے کہتے ہیں ان چار ہزار آدمیوں سے بھی اکثر رہ گئے صرف تین سو تیرہ آدمی موافق عدد اصحاب بدر کے باقی رہے جالوت نے اس جماعت قلیل کو دیکھا نہایت عار و ننگ اس کو آئی کہ اتنے سے آدمیوں پر صف آرا ہونا کمال ناموسی ہے اسواسطے خود ابلق گھوڑے پر سوار ہو کر اور ہتھیار باندھ کر میدان میں آیا اور طالوت کو اپنی لڑائی کے واسطے طلب کیا کہ اگر طالوت باہر نہ آوے تو ایک اور آدمی کو پسند کر کے بھیجے تا جنگ آزمائی کروں طالوت نے حکم کیا کہ جو شخص میری فوج میں سے مقابلہ کر کے اس کو مارے گا تو میں اپنی بیٹی اجمل النساء عالم ہے اس کے نکاح میں دوں گا اور نصف ملک اس کے اختیار میں دوں گا ہر چند طالوت نے اس بات کو مکرر کہا مگر کسی کو شوکت اور عظمت اور شجاعت سے جالوت کی ہمت نہ بندھی جو اس کے مقابل ہووے اسواسطے کہ وہ کافر شجاعت اور جسامت اور جرارت میں اپنا مثل نہ رکھتا آخرالامر داؤد بن الیشا نے ایک گوشے سے نکل کر طالوت کے پاس آن کر جالوت کے مقابلے کا ذمہ لیا اور مانند شیر غران کے کھڑے ہوئے۔

## ذکر حضرت داؤد علیہ السّلام کا جالوت سے لڑنے اور جالوت کے مرنیکا

حضرت داؤد بنی یہودا ابن یعقوب کی اولاد سے ہیں اور یہ تیرہ بھائی تھے حضرت داؤد سب سے عمر میں کم اور جسم اور نظر میں حقیر تھے اور گوالے کا کام کرتے تھے ایک فلاخن یعنے گوپھن پاس رکھتے تھے اور جس کو ان کے ہاتھ کی گوپھن پہونچتی تھی وہ مرجاتا تھا اور جب طالوت واسطے لڑائی جالوت کے مامور ہوئے تو حق تعالیٰ نے حضرت اشموئیل کیطرف وحی نازل کی کہ قاتل جالوت الیشا کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا

ہے کہ فلانی زرہ اس کے تن پر درست ہوگی حضرت اشموئیلؑ ایشلک کے گھر تشریف لے گئے اور سب بیٹوں کو طلب کیا بارہ بیٹوں کو ان کے باپ نے حاضر کیا یہ سب بلند بالا اور خوبصورت تھے سب کے قدوں سے اس زرہ کو ناپا کسی قد پر برابر نہ بیٹھی حضرت اشموئیل نے پوچھا کہ کوئی اور فرزند ہو تو حاضر کرو باپ نے عرض کیا کہ ایک میرا بیٹا سب سے چھوٹا دبلا پتلا زرد آنکھیں حقیر جسم ہے بکریاں جنگل میں چراتا ہے حضرت اشموئیلؑ خود جنگل کیطرف تشریف لے گئے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ پہنائی اس قد ہمایوں پر درست آئی القصہ جب ندا طالوت کی بیٹی اور آدھے ملک کی حضرت داؤد علیہ السلام نے سنی تو بھائیوں سے کہا کہ تم کس واسطے جالوت کے قتل کا عزم نہیں کرتے جو ملک بھی ملے اور بادشاہزادی بھی ہاتھ لگے بھائیوں نے کہا تو صرف جنون اور بے وقوفی سے یہ بات کہتا ہے کس کی طاقت ہے جو کوئی جالوت کے سامنے جائے گا حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ میں اس کو ماردوں گا اور بھائیوں کے بے اجازت منادی سے کہا کہ حضور میں بادشاہ کے منادی کرو میں جالوت کا بھیجا نکالوں گا منادی نے جا کر عرض کی کہ کوئی شخص اقبال جالوت کے مقابلے کا نہیں کرتا مگر ایک نوجوان بنی اسرائیل کا۔
بادشاہ نے حضور میں داؤد کو طلب کیا اور ان سے حال پوچھا انہوں نے فرمایا کہ اے بادشاہ اگر تو اپنے وعدہ کو وفا کرے تو ابھی جا کر جالوت کو قتل کرتا ہوں اور اس کے لشکر کو درہم برہم کرتا ہوں ملک طالوت نے متعجب ہو کر کہا کہ تو ایسے حقیر جثے اور ضعیف تن سے کیا مقابلہ جالوت کا کرے گا وہ شخص قوی ہیکل اور شیر پنجہ ہے تو نے اپنے تئیں نیزہ بازی و تیر اندازی و شمشیر زنی میں آزمایا ہے داؤدؑ نے جواب دیا کہ بکریاں چرانے کے وقت کبھی کوئی شیر اور چیتا میری بکریوں کا قصد کرتا ہے تو میں اس گوپھن سے اس کے جسم کو چیر ڈالتا ہوں اور بغیر شمشیر اور خنجر کے ان کے اعضا کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہوں جب طالوت نے داؤد کے تئیں واسطے لڑائی کے مضبوط اور مستعد پایا ایک گھوڑا اور زرہ دے کر روانہ کیا جب وہ عالی مقام کئی قدم چلے تو پھر آئے اور گھوڑا اور زرہ ملک طالوت کے پاس بھجوا دیا طالوت نے اور مصاحبوں نے گمان کیا کہ شاید جالوت سے ڈر کر پشیمان ہوا پوچھا کہ گھوڑے اور زرہ کے رد کرنے کا کیا سبب ہے داؤد نے جواب دیا کہ مجھ کو گھوڑے پر چڑھ کر مع زرہ عادت لڑائی کی نہیں اگر حکم ہو تو میں پیادہ اسی وضع سے میدان میں جا کر لڑوں بادشاہ نے کہا کہ تو مختار ہے حضرت داؤدؑ اپنا توبڑا اور فلاخن بغل میں اور لاٹھی ہاتھ میں لے کر میدان میں مقابل جالوت کے کھڑے ہوئے جالوت نے پوچھا کہ تو یہاں کس واسطے آیا ہے فرمایا کہ آیا ہوں جو تجھ سے لڑوں اور تیرے سر کا بھیجا نکالوں جالوت نے بطریق تمسخر کے کہا کون سے ہتھیار سے لڑائی لڑے گا تجھ میں جتنی قوت ہے یہ لاٹھی مار اور بعد از قیل و قال کے حضرت داؤد نے اپنے توبڑے میں ہاتھ ڈال کر اور پتھر نکال کر گوپھن میں رکھا اور اللہ اکبر کہہ کر جالوت کے سر پر ایسا مارا کہ خود جالوت کا جو ایک سو بیس رطل کا تھا سر نامبارک سے گر پڑا اور اس پتھر کے تین ٹکڑے ہوئے ایک تو پیشانی نامبارک جالوت پر لگ کر دماغ توڑ کر پیچھے گرا اور دو ٹکڑے ایک سیدھی طرف ایک الٹی طرف پران ہوئے اور حضرت داؤدؑ کی تکبیر کیساتھ وحوش وطیور و ملائک نے جو تسبیح پڑھتے تھے موافقت کی تو اس آواز کے ولولے سے ایسی آواز ہیبت کی

دشمنوں کے کانوں میں پہونچی کہ اُن کے دلوں میں خوف اور رعب بھر گیا اور ایک بارگی لشکر بھاگ نکلا اور بنی اسرائیل نے تیغ بیدریغ چلانی شروع کی اور حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کے سر کا بوجھ جو مانند پہاڑ کے تھا جدا کر کے تن ناپاک سے سبکدوش کیا اور ملک طالوت کے سامنے لاکر زمین پر رکھ دیا اہل توحید نہایت خوشی سے مظفر اور منصور اپنے ملک کو پھر آئے بعد چند روز کے داؤدؑ نے بادشاہ سے التماس کی کہ اپنے وعدے کو وفا کرو طالوت اپنی بات سے پشیمان ہوا اور یہ کلام اس پر گراں گزرا لیکن ظاہرداری سے داؤدؑ کو کہا کہ میں اپنے قول پر مستقیم ہوں بعد اس کے مشائخ بنی اسرائیل کے حضرت اشموئیل کے حضور میں گئے اور اشموئیلؑ نے طالوت کو برخلافی عہد سے ملامت کی بادشاہ نے جبراً و کرہاً بیٹی داؤدؑ کے سلک عقد میں کھینچی حضرت داؤدؑ کا ذکر خاص و عام میں ہوا اور تمام بنی اسرائیل کے دل میں ان کی محبت کا مقام ہوا اور دوستی ان کی ادنیٰ و اعلیٰ کی مصیبت پر جمی اس سبب سے طالوت کو زیادہ حسد ہوا لیکن جب تک اشموئیلؑ باحیات تھے اس کو مجال دم مارنے کی نہ تھی بعد وفات اشموئیلؑ کے طالوت نے داؤدؑ کے قتل کی مشورت وزیروں سے کی انہوں نے کہا کہ یہ بات اسوقت ہو جو تمہاری بیٹی بھی اس کام میں شریک ہو طالوت بیٹی کے گھر گیا اور اس سے یہ بھید کہا بیٹی نے ظاہر میں باپ کی خاطر سے کہا کہ میں اس مقدمے میں کوئی حیلہ کروں گی اور تم کو خبر دوں گی طالوت اس بات سے خوش ہو کر گھر گیا اس بی بی نے یہ راز حضرت داؤدؑ سے کہدیا بعد چند روز کے حضرت داؤدؑ کی صلاح سے ایک مشک شراب سے بھر کر آدمی کے قد کی برابر پلنگ پر ڈالی اور جامے حضرت داؤدؑ کے اس پر پہنائے اور باپ سے کہا کہ داؤدؑ نے آج شراب بہت پی ہے بیہوش پڑا ہے اور اس زمانے کی شریعت میں شراب پینا جائز تھا طالوت فرصت کو غنیمت جان کر آیا اور ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا ایسا لگایا کہ دو ٹکڑے کر دئے اور حضرت داؤدؑ غائب ہو گئے اور اس کی بیٹی نے حضرت داؤدؑ کے مارے جانے کی شہرت کر دی کہتے ہیں کہ ایک روز طالوت شکار کو گیا تھا حضرت داؤدؑ کو جنگل میں اس نے پہچانا اور گھوڑا ان کے پیچھے دوڑایا لیکن حضرت داؤدؑ نے اپنے گھوڑے کو ایسا دوڑایا کہ طالوت اس کی گرد کو نہ پہونچا طالوت نے جاسوس ان کے ڈھونڈنے کو بھیجے اور نہایت ظلم سے شرفائے ملک کا قتل کرنا شروع کیا اور جہاں عالم کا نام سنتا تھا اس کو قتل کرتا تھا ایک عورت ضعیفہ کو اس کے پاس لے گئے کہ یہ بھی علم سے واقف ہے اور اسم اعظم اس کو آتا تھا طالوت نے اس کو بھی پیادے کے حوالے کیا کہ مار ڈالے اس پیادے کو اس پر رحم آیا اس نے بڑھیا کو اپنے گھر میں چھپایا بعد مدت کے طالوت اپنے حرکات سے پشیمان ہوا اور قبرستان میں رات کو جا کر رویا کرتا شب کو ایک قبر سے آواز آئی کہ اے طالوت تو نے ایسے بدکام کئے کہ علما اور انبیا بنی اسرائیل کا نام دنیا سے مٹا دیا اور تمام زندوں کو ستایا اب مردوں کو ایذا دینے آیا ہے اس آواز کے سننے سے نہایت بیقراری کی اور رونے لگا اس پیادہ کو جس نے اس ضعیفہ کو چھپایا تھا طالوت کے حال پر رحم آیا اس نے سبب رونے کا پوچھا طالوت نے کہا کہ اگر کوئی عالم روئے زمین پر باقی ہو تو مجھ کو لے چل جو میں اپنا حال کہہ کر راہ نجات کی پوچھوں اس نے کہا کہ اگر تو مجھ کو قتل نہ کرے تو میں تجھکو ایک

شخص بتلاؤں کہ وہ تجھکو راہ صواب بتاوے گا بعد قول و قرار کے وہ پیادہ اس عورت زاہدہ کے پاس لے گیا طالوت نے اپنی توبہ کے قبول اور عدم قبول کا ذکر کیا وہ ضعیفہ بولی کہ یہ تو میں نہیں جانتی مگر اشموئیل کی قبر پر چل وہاں سے کچھ کشائش کار ہوگی جب یہ تینوں حضرت اشموئیل کی قبر پر گئے اور بڑھیا نے قبر کو صاف کیا اور اسم اعظم کا وسیلہ کر کے بولی کہ اے صاحب قبر تو نکل حضرت اشموئیل کی قبر پھٹی اور متحیر ہو کے بولے کہ کیا قیامت قائم ہوئی انہوں نے احوال طالوت کے ظلموں کا اور توبہ کے نہ قبول ہونے کا مفصل بیان کیا حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ توبہ تیری جب قبول ہوگی کہ تو اور تیرے بیٹے غزوہ کو جاویں وہ سب بیٹے تیرے حضور میں شہید ہوویں اور بعد اس کے تو بھی جہاد میں مارا جاوے حضرت اشموئیل یہ کہہ کر قبر میں گئے اور قبر برابر ہوگئی طالوت نہایت غمگین ہو کر آیا کہ شاید میرے بیٹے رفاقت کریں یا نہیں بیٹوں نے باپ سے احوال سن کر عزم بالجزم کیا اور مرنے پر مستعد ہوئے اور کفار کے غزوہ پر گئے اور فوج کو خبر اپنے دئیے بروقت مقابلے صفوں کے اول تو پے در پے طالوت کے بیٹے شہید ہوئے پھر طالوت تنہا گھوڑا اٹھا کر فوج اعدا پر گیا اور سخت لڑائی کی اور شہید ہوگیا اور بعد طالوت کے سلطنت بنی اسرائیل کی حضرت داؤد پر مقرر ہوئی اور اعلیٰ و ادنیٰ نے ان کی متابعت پر کمر باندھی۔

## ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کی رسالت اور خلافت کا

جب بعد وفات اشموئیل اور ملک طالوت کے نبوت کی خلعت اور سلطنت کی قبا حضرت داؤدؑ کے قامت پر درست ہوئی اور ان سے آگے ایک سبط میں سے نبی اور ایک سبط سے بادشاہ ہوتا تھا مگر حضرت داؤدؑ رسالت اور سلطنت کے جامع ہوئے جب خلافت ان کی منتقل ہوئی تو حق تعالیٰ نے زبور نازل کی اور وہ مشتمل تھی وعظ اور حکمت پر اور حق تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو ایسا حسن صوت عنایت کیا تھا کہ جس وقت زبور پڑھتے تھے تو وحوش اور طیور اور چارپائے اور درندے [آواز ۱۲] آس پاس ان کے جمع ہوتے تھے اور ایک سے دوسرے کو ضرر نہ پہونچتا تھا اور حضرت داؤدؑ بڑے عابد اور نرم دل تھے اور فقرا اور مساکین پر شفقت کرتے تھے اور اکثر اوقات لباس بدل کر شہر اور بازار میں پھرتے اور آنے جانے والوں سے پوچھا کرتے کہ داؤد کیسا ہے لوگ اس سے راضی ہیں یا نہیں ایک روز فرشتہ مسافر کی صورت پر ظاہر ہوا اس سے انھوں نے پوچھا داؤد کیسا شخص ہے جواب دیا اگر داؤد میں ایک خصلت نہ ہوتی تو بہترین مخلوقات تھا پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا خوراک اس کی اگر بیت المال سے نہ ہوتی تو بہت خوب ہوتا حضرت داؤدؑ متنبہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ یا الٰہی میرے تئیں ایسا پیشہ تعلیم کر کہ میری اور میرے عیال کی گزران اس سے چلے اللہ تعالیٰ نے زرہ بنانے کی صنعت ان کو سکھائی اور لوہا ان کے ہاتھ میں مانند موم کے نرم کر دیا کہ بغیر کوٹنے اور پیٹنے کے اور آگ میں گرم کرنے موم سا ملائم ہوتا تھا اور اوقات اپنی چار قسم پر تقسیم کی تھی ایک روز علما اور اہل دانش سے ملاقات تعلیم اور تعلم کی رہتی

تھی اور ایک روز مسند قضا پر بیٹھ کر عدل کرتے اور ایک روز عبادت اور مناجات خالق میں مشغول رہتے اور ایک روز معاش حلال میں اپنے عیال کے ساتھ مصروف رہتے ایک روز ایک شخص نے ایک اشراف بنی اسرائیل پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرا بیل چھین لیا نہیں دیتا ہے مدعا علیہ نے انکار کیا حضرت داؤدؑ نے مدعی سے گواہ مانگے وہ غریب اقامت بینہ سے عاجز ہوا حضرت داؤدؑ کے قلب پر اس مدعی کے صدق اور زاری نے اثر کیا لیکن بغیر گواہوں کے حکم نہ دے سکتے تھے رات کو حضرت داؤدؑ نے خواب میں دیکھا کہ مدعی سچا ہے مدعیٰ علیہ واجب القتل ہے اس کو قتل کر دوسرے دن جب بیل دلوانے کا حکم حضرت داؤد نے دیا مدعیٰ علیہ نے عرض کی کہ یہ کس شرع میں جائز ہے کہ بغیر اثبات دعوے کے مال دلواتے ہو اور شہر کے آدمی بھی اس حکم سے تعجب کرتے تھے کہ یہ صرف ظلم ہے حضرت داؤد نے فرمایا کہ اب بہتر تیرے حق میں یہ ہے کہ بیل بھی دے اور اپنا سب مال بھی دے اس حکم سے زیادہ حیرت لوگوں کو ہوئی مدعا علیہ پھر واویلا کرنے لگا کہ تم پیغمبر ہو کر مجھ پر ظلم کرتے ہو تیسرے دن حکم دیا کہ اپنا مال اور متاع اور قبیلہ اور بیٹی اور بیٹا سب مدعی کو دے اور تجھ کو قتل کروں گا تمام شہر کے لوگ دانتوں میں انگلیاں پکڑتے تھے اور اس معاملے کو ظلم صریح جانتے تھے آخر حضرت داؤد نے مدعا علیہ کو پابہ زنجیر کیا اور شہر میں منادی کی کل سب لوگ شہر سے باہر حاضر ہوں اور اس مدعا علیہ کے انصاف کا حال دیکھیں غرض دوسرے دن بموجب حکم کے ایک عالم شہر سے باہر جمع ہوا اور مدعا علیہ کو سولی کے تلے کھڑا کیا اور حضرت داؤد نے ایک درخت کی جڑ کھودنے کا حکم دیا وہاں مدعی کا باپ مقتول دفن تھا اور اس کی چھری کہ جس پر نام مقتول کا کندہ تھا اس کے ساتھ پائی گئی حضرت داؤد نے فرمایا کہ یہ مدعا علیہ مدعی کے باپ کا غلام تھا اس نے اپنے مالک کو قتل کیا اور اس کا مال و اسباب لے کر یہ قابض ہوا اب یہ بے انصاف اپنے مالک کے بیٹے کو کہ جس کا سب مال تھا ایک بیل دینے پر راضی نہ ہوا اس واسطے بموجب حکم الٰہی کے اس کو قصاص میں قتل کرتے ہیں اور یہ سب مال مدعی کو دلواتے ہیں اس معاملے کے ہونے سے ہیبت حضرت داؤدؑ کی لوگوں کے دلوں میں اس قدر غالب ہوئی کہ مقدور نہ تھا جو خلوت میں بھی خلاف شرع کر سکیں آیۂ کریمہ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ اشارہ ہے اسی تشدد کی طرف

# ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کے فتنے کا

کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت داؤدؑ اپنی محراب عبادت میں زبور پڑھتے تھے کہ ناگاہ ایک مرغ مانند کبوتر کے ظاہر ہوا کہ جسم اس کا سونے کا اور بازو مانند دیبا کے مرصع ... اور منقار یاقوت کی اور آنکھیں مانند زمرد کے اور پاؤں فیروزے کے تھے ایک روزن سے نکل کر حضرت داؤد کے سامنے بیٹھا حضرت داؤد اس کے حسن و لطافت سے متعجب ہوئے اور خیال کیا کہ اس کبوتر

کو پکڑ کر اپنے چھوٹے بیٹے کو دوں کہ وہ بہت خوش ہوگا جب اس پر ہاتھ ڈالا تو تھوڑا سا دور ہو گیا حضرت داؤدؑ زبور پڑھنے سے غافل ہو کر اس کبوتر کیطرف متوجہ ہوئے وہ کبوتر روزن سے نکل گیا حضرت داؤدؑ سطح پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھتے تھے کہ وہ کبوتر کدھر گیا اس حال میں دیکھا کہ وہ کبوتر اوریا کے باغ میں گیا سطح کے کنارے آن کر باغ کی طرف دیکھا تو ناگاہ چشم مبارک آں حضرت کی ایک عورت صاحب جمال پر پڑی کہ اس باغ کے حوض میں غسل کرتی ہے اس بی بی نے جو مرد کی صورت کا عکس پانی میں دیکھا تو اپنے بالوں کو بکھیر کر اپنے بدن پر ڈالا اور تمام بدن اپنا بالوں سے چھپایا حضرت داؤد کی خاطر شریف میں میل تمام اس کے نکاح کا آیا اور دل میں خیال گذرا کہ اگر اوریا قتل ہو جاوے گا تو میں اس کو نکاح میں لاؤں گا اور بعضی روایتوں میں یوں ہے اوریا کو بلا کر اس سے التماس کی تو اپنی منکوحہ کو طلاق دے جب اس نے انکار کیا اور بعد اس کے وہ اپنی خوشی سے جہاد میں جا کر شہید ہوا تب آں حضرت نے اس عورت کو اپنے نکاح میں لیا اور مفسرین معتبر یوں لکھتے ہیں کہ وہ عورت اوریا کی منکوحہ نہ تھی بلکہ اسکی نسبت کا پیغام گیا تھا اور اس کے والی راضی ہو چکے تھے اور بعد اس کے حضرت داؤدؑ کا پیغام نسبت کیا اس کے والیوں نے ان کے پیغام کو مقدم کر کے قبول کیا اتنی بات بھی جناب الٰہی کو ناپسند ہوئی اس واسطے مورد عتاب ہوئے القصہ بعد شہید ہونے اوریا کے اور گزرنے عدت کے اس بی بی کے تئیں پیغام آں حضرت گیا اس نے کہا اس شرط پر قبول کرتی ہوں کہ اگر بیٹا مجھ سے تولد ہو تو ولی عہد اس کو کریں حضرت داؤد راضی ہوئے اور عفیفہ کو نکاح میں لائے اور ان سے حضرت سلیمان پیدا ہوئے اور سلطنت اور اس نبوت کے مالک ہوئے جیسا کہ عنقریب بیان آوے گا جب ایک مدت گزری اور حق تعالے کو حضرت داؤدؑ کا سبقت کرنا اس مقدمے میں ناپسند ہوا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو معلوم نہیں تھا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے ان کو متنبہ کیا اور کیفیت تنبیہ کی یوں ہے کہ جب حضرت داؤدؑ عبادت خانے میں زبور پڑھتے تھے تو سی ہزار آدمی واسطے پاسبانی کے گرد و پیش مستعد رہتے تھے مقدور نہ تھا کہ کوئی پرندہ وہاں پر مار سکے ناگہاں دو آدمی محراب میں عبادت خانہ کے دیکھے آپ دل میں ڈرے کہ بے رخصت چوکی پہرے میں انکا آنا یہاں کس طرح پر ہوا شاید یہ دشمن ہیں انھوں نے عرض کی ڈرو مت ہم دونوں میں خصومت ہے ہمارا فیصلہ وانصاف کرو حضرت داؤدؑ نے پوچھا تمہاری خصومت کیا ہے ایک نے ان میں سے کہا کہ اس بھائی کی ننانوے بکریاں اور میری ایک اس نے میری وہ بکری بھی زبردستی لے لی حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا جو تیری ایک بکری اپنی بہت سی بکریوں میں ملا لی جب حضرت داؤدؑ حکم سے فارغ ہوئے تو یہ دونوں ایک دوسرے کیطرف دیکھ کر ہنسے اور کہا قَضَی الرَّجُلُ عَلٰی نَفْسِہٖ یعنی اس شخص نے اپنے نفس پر حکم کیا اور فی الحال نظروں سے غائب ہو کر آسمان کیطرف چلے گئے حضرت داؤدؑ نے جانا کہ یہ فرشتے تھے کہ مجھ کو لغزش پر تنبیہ کر کے غائب

ہو گئے حضرت داؤد علیہ السلام متنبہ ہوئے اور چالیس دن تک سوائے نماز اور وضو کے سجدے سے سر نہ اٹھایا اور اتنا روئے کہ ان کے آب چشم سے گھاس جم گئی جب خطاب آیا کہ میں نے تیرا گناہ معاف کیا لیکن اوریا کی قبر پر جا اور اس سے معافی چاہ میں اس کو تیری خاطر سے زندہ کروں گا جب آپ اس کی قبر پر گئے اور اس کا نام لے کر پکارا وہ بولا یا نبی اللہ تم کس واسطے تشریف لائے اور مجھ کو خواب خوش سے جگایا حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے تیرے حق میں گناہ صادر ہوا تو مجھ کو بخش دے اوریا نے کہا آپ کی بدولت میں نے بہشت بریں پائی اعلیٰ علیین میں پہونچا میں نے معاف کیا جب حضرت داؤدؑ اس کی قبر سے خوش ہو کر پھرے خطاب آیا کہ داؤد میں حاکم عادل ہوں اور معاف کروانے میں قول مجمل کافی نہیں تفصیل حال اوریا سے کر کے معافی مانگو جب دوبارہ قبر اوریا کے گئے اور پکارا اور تفصیل کی کہ میں نے چاہا تھا کہ تو اگر شہید ہوگا تو میں تیرے قبیلے کو نکاح میں لاؤں گا جب تو شہید ہوا تو میں نے تیرے قبیلے سے نکاح کیا تین بار حضرت داؤد نے پکارا پر جواب اوریا نے نہ دیا اور حضرت داؤدؑ وامصیبتا واویلا کرتے اور کہتے تھے یا الٰہی جب داد مظلوموں کی ظالم سے دلوائی جاوے گی تو میرا کیا حال ہو گا پھر حکم ہوا کہ میں نے تیرا گناہ بخشا حضرت داؤدؑ نے عرض کی کہ تو تو کریم و رحیم ہے لیکن اوریا معاف نہیں کرتا حق تعالیٰ نے خطاب کیا کہ روز قیامت کو میں اوریا کو اتنی نعمتیں اور حور و قصور دوں گا کہ وہ خوش ہو کر تیرا قصور معاف کریگا حضرت داؤدؑ خوش ہوئے کہتے ہیں کہ بعد اس معاملے کے حضرت داؤد تیس برس زندہ رہے اور اکثر شہر سے باہر نکلتے تھے اور لوگوں کو جمع کرتے اور زبور پڑھ کر اپنے گناہ کا نوحہ کرتے تھے بعضی مجلسوں میں بسبب خوبی آواز دلسوز جانگداز کے کئی آدمی مرجاتے تھے غرض اس مصیبت کے سبب سے اکثر انتظام سلطنت کا بگڑ گیا آخر الامر حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو جو ولی عہد تھے وصی کیا اور خود جوار رحمت الٰہی میں رونق افروز ہوئے

# ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا

اہل تاریخ کہتے ہیں کہ ولادت حضرت سلیمان کی اوریا کی منکوحہ سے بعد توبہ قبول ہونے کے ہوئی اور ایام طفولیت سے ان کی پیشانی مبارک پر آثار بزرگی کے ظاہر تھے اور صغر سن میں احکام عجیب حضرت سلیمان سے ظہور میں آئے کہ حیرت افزائے عالم تھے حضرت داؤد لڑکپن میں بڑے کاموں میں ان سے مشورت کرتے تھے منجملہ ان میں سے وہ حکم جو قرآن شریف میں مذکور ہے بیان کرنے میں آتا ہے دو شخص تھے ایک کا نام یوحنا دوسرے کا نام ایلیا یوحنا کی بکریوں نے ایلیا کا کھیت کھایا جب داؤدؑ کے حضور میں یہ مقدمہ پیش ہوا قیمت کھیت کی نقصان کے برابر قیمت تمام بکریوں کی تجویز میں آئی حضرت داؤد نے تمام بکریاں یوحنا کی ایلیا کو زراعت

کے نقصان میں دیں جب یوحنا محکمۂ عدالت سے روتا ہوا باہر نکلا اور حضرت سلیمانؑ نے حکم داؤدؑ کا سنا تو فرمایا جناب نے بہت اچھا انصاف فرمایا لیکن مجھ کو اگر اس مقدمے میں حکم کرتے تو میں ایسا حکم کرتا کہ دونوں راضی ہو جاتے حضرت داؤدؑ کو یہ خبر پہونچی تو فرزند ارجمند کو بلا کر پوچھا انہوں نے بعد مبالغہ اور تاکید حضور کے عرض کی نقصان مدعی کے مال کا دلوانا عین انصاف سے ہی لیکن اگر کھیت والے کو بکریاں سونپ کر حکم ہوتا کہ ان بکریوں کے دودھ اور پشم اور بچوں سے منفعت لے اور بکری والے کو ارشاد ہوتا کہ تو اس کے کھیت کو پانی دے اور پرورش کر جب حالت اول کو پہونچے تو مدعی کا کھیت دے کر اپنی بکریاں لیجیو تو زیادہ مناسب تھا حضرت داؤدؑ نے حکم اول کو موقوف کر کے مطابق تجویز سلیمانؑ کے حکم کیا متخاصمین خوش ہو کر دعا دیتے چلے گئے حضرت داؤدؑ نے اس فرزند عالی مقام کے سر مبارک کو چوم کر جواہر دعا کے نثار کیے جب سلطنت حضرت سلیمانؑ کی مستقل ہوئی تو حق تعالیٰ نے جن و انس و وحوش طیور اور ہوا کو ان کا مسخر اور فرمانبردار کیا حضرت سلیمانؑ نے جنات کو حکم کیا کہ ایک فرش بقدر طول و عرض لشکر کے تیار کرو اور جس چیز کی کارخانہ سلطنت میں احتیاج ہو سب مہیا کر کے فرش پر رکھو جب عزم سیر کا کرتے تو باد کو حکم دیتے کہ اس فرش کو کمال احتیاط سے بے نشیب فراز اٹھا کر مع فرش منزل مقصود تک اڑے جب صبح کے وقت ملک شام سے روانہ ہوتے تو چاشت کے وقت بقدر ایک مہینے کی راہ کے ملک اصطخر میں پہونچتے اور عصر کے وقت جو اصطخر سے روانہ ہوتے تو شام کا کھانا کابل میں نوش جان فرماتے غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ سے یہی مراد ہے

# بیان بیت المقدس بنانے کا

حضرت داؤدؑ نے بنیاد بیت المقدس کی ڈالی تھی لیکن تمامیت اس کی بموجب وحی الٰہی کے حضرت سلیمانؑ پر موقوف تھی اس واسطے حضرت سلیمانؑ نے اپنے عہد دولت میں استادان چابکدست کو جمع کیا اور بنیاد ایک شہر کی ڈالی کہ جس کی بنا سنگ سفید سے کی اور بارہ برج بنائے پھر دیووں کو جواہر کے کانوں میں بھیجکر لعل و یاقوت و فیروزہ و زمرد اور چاندی اور سونا نکلوانا شروع کیا اور بعضے جنوں کو دریا میں موتی نکالنے کیلئے مقرر کیا اور ایک فوج ان کی پتھر لانے کو مقرر ہوئی جب سامان تیار ہوا تب سنگ تراشوں نے سفید اور سبز اور زرد پتھر ترتیب مناسب سے لگا کر چار دیواری مسجد کی تیاری کی اور ستون اس کے شفاف پتھروں سے نصب کیے اور دیواروں کی چھت کو موتی اور جواہر آبدار سے مرصع کیا کہ ان کی روشنی اور براقی سے وہ عبادت خانہ شب تاریک میں مانند روز روشن کے منور رہتا تھا اور احبار بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو یہ گھر خالصاً لوجہ اللہ بنا ہے چاہیے کہ ایک ساعت علمائے ربانی اور اولیائے حقانی سے خالی نہ رہے ایک مدت تک یہی کارخانہ جاری تھا

ع۵ صبح کو سیر ان کی ایک مہینے کی اور سہ پہر کو سیر ان کی ایک مہینے کی ۱۲

جب بخت نُصّر ملک شام پر مسلط ہوا تو اس نے شہر کو خراب کیا اور موتی اور جواہر مسجد سے اکھیڑ کر اپنے دار الملک میں لے گیا القصہ حضرت سلیمان ؑ محکمۂ عدالت پر بیٹھے تو حضرت آصف وزیر اعظم تخت کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر فیصلہ معاملات کا کرتے اور چار ہزار عالم دست راست پر اور چار ہزار خواص اور چار ہزار جن و پری کمر بستہ خدمت میں رہتے اور پرندے اس اہل مجلس پر اپنے پروں کا سایہ ڈالتے تھے اور وقت زوال تک عدالت میں رہتے بعد اس کے دیوان معلی میں رونق افروز ہوتے اور باورچی خانے میں سات سو گاڑی آٹا اور اسی کے موافق رنگ برنگ کے سالن پکتے لوگوں کو کھلاتے اور خود بدولت زنبیل بنا کر اس کو بیچ کر جَو کی روٹی مسکینوں کے ساتھ کھاتے۔

# بیان بلقیس علیہ السلام کا

حضرت سلیمان ؑ نے ہر ایک پرندے کو ایک مہم کے واسطے مقرر کیا تھا ان میں سے ہُدہُد واسطے دریافت کرنے پانی کے مقرر تھا اس واسطے کہ وہ پانی کو زمین کے نیچے ایسا دیکھتا تھا کہ جیسے آدمی شیشے میں روغن کو دیکھتا ہے ایک روز سلیمان ؑ اپنے تخت رواں سے نماز کے واسطے اترے اور لشکر کو حکم کھانا پکانے کا دیا ہُدہُد نے خیال کیا کہ جب تک سلیمان نماز میں مشغول ہیں تب تک تو اڑ کر اس ملک کے طول و عرض کو معلوم کر لے۔ اس خیال میں اڑا اور ایک شہر میں پہونچا کہ تمام نہروں اور باغوں سے آباد تھا اور عمارت خوشنما تھی ایک باغ میں اترا اور ایک ہُدہُد سے ملاقات کی اس ملک کا حال پوچھا اس نے کہا اس شہر کا نام شہر سبا ہے اور بادشاہ یہاں کی ایک عورت ہے جسکا نام بلقیس ہے اور بارہ[۱۲] سردار ہیں ہر ایک سردار کے حکم میں ایک لاکھ مرد مقابل جنگی ہیں اور بادشاہ اور رعیت سب آفتاب پرست ہیں ہُدہُد یہ حال دریافت کر کے پھرا حضرت سلیمان نے جب ہُدہُد کو غائب پایا تب کرگس سے پوچھا اس نے عرض کی کہ مجھ کو معلوم نہیں لشکر پیاسا ہوا اور ہُدہُد موجود نہ تھا جو پانی کا ٹھکانا بتا دے اس واسطے حضرت سلیمان بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر حجت روشن نہ بیان کریگا تو میں اس کو قید کروں گا یا ذبح کر ڈالوں گا اور عقاب اس کی تلاش کے واسطے بھیجا جب عقاب نے پرواز کی تو اس کو شہر سبا کی طرف سے آتے دیکھا پکڑ کر حضور میں حاضر کیا اور حضرت سلیمان ؑ نے ہاتھ بڑھا کر ہُدہُد کا سر پکڑا ہُدہُد نے کہا یا نبی اللہ اس دن کو یاد کرو کہ تم بھی خدائے عادل کے سامنے کھڑے ہوگے حضرت سلیمان ؑ اس بات کی ہیبت سے کانپنے لگے اور اس کو چھوڑ کر پوچھا کہ تو کہاں گیا تھا ہُدہُد نے کہا کہ ایک خبر لایا ہوں کہ تم کو اس کی خبر نہیں ہے اور احوال بلقیس کا جیسا دیکھا تھا مفصل عرض کیا اور کہا کہ حق تعالیٰ نے تمام اسباب حشمت کا بلقیس کو دیا ہے اور طلائے احمر کا تخت جڑاؤ جواہرات کا ہے کہ پائے اس کے یاقوت اور زبرجد کے ہیں اور تیس گز کا طول اور بیس گز کا ارتفاع ہے حضرت نے ہُدہُد سے کہا ہم دیکھیں تو سچا ہے یا جھوٹا ہے اور آصف سے ایک خط لکھوایا اس مضمون کا اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ

الرحیم الا تعلوا علیّ واتونی مسلمین ۔ یعنے یہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور شروع ہے ساتھ نام اللہ
کے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا کہ بلندی مت کرو مجھ پر اور آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر اور مہر لگا کر
ہدہد کو دے کر روانہ کیا جس وقت ہدہد شہر سبا میں پہونچا بلقیسؑ اپنے محل میں آرام فرماتی تھی اور محل
کے ساتوں دروازے بند تھے ہدہد نے روزن میں سے جا کر خط بلقیس کے سینے پر رکھدیا جب
بلقیس جاگی اور خط دیکھا اور دروازے بند تھے تعجب کیا کہ کون خط لایا ہے جب ادھر ادھر دیکھا
تو سوائے ہدہد کے کوئی نظر نہ آیا گمان کیا کہ یہی لایا ہے بعد اسکے جب نظر مہر سلیمان پر پڑی تو ہیبت
سے کانپنے لگی اور خط کو پڑھ کر اعیان دولت کو بلایا اور مضمون بیان کر کے مصلحت پوچھی کہ تمہاری
کیا صلاح ہے سب نے عرض کی کہ فوج اور دولت اور سامان مہیا ہے اور ہم تابع حکم کے ہیں
پھر ملکہ نے پوچھا کہ سلیمان کیسا آدمی ہے بولے بادشاہ عالیجاہ ہے ۔ لوگوں کو موسیٰؑ کے دین کی
دعوت کرتا ہے اور جن وانسان اور دیو اور پری اور وحوش وطیور سب اس کے مسخر ہیں بلقیس نے
کہا کہ بادشاہ جس ملک میں جاتے ہیں تو اس کو خراب کرتے ہیں اور عزیزوں کو ذلیل کرتے ہیں
اسواسطے ہدیہ بھیجتی ہوں اگر پیغمبر ہے تو سوائے اسلام کے راضی نہ ہوگا اور میں اس کے ساتھ مقابلہ
نہ کروں گی اور اگر بادشاہ ہے تو ہدیہ قبول ہوگا ارکان دولت نے یہ صلاح پسند کی پھر بلقیس
نے سو غلام بلباس زنانہ اور سو لونڈیاں بلباس مردانہ اور ایک یاقوت ناسفتہ ایک حقہ میں رکھ کر قفل
زرین اس پر لگایا اور دو اینٹیں سونے کی اور چاندی کی مرصع واسطے ہدیہ کے تیار کیں اور منذر
بن عمر کو کہ جو بڑا دانا تھا واسطے رسالت کے مقرر کر کے کہا کہ جب تو بارگاہ سلیمانؑ میں پہونچے
تو اس سے التماس کیجیو کہ ان میں سے عورتوں کو مردوں سے جدا کر دو اور پوچھیو کہ اس حقے میں
کیا ہے اور اگر بتادے تو اس کے پرونے کی درخواست کیجیو اگر سب باتیں اس نے بیان کیں
تو جانیو کہ پیغمبر ہے تو یہ سب ہدیہ دے کر آئیو ورنہ پھیر لائیو اور اگر تکبر اور غرور سے باتیں کرے
تو جانیو کہ بادشاہ ہے ہرگز مت ڈریو دلیرانہ بات کیجیو یہ سب سمجھا کر اس کو رخصت کیا جبرئیل امین
نے حضرت سلیمانؑ کو اس تفصیل سے مفصل اطلاع کی اور مشکلات حل کرنے کا راستہ بتایا حضرت
سلیمانؑ نے جنات کو حکم کیا کہ ایک میدان وسیع میں جس طرف سے وکیل آتا ہے فرش سونے اور
چاندی کی اینٹوں کا بچھاویں اور چار اینٹوں کی جگہ خالی چھوڑ دیں اور بنی آدم اور جنات جدا جدا صف
باندھ کر کھڑے ہوں اور فرش کے کناروں پر بری اور بحری حیوانات کو باندھیں بعد اس تیاری
کے حضرت سلیمانؑ نے اپنا تخت اس فرش پر بچھایا اور چار ہزار کرسی زرین سیدھی طرف اور اتنی
ہی الٹی طرف بترتیب رکھوائیں اور عظمائے بنی اسرائیل اور علمائے سبط اس پر درجہ بدرجہ بیٹھے
اور اس تمام لشکر پر پرندوں نے اپنے پروں کا سایہ ڈالا تب بلقیس کے رسولوں کو طلب فرمایا وہ
اس جاہ وحشمت سلیمانی کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور اس اینٹوں کے فرش کو دیکھ کر ان کو ہدیہ
نہایت حقیر نظر آیا مارے شرم کے وہ چار اینٹیں تو اس چار جگہ میں جو قصدا خالی چھوڑی تھیں رکھدیں
جب جنات کی صف پر پہونچے اور شکلیں عجیب اور صورتیں مہیب دیکھیں تو مارے رعب کے قدم

آگے نہ اٹھتا تھا جنوں نے کہا کہ جلد آؤ اور خاطر جمع رکھو کہ عدل سلیمانی ایسا نہیں کہ ہم تم جیسوں سے تعرض کریں بعد اس کے فوج انسانی اور گروہ حیوانی پر گزرتے ہوئے حضور میں پہونچے جنات نبوت مآب کمال خوش اخلاقی اور ملائمت سے پیش آئے اور مرحبا کہکر بٹھایا منذر نے نہایت تواضع اور ادب سے نامہ بلقیس کا حضور میں گذرانا جب منذر موافق فہمائش ملکہ کے اپنا حال عرض کر چکا تب حضرت سلیمانؑ نے نور نبوت سے مردوں کو عورتوں سے جدا کیا اور فرمایا کہ اس حقّے میں ایک یاقوت ناسفتہ ہے اور تم چاہتے ہو کہ میں اس کو پرو دوں فی الفور ایک دیو نے بموجب حکم کے پرو دیا اور رو کیلوں کے دل سے زنگ و شکوک دھو دیا اور ہدیہ ان کا رد کر کے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ مال سے میری مدد کرو حق تعالیٰ نے مجھ کو تم سے بہتر عنایت کیا ہے پھر منذر سے فرمایا کہ جاکر اُن سے کہو کہ ایمان لاویں والا اتنا لشکر جرار بھیجوں گا کہ تم اس کے مقابلے سے عاجز ہو جاؤ گے منذر نے جب ملکہ کے حضور میں جاکر یہ کیفیت مفصل بیان کی وہ بولی کہ سلیمانؑ فقط بادشاہ نہیں بلکہ سلطنت اس کی زیور نبوت سے مزین ہے اور مجھ کو اس کے مقابلے کی طاقت نہیں پھر حضور میں چلنے کی تیاری کی اور اپنے تخت کو ساتویں محل میں رکھ کر سب کے دروازے مقفل کیئے اور جماعت کثیر اس کی محافظت کو معین کر کے ایسی حشمت اور تجمل سے روانہ ہوئی کہ آسمان کی آنکھیں اس کے دیکھنے سے میلی ہوئی تھیں اور منزل بمنزل طے کر کے لشکر سلیمانؑ سے ایک فرسنگ پر آکر ڈیرا کیا حضرت سلیمان نے جب ملکہ کے تشریف لانے کی خبر پائی تو اہل مجلس سے فرمایا کہ کون ہے تم میں سے جو بلقیس کے تخت کو اس کے آنے سے پہلے میرے پاس لادے ایک دیو عفریت نے عرض کی کہ میں اس کو لادوں گا آگے اس سے جو حضور اس مقام سے اٹھیں اور حضرت سلیمان صبح سے زوال تک مجلس میں حکم کی بیٹھتے تھے حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس سے بھی جلد پہونچے جب آصف بن برخیا جو وزیر اعظم تھے اور اسم اعظم الٰہی جانتے تھے بولے کہ میں لاؤں گا آگے اس سے جو پلک مارو اور پھر آنکھ کھولو سلیمانؑ نے تخت بلقیسؑ کا جب اپنے روبرو دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے وہ مجھ کو آزماتا ہے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفران نعمت حکم کیا کہ اس تخت کے جواہرات کی جگہ بدل دو جنات نے فی الفور جواہرات سبز بجائے سرخ کے اور سرخ بجائے سبز کے بدل کر ایسے جڑ دیے گویا اصل سے ایسا ہی تھا جس روز ملاقات بلقیسؑ کی ٹھہری اس روز حضرت سلیمانؑ نے ایسی مجلس بنائی کہ کسی زمانے میں کوئی مجلس کا نشان نہیں دے سکتا ہے جب بلقیس سلیمانؑ کی پابوسی سے مشرف ہوئی جناب رسالت مآب نے بھی اس کے ناموس اور عزت کا خیال کر کے اپنے تخت کے کنارے اس کو جگہ دی وہ بعد بیٹھنے کے دمبدم گوشہ چشم سے اپنے تخت کیطرف نگاہ کرتی تھی حضرت آصف نے پوچھا کہ یہ تخت تمہارا ہے کہا گویا کہ میرا ہے یعنے بسبب تغیر جواہرات کے اپنے مقاموں سے حکم یقینی نہ کیا اس واسطے سلیمانؑ اسکی دانائی سے خوش ہوئے اور بلقیسؑ کو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے پاس اتارا تب حضرت سلیمان کے خواتین اہل بیت اور بی بیاں حرم سرا کو خبر ہوئی کہ حضور اس کو اپنے نکاح میں لاویں گے تو سب کے رشک

سے عرض کیا کہ اس کی ساقہائے سیمین بالوں کی کثرت سے سیاہ ہیں اس قسم کی بی بیاں کب لائق حضرت رسالت پناہ کے ہیں غرض یہ تھی کہ حضرت کی خاطر کو ان سے نفرت ہو اور ہماری طرف سے زیادہ الفت ہو حضرت سلیمان نے واسطے تجربے کے دیووں کو حکم کیا کہ تمام صحن گھر کا مانند حوض کے کھود کر صاف پانی بھر دیں اور مچھلیاں رنگ برنگ کی اس میں چھوڑ کر تمام صحن کے منہ پر سپید براق کانچ جماویں کہ جو شخص باہر سے آوے تو اس کو پانی سمجھے وہاں تو حکم کی دیر تھی فوراً صحن اس طرح پر تیار ہوا اور حضرت نے اپنا تخت ایسے مقام پر رکھا کہ جو کوئی حضور میں آوے تو اسی صحن سے گذرتا آوے بلقیس کو بھی اسی مقام میں طلب کیا بلقیس نے اس کو پانی تصور کر کے اپنی ساق بلوریں کو کھولا تا کہ پاؤں پانی میں رکھ کر حضور میں جاؤں حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ پانی نہیں کانچ ہے اس پر قدم رکھ کر چلی آؤ بلقیس نہایت شرمائی اور حضور میں آن کر ایمان لائی پھر حضرت سلیمانؑ نے اُن کے ساتھ نکاح کیا بعد اس کے پنڈلیوں کے بال دور کرنے کی مشورت کی دیووں نے حمام کا نہانا اور نورے کا لگانا بتلایا اور اس حکمت سے اس ساق سیمین کو بلوریں بنایا

## ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا

جب حضرت سلیمانؑ بیچ عبادت خانے کے طاعت الٰہی میں مصروف رہتے تھے ہر روز اس عبادت خانے میں ایک درخت جمتا تھا اور اپنی خاصیتیں بیان کرتا تھا کہ میں فلانے فلانے مرض کی دوا اور میرا یہ اثر ہے حضرت سلیمان اس کو لکھواتے تھے ایک روز اسی دستور سے عبادت میں مصروف تھے ایک درخت زمین سے نکلا اس نے بعد سلام کے عرض کیا کہ میرا نام خروب ہے اور میری خاصیت یہ ہے کہ تیرے ملک اور سلطنت کی خرابی ہوگی بعد اس کے خدائے تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اب تمہارا وقت رحلت نزدیک آیا ہے اب آخرت کے سفر کی تیاری کرو جب حضرت سلیمانؑ نے وصیت کی اور جو چیزیں لکھوانے کی تھیں سو لکھوائیں بعد اس کے جناب الٰہی میں عرض کی کہ میری موت کا احوال ایک سو برس بعد تک جنوں پر اور شیطانوں پر پوشیدہ رہے کہ اس عرصے میں جو کام میں نے ان کو سونپے ہیں تیار ہو جاویں بعد اس کے غسل کر کے لباس پاکیزہ پہنا اور عبادت خانے میں تشریف لائے اور اس لاٹھی پر جو ماندگی کے وقت تکیہ کرتے تھے تکیہ کیا اور قابض ارواح نے روح مقدس کو قبض کر کے روضہ رضوان میں پہونچایا جب حضرت سلیمانؑ عبادت خانے میں آتے تھے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے تو اس مدت میں گماشتے حضرت کے مہمات ملک سنبھالتے تھے اور شیاطین ان کی ہیبت سے بندگی کے وقت سامنے نہ دیکھ سکتے تھے جب آنکھ ان کی بے اختیار حضور پر پڑتی تھی تو گمان کرتے تھے کہ آپ عبادت میں کھڑے ہیں اس واسطے محنت شاقہ کیا کرتے تھے جب ایک سال پورا ہوا اور دابۃ الارض یعنے دیمک نے لاٹھی کی جڑ کھائی اور حضرت گر پڑے تب دیووں کو ان کی رحلت کا حال ظاہر ہوا اور خبر موت کی عالم میں مشہور ہوئی اور اصل حکمت حضرت سلیمانؑ کی موت کے چھپانے کی یہ تھی کہ آدمیوں کو شیطانوں کے دعوے سے یہ گمان تھا کہ وہ غیب جانتے ہیں

جب حضرت سلیمانؑ نے دارالآخرۃ کو انتقال کیا اور ایسا واقعہ عظیم ان پر برس روز تک مخفی رہا تب آدمیوں کو یقین ہوا کہ وہ اپنے دعوے غیب دانی میں جھوٹے ہیں بہرحال سلیمانؑ ایسے بادشاہ بھی دار فانی سے ملک بقا کو پہونچے۔

## ذکر حضرت لقمان علیہ السلام کا

ہر چند کہ لقمانؑ کی نبوت میں اختلاف ہے لیکن چونکہ ذکر ان کا انبیاء کے حال کے ساتھ مذکور ہوتا ہے اور حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان کا ذکر فرمایا ہے وَلَقَدْ آتَیْنَا لُقْمَانَ الْحِکْمَۃَ۔ اس واسطے اسی احوال میں ذکر کیا جاتا ہے حضرت لقمانؑ مرد سیاہ فام تھے نوبہ جو حبش کے تعلق میں ہے وہاں کے رہنے والے تھے اور شغل بکریوں کے چرانے کا رکھتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت عنایت کی تو ایک بار روز مجمع عام میں لوگوں کو اپنے کلمات حکمت کا فیض پہونچلتے تھے ایک روز رفیق عام امام شبالی رحمۃ اللہ نے پوچھا کہ تم ہمارے ساتھ بکریاں چراتے تھے حکمت کہاں سے سیکھی اور یہ مرتبہ کیسے پایا بولے سچ بولنے سے اور بیفائدہ باتیں چھوڑنے سے اور امانت میں خیانت نہ کرنے سے اور ابتدا میں حضرت لقمانؑ ایک شخص کے غلام تھے کہ تیس مثقال طلا کو اس نے خریدا تھا اور سبب آزادی کا یہ ہوا کہ ایک روز میاں نے حکم کیا کہ ایک بکری ذبح کر اور جو عضو بہتر ہے بھون کر لا لقمان ذبح کر کے دل اور زبان بھون کر سامنے لے گئے چند روز کے بعد میاں نے حکم دیا کہ ایک بکری ذبح کر اور بدترین اعضا بھون کر لا لقمان پھر دل اور زبان بھون کر لے گئے میاں نے سبب پوچھا کہ اول تو بہترین اعضا دل اور زبان کو سمجھ کر لایا تھا اور اب بدترین اعضا جو میں نے مانگا تب بھی تو یہی لایا لقمان نے کہا جب زبان بدقولوں اور دل ناکارے دصفوں سے صاف ہو تو عقلمندوں کے نزدیک بہترین اعضا ہے والا بدترین۔

## ذکر حضرت یونس علیہ السلام کا

حضرت یونسؑ مشہور پیغمبروں میں سے ہیں حق تعالیٰ نے ان کو شہر نینوا میں پیغمبر کر کے بھیجا انہوں نے وہاں کے لوگوں کو دین موسیٰؑ کی دعوت کی خدا کی مہربانی کا امیدوار کیا اور غضب الٰہی سے ڈرایا لیکن کسی نوع کا فائدہ نہ ہوا اور کسی نے فرمانبرداری نہ کی بلکہ ان کی رسالت کی تکذیب کی اور دست اور زبان سے ان کو رنج دینا شروع کیا بعد اس کے حضرت یونس علیہ السلام نے دعا کی کہ اے بار آلہ میری قوم نے میری تکذیب کی تو ان پر اپنا عذاب نازل کر بعد اس کے حضرت یونسؑ اپنے اہل و عیال کو لیکر نکلے اور نکلنے کے وقت لوگوں سے کہا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب نازل ہوگا اور اسی ملک کے ایک پہاڑی میں جا کر مقام کیا اللہ تعالیٰ نے آتش جہنم میں سے تھوڑی حرارت اس شہر پر بھیجی تب وہ گرمی سے تڑپنے لگے اور پشیمان ہو کر حضرت یونسؑ کو طلب کرنے لگے جب نہ پایا تو بے قرار ہو کر سب زن و مرد

شہر سے باہر ایک ٹیلے کے پاس جمع ہوئے اور لڑکوں کو ماؤں سے بچوں کو چارپایوں سے جدا کیا اور کئی روز تک زاری و بیقراری میں مشغول رہے اللہ کریم نے ان پر رحم کیا اور اس عذاب کو اٹھایا بعد نجات اہل نینوا کے حضرت یونسؑ شہر کیطرف متوجہ ہوئے تا دریافت کریں کہ قوم کا انجام کیا ہوا رستے میں ابلیس بصورت انسان ملا اور کہا کہ ان سے تو عذاب دفع ہو گیا تم اگر جاؤ گے تو تمہاری تکذیب کریں گے حضرت یونس علیہ السلام قوم کے جھٹلانے کے خیال سے غصہ ہو کر انتظار حکم الٰہی نہ کر کے پھر گئے کہ اگر میں وہاں جاؤں گا تو وہ مجھ کو کاذب کہیں گے پھر اہل و عیال کو لیکر روانہ ہوئے اور دریا کنارے پہونچے اہل کشتی سے کہا کہ ہم کو دریا کے پار کر دو ان لوگوں نے کہا کہ ہماری کشتی میں بوجھ بہت ہے کچھ آدمی اس میں بٹھالو اور کچھ دوسری کشتی آتی ہے اس میں سوار کرو حضرت یونسؑ نے بعضے متعلقوں کو اس کشتی میں بٹھایا اور اور خود مع دو بیٹوں کے دوسری کشتی کے منتظر رہے جب دوسری کشتی آپہونچی تو حضرت یونسؑ ادھر متوجہ ہوئے کہ ان سے التماس کریں اس درمیان میں ایک بیٹے کا پاؤں پھسلا وہ دریا میں ڈوب گیا اور دوسرا لڑکا جو کنارے پر تھا اس کو بھیڑیا لے گیا حضرت یونسؑ نے جانا یہ بلائے آسمانی ہے بعد اس مصیبت کے کشتی میں بیٹھے خدا کی قدرت سے وہ کشتی دریا کے بیچ میں ایسی کھڑی ہو گئی جیسے خشکی میں گڑ کر ہل نہیں سکتی اور کشتیاں اس کے آس پاس گذرتی تھیں کشتی والوں نے کہا کہ تمہاری کشتی میں کوئی بندہ اپنے خاوند سے بھاگ کر بیٹھا ہے اس واسطے کشتی اٹک رہی ہے لوگوں نے ہر چند تلاش کیا کوئی بندہ بھاگا ہوا نہ ملا حضرت یونسؑ کے جمال اور جلال کو دیکھ کر کسی کو وہم و خیال نہ گزرتا تھا جو یہ گمان ان پر لے جاتا حضرت یونسؑ نے فرمایا کہ وہ بندہ بھاگا ہوا میں ہوں مجھ کو دریا میں ڈال دو انہوں نے کہا استغفر اللہ ہم تم کو کس طرح پانی میں ڈالیں گے بلکہ آپ کے وجود شریف کی برکت سے اس گرداب فنا سے نجات جانتے ہیں حضرت یونسؑ نے کہا قرعہ ڈالو جس کے نام پڑے اس کو دریا میں ڈالدو جب قرعہ ڈالا تو حضرت یونسؑ کے نام پڑا پھر ان لوگوں نے کہا کہ قرعہ کا اعتبار نہیں کبھی برخلاف بھی پڑتا ہے ہم تم کو ہرگز نہ ڈالیں گے القصہ تین بار قرعہ ڈالا ہر بار حضرت یونسؑ کے نام پڑا جب بھی ان لوگوں نے انکار کیا اس عرصے میں خداوند عالم نے ایک بڑی مچھلی کو حکم کیا وہ اپنا منہ پھیلا کر سامنے آئی تھی آخر ناچار ہو کر حضرت یونسؑ کو دریا میں پھینکا اسوقت خطاب الٰہی مچھلی کو پہونچا کہ ہم نے یونسؑ کو تیرے رزق کا لقمہ نہیں کیا بلکہ تیرے پیٹ کو اس کا قیدخانہ بنایا ہے خبردار کچھ آسیب اس کو مت پہونچانا تو چالیس دن حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں رہے قادر مختار نے حضرت یونس کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیا یعنی مچھلی کا پیٹ مانند کانچ کے صاف اور شفاف کر دیا کہ عجائب و غرائب دریا کے ملاحظہ کرتے تھے اور خدا کی تسبیح میں مشغول رہتے تھے جب حضرت یونس علیہ السلام نے اس ظلمات میں پکارا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ تب اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا کہ مچھلی سے کہو کہ جس جگہ تو نے نگلا تھا اس طرف کے کنارے پر اگل دے اب میں اس سے راضی ہوں مچھلی نے حضرت یونس کو منہ سے باہر نکال کر کنارے ڈال دیا اور درخت کدو فی الحال بحکم کن فیکون پیدا ہوا اس کے نیچے یونسؑ نے آسائش پائی اور ایک جنگل کی ہرنی کو الہام ہوا وہ ہمیشہ آن کر دودھ پلا جاتی تھی

جب کچھ توانائی بدن میں آئی اور وہ درخت سوکھ گیا تو حضرت یونسؑ نے اس کے سوکھنے سے بسبب حرارت آفتاب کے بہت غم کیا اور رونے لگے جبرئیلؑ فرمان لے آئے کہ ایک درخت کے سوکھنے سے کہ چنداں قیمت نہیں رکھتا ہے تم نے اتنا غم کیا اور ہزاروں مخلوق کے ہلاک ہونے کا اندیشہ نہ کیا اور بددعا کی کہ ایک بار میرے غضب میں گرفتار ہو جاویں حضرت یونسؑ نے متنبہ ہو کر استغفار کیا جب وحی آئی کہ تم پھر قوم میں جاؤ وہاں سے روانہ ہوئے جب متصل شہر کے پہونچے تو ایک گوالے سے پوچھا کہ تو کون ہے وہ بولا کہ میں یونس ابن متی کی قوم میں سے ہوں آپ نے پوچھا کہ اس یونسؑ کی کیا خبر ہے اور اس کے بعد قوم کا کیا حال ہوا کہا کہ یونسؑ بہترین مخلوقات ہے اور اس کے بعد قوم پر عذاب متوجہ ہوا لوگوں نے جب ان کو نہ پایا تو سب نے توبہ کی ارحم الراحمین نے وہ عذاب دفع کیا اور آفتِ بلا سے نجات بخشی پھر حضرت یونسؑ نے اس گوالے سے کچھ دودھ مانگا اس نے کہا کہ قسم ہے یونسؑ کے خدا کی کہ جب سے یونسؑ غائب ہوا ہے تب سے برسات نہیں برسی اور گھاس نہیں جمی بکریاں خار و خاشاک سے بھوک کی شدت کو دفع کرتی ہیں حضرت یونسؑ نے کئی بکریوں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا ان کے تھن دودھ سے بھر گئے گوالے نے کہا واللہ اگر یونسؑ زندہ ہے تو تو یونسؑ ہے آپ نے فرمایا میں یونسؑ ہوں تو جا کر قوم کو میری خبر پہونچا گوالے نے کہا بادشاہ نے مقرر کیا ہے کہ اگر کوئی مجھ کو حضرت یونسؑ کی سلامتی کی خبر پہونچاوے گا تو میں اپنا ملک اس کو دے کر حضرت یونسؑ کی خدمت گاری کا پٹکا اپنی کمر پر باندھوں گا اب اگر میں بغیر حجت کے یہ خبر پہونچاؤں گا تو لوگ کہیں گے کہ یہ گوالا ملک کے لالچ سے جھوٹ بولتا ہے میری تکذیب کریں گے بلکہ مار ڈالیں گے حضرت یونسؑ نے فرمایا کہ تو ان کو خبر کر کہ بکریاں اور پتھر کہ جس پر میں بیٹھا ہوں تیرے کلام کے صدق پر گواہی دیں گے جب گوالے نے آن کر خبر دی تو ایک عالم اکٹھا ہوا اور اس کی تکذیب کرنے لگے جب اسکے ساتھ جنگل میں بکریوں نے گواہی دی کہ حضرت یونسؑ نے ہمارا دودھ پیا ہے اور پتھر نے شہادت دی کہ مجھ پر بیٹھے تھے لوگ متعجب ہو کر حضرت یونسؑ کی تلاش کرنے لگے آخر اسی جنگل میں ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے ہوئے پایا جب حضرت یونسؑ پر ان کی نظر پڑی تو قدموں پر گر پڑے اور ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور نہایت عزت اور احترام سے ہمراہ رکاب سعادت نصاب ہو کر ان کو شہر میں لائے ان کے قدم شریف کی برکت سے اس ملک میں جمعیت اور آسودگی حاصل ہوئی اور دین شریعت سکھانے میں مصروف ہوئے اور آخر عمر تک عبادت حق اور ہدایت خلق کرتے رہے پھر راہی عالم بقا کے ہوئے۔

## ذکر حضرت عزیر علیہ السلام کا

جب بخت نصر نے بیت المقدس کو خراب کیا تو حضرت عزیر کو بنی اسرائیل کے ساتھ قید کر کے بابل کو لے گیا اور اس زمانے میں کوئی ان سے بڑا عالم و حافظ توریت کا نہ تھا جب بخت نصر کے قید سے خلاصی پائی اور اپنے وطن کی طرف روانہ ہوئے گذر ان کا ایک ویران گاؤں پر ہوا اس گاؤں کے باغ میں ایک درخت

کے تلے اترے اور ان کے پاس کچھ انجیر اور شیرۂ انگور تھا اپنے مرکب سے اترے سامان آگے رکھ کر مرکب کو مضبوط باندھا اور اس گاؤں کی گری ہوئی دیواروں پر اور پرانی ہڈیوں پر نظر کر کے کہا خدائے تعالیٰ ان کو کیونکر زندہ کریگا بعد موت کے اسی خیال میں حضرت عزیرؑ سو گئے اور اللہ تعالیٰ نے خواب میں ان کی روح قبض کر کے ان کے جسم کو نظروں سے غائب کر دیا اور وہ طعام اور شراب بدستور تازہ رہا اور مرکب بھی ہلاک ہو گیا اور سو برس کے بعد حضرت عزیر کو زندہ کیا ایک فرشتے نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہاں کتنی درنگ کی ہے یعنی کتنی مدت ہوئی انھوں نے فرمایا کہ ایک دن یا کم ایک دن سے یہاں ہوں فرشتے نے کہا نہیں بلکہ تم نے سو برس سے زیادہ یہاں درنگ کی ہے اب تم اپنے طعام و شراب کو دیکھو ابھی بدبو اور مزہ متغیر نہیں ہوا اور نظر کرو اپنے گدھے مرے ہوئے کیطرف کہ کسطرح ہم اس کو گوشت اور پوست پہناتے ہیں جب حضرت عزیرؑ نے اپنے گدھے کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ گلی ہوئی ہڈیاں آپس میں ملی جاتی ہیں اور گوشت اور رگیں جمتی جاتی ہیں پھر اس پر قادر مختار نے پوست پہنا کر زندہ کیا پھر حضرت عزیرؑ اپنے چارپائے پر بیٹھ کر اپنے گھر آئے کہتے ہیں کہ جب حضرت گاؤں میں آئے تو کسی نے ان کو نہ پہچانا اور اپنے گھر کی وضع ترتیب اول پر نہ پائی ایک بڑھیا کو دروازے پر دیکھا پوچھا کہ یہ گھر عزیزؑ کا ہے اس نے کہا ہاں تو کون ہے جو مدت کے بعد میرے میاں کا نام لیتا ہے جواب دیا کہ میں عزیزؑ ہوں لونڈی نے کہا سبحان اللہ سو برس سے وہ غائب ہے اس کا کچھ پتہ نہیں ملتا اگر تو سچا ہے تو دعا کر میری آنکھیں بینا ہو جاویں تو میں تجھ کو پہچانوں اس واسطے کہ عزیر مستجاب الدعوات تھا حضرت عزیزؑ نے دعا کی اور ہاتھ اپنا اس کی آنکھوں پر رکھا خدا نے اس کو بینا کیا وہ دیکھکر بولی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ تو عزیر ہے غائب ہونے کے وقت سے اب تک کچھ تفاوت تیرے چہرے پر نہیں ہوا ایک بیٹا ان کا معمر ایک سو دس برس کا اور پوتے پر پوتے بھی سپید ریش ہو گئے تھے لونڈی نے مجلس میں جا کر حضرت عزیرؑ کی اولاد سے اور بنی اسرائیل سے یہ حال عجیب سنایا وہ لوگ تکذیب کرنے لگے اس نے کہا میں وہی لونڈی نابینا ہوں اس کی دعا سے خدا نے مجھ کو آنکھیں بخشی ہیں سب لوگ دوڑ کر آئے حضرت عزیرؑ کے بیٹے نے کہا کہ ہمارے باپ کے دونوں شانوں میں ایک خال تھا حضرت عزیر نے بیٹھ ننگی کی بیٹے نے علامت سے پہچان کر تصدیق کی لیکن قوم نے کہا ہم کو جب باور ہوگا کہ توریت ہم کو سنا دے اس واسطے کہ بعد حضرت ہارون کے کسی کو عزیر سے بہتر حفظ نہ تھی اور بخت نصر کے حادثے میں سب دفتر توریت کے ضائع ہو گئے تھے حضرت عزیزؑ نے توریت کو سرے سے شروع کیا اور لوگوں نے لکھنا شروع کیا سب لکھ لی بعد اس کے ایک نسخہ توریت کا جو علمائے بنی اسرائیل نے چھپا کر رکھا تھا پیدا کیا اور دونوں کا مقابلہ کیا ایک حرف کا بھی تفاوت نہ ہوا سب قوم نے تصدیق کی اور سب قوم معتقد ہوئی لیکن زیادتی اعتقاد سے گمراہی میں پڑے اور کہا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے القصہ عزیر بعد اس کے پچاس برس اور جیے اور ہدایت خلق میں مصروف رہے آخر کل من علیہا فان کا جام نوش جان فرمایا اور عالم قدس کو رونق بخشی ۔

# ذکر حضرت زکریا علیہ السلام کا

حضرت زکریا کے باپ کا نام باذان تھا اور حضرت مریم کے قبلہ گاہ کا نام عمران تھا اور عمران کے ایک بیٹی پیدا ہو کر پھر اولاد نہیں ہوئی تھی اور بی بی ان کی بسبب بڑھاپے کے اولاد ہونے سے ناامید تھیں ایک روز بی بی نے ایک مرغ کو دیکھا کہ اس نے بیضہ کو توڑا اور اس میں سے بچہ پیدا ہوا ان کو بہت تمنا اولاد کی ہوئی اور خدا سے دعا مانگی اس کی قدرت کاملہ سے حمل رہ گیا بعد ظہور حمل کے انھوں نے نذر کی کہ اگر خدا مجھ کو بیٹا دے تو میں اس کو محرر کروں گی یعنی دنیا کے کاموں سے بچا کر واسطے عبادت خالق کے بیت المقدس کی مجاوری میں رکھوں گی جب حضرت مریم پیدا ہوئیں ان کی والدہ غمگین ہوئیں اور دعا مانگی الٰہی یہ تو بیٹی ہے اور بیٹی لائق خدمت بیت المقدس کے نہیں اور میں نے اس کا نام مریمؑ رکھا تو اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان سے اپنی پناہ میں رکھیو بہرحال والدہ ان کی مریم کو ایک خرقہ میں لپیٹ کر بیت المقدس کے علماء اور احبار کے پاس لے گئیں اس زمانے میں پیغمبر اور مقتدا سب کے حضرت زکریا تھے ہر ایک نے کہا کہ میں اس کی پرورش کروں گا حضرت زکریا نے فرمایا کہ اس کی خالہ میری قبیلہ ہے میں واسطے اس کی تربیت کے اولیٰ ہوں القصہ بسبب نزاع کے قرعہ ڈالنا قرار پایا اور لوہے کے قلموں پر جس پر توریت لکھتے تھے ہر ایک کا نام لکھ کر یوں ٹھہرایا کہ قلم پانی میں ڈالو جس کا قلم پانی میں نہ بیٹھے اور پیرتا رہے وہ کفالت اور تربیت مریمؑ کی کرے تین بار قرعہ ڈالا ہر بار حضرت زکریا کا قلم نکلا ناچار ہو کر حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت پر راضی ہوئے حضرت زکریا نے ان کو پرورش کیا جب بی بی مریمؑ بڑی ہوئیں تب فرمایا کہ میں مسجد کی خدمت اور عبادت کے لائق ہوں جب حضرت زکریا علیہ السلام اُن کو مسجد میں لائے اور ایک حجرہ مسجد میں ایسا بنا دیا کہ بغیر زینے کے کوئی جا نہ سکتا تھا جب حضرت زکریا علیہ السلام مسجد سے باہر جاتے تھے تب بی بی مریم زینے کو اوپر کھینچ لیتی تھیں اور وہ در کو مقفل کر جاتے تھے جب حضرت زکریا آتے تو میوہ گرمی کا موسم سردی میں اور پھل سردی کا گرمی میں ان کے پاس دیکھتے اور پوچھتے کہ اے مریمؑ یہ میوہ بے وقت تیرے پاس کہاں سے آیا وہ کہتیں ھِیَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ یعنی اللہ کے پاس سے جب زکریاؑ نے یہ صورت دیکھی تو انہوں نے دعا مانگی کہ خداوندا تو ایسا قادر ہے کہ مریمؑ کو غیر موسم میں میوہ پیدا کر کے دیتا ہے تو مجھ کو بھی بڑھاپے میں فرزند دے سکتا ہے حق تعالیٰ نے دعا ان کی قبول کی ایک روز محراب میں عبادت کرتے تھے تو ملائک نے پکارا کہ اے زکریاؑ اللہ تعالیٰ تم کو مژدہ دیتا ہے بیٹے کا جس کا نام یحییٰ ہے انہوں نے کہا کیونکر میرے بیٹا ہوگا قبیلہ میری عقیمہ (بانجھ) ہے اور میں بوڑھا ضعیف ہوں ملائک نے کہا کہ وہ خدا قادر ہے اور علامت اس کی حمل رہنے کی یہ ہے کہ تو تین دن تک لوگوں سے باتیں نہ کر سکے گا مگر رمز اور اشارے سے القصہ حضرت یحییٰ تولد ہوئے باپ کی آنکھیں ان کے دیدار سے روشن ہوئیں اور حق تعالیٰ نے یحییٰ کو ایام طفولیت میں نبوت بخشی ایک روز چار برس کی عمر میں لڑکوں پر گذرے کہ کھیل رہے تھے وہ بولے کہ آؤ یار کھیلیں آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا نے کھیلنے کو نہیں پیدا کیا ہے اور چھوٹی عمر میں لباس رہبانوں کا پہننا اور اکثر

اوقات بیت المقدس میں عبادت کرتے تھے اور بہت روتے تھے اور جب دوزخ کا ذکر سنتے تھے تو بیہوش ہو جاتے تھے جب رونا ان کا حد سے زیادہ ہوا تو باپ نے کہا کہ بیٹا ہم نے تم کو اپنے دل کی خوشی کیواسطے خدا سے مانگا تھا اب تو تمہارے رونے سے ہمارا عیش تلخ ہوتا ہے حضرت یحییٰ نے عرض کی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ بہشت اور دوزخ میں ایک بیابان آتش کا ہے کہ وہ سوائے آنکھوں کے پانی سے نہیں بجھتا ہے پھر مجھ کو کیوں منع کرتے ہیں۔

# ذکر حضرت زکریا علیہ السلام کی شہادت کا

کہتے ہیں کہ جب حضرت مریمؑ کو حمل رہا اور سوائے حضرت زکریا کے ان کے پاس کوئی جاتا نہ تھا یہودنا یہود نے کہ ان کی طبیعتوں میں افترا اور بہتان بھرا ہے حضرت زکریا کو زنا کی تہمت سے متہم کیا اور ارادہ قتل کا کیا جب حضرت کو یہ بات معلوم ہوئی تو قوم میں سے نکل کر بھاگنے کا قصد کیا راستے میں ایک بڑا درخت دیکھا اس میں سے آواز سنی کہ یا نبی اللہ مجھ میں آؤ جب حضرت زکریا نے ادھر توجہ کی تو وہ درخت بیچ میں سے پھٹا اور زکریا اس میں بیٹھ گئے پھر درخت کے اجزا بدستور سابق مل کر متصل ہو گئے مگر شیطان لعین نے ان کی چادر کا کونا پکڑ لیا اور وہ درخت سے باہر رہ گیا جب بنی اسرائیل ڈھونڈھتے ہوئے آئے تب شیطان نے بصورت انسان ہو کر کہا کہ میں نے ایسا بڑا جادوگر نہیں دیکھا کہ اپنے جادو کے زور سے درخت کو چیر کر اس میں چھپ گیا قوم نے اس کو جھٹلایا تب بولا کہ دامن اس کا جو باہر رہ گیا ہے سویرے بیچ پر دلیل ہے قوم نے چاہا کہ درخت میں آگ لگا دیں اس ملعون نے صلاح دی کہ آرے سے چیر ڈالو جب آرا حضرت زکریا کے سر مبارک پر پہونچا تو ساکنان عرش بریں اور ملائک آسمان و زمین میں کھلبلی پڑ گئی مگر اس بادشاہ بے پروائی بے نیازی کو دیکھ کر لب نہ کھولتے تھے اور سوائے آہ سرد کے کچھ بات نہ بولتے تھے حضرت زکریاؑ نے چاہا کہ آہ کروں حکم ہوا کہ اگر آہ کی تو نام تیرا دفتر نبوت سے مٹا دوں گا سبحان اللہ دوستوں کے سر پر آرے چلتے ہیں اور دم نہیں مارتے ہیں اور دشمن درخت امید سے پھل چنتے ہیں اور کفران نعمت کرتے ہیں کسی کو مجال چون و چرا کی نہیں ہے جو چاہے سو کرے اسی کا حکم اور اسی کا اختیار ہے اس استقامت سے اس نبی عالی ہمت نے جان شیریں کو جان آفریں کے سونپا اور گروہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن میں پہونچا۔

# ذکر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا

حضرت یحییٰ کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا اور اس کے قبیلہ کے باطن نا مبارک میں انبیاءؑ اور علماء سے بغض رہتا تھا اور اس کی ایک بیٹی اگلے خاوند سے نہایت جمیلہ و شکیلہ تھی اور بسبب بڑھاپے کے چاہتی تھی کہ بیٹی کو بادشاہ کے نکاح میں دیوے تا کہ دوسری عورت کا تسلط گھر میں نہو بادشاہ نے اس کا یہ ارادہ

دریافت کر کے کہا کہ میں حضرت یحییٰ سے پوچھوں گا اگر نکاح میرا اسکے ساتھ جائز ہوگا تو کروں گا حضرت یحییٰ سے پوچھا انھوں نے جواب دیا کہ یہ عقد باطل اور نکاح فاسد ہے بادشاہ نے جورو سے کہا کہ یحییٰ پیغمبر خدا کا ہے وہ اس نکاح سے منع کرتا ہے اس نابکار نے اپنے دل میں یحییٰ سے کینہ پکڑا ایک روز بادشاہ کے پاس حالت مستی میں اپنی بیٹی کو آراستہ کر کے بھیجا بادشاہ نے گھر اغیار سے خالی پا کر چاہا کہ فعل بد کرے لڑکی نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک تو میری حاجت نہ بر لاوے گا تب تک میں تجھ کو قدرت نہ دوں گی بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا یحییٰ بن زکریا کا قتل ہے بادشاہ تو نشہ خروش سے اور شہوت کے جوش سے بیہوش ہو ہی رہا تھا کہا تو مختار ہے اس دختر بداختر نے فی الفور حکم دیا اور حضرت یحییٰ کا سر مبارک تن نازنین سے جدا کر کے طشت میں رکھ کر بادشاہ کی مجلس میں منگوایا تین بار اس سردار اصفیا کے سر سے آواز آئی کہ اے بادشاہ یہ تیری بیٹی ہے تجھ پر حرام ہے قادر ذوالجلال کی قدرت سے زمین اس بادشاہ کو مع دختر کے نگل گئی۔ بیت۔ حلم دائم تجھ سے جو موئے اگر کرے :: حد سے جو گذر رہے تو پھر رسوا کرے۔ جب وہ پیغمبر معصوم مارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہ کو بنی اسرائیل پر مسلط کیا کہ اس نے حضرت زکریا اور یحییٰ کے خون کے عوض میں انکے دماغ کا بھیجا نکالا اور لشکر جرار لیکر تمام ملک شام کو زیر و زبر کر دیا اور بیت المقدس کے پاس ڈیرہ کیا اور لشکر کے سردار کو حکم دیا کہ اتنے یہود قتل کرو کہ خون کی نہر میرے لشکر تک پہونچے القصہ اس سردار نے تلوار میان سے کھینچی اور سر افشانی یہود کی شروع کی کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ کا خون جس روز سے کہ قتل ہوئے تھے جوش میں تھا بند نہ ہوتا تھا جب ستر ہزار یہود قتل ہوئے تب خون حضرت یحییٰ کا بند ہوا اور اس سردار کو باقی لوگوں پر رحم آیا مگر بادشاہ نے فرمایا تھا کہ جب تک میرے لشکر تک نہر خون کی نہ پہونچے تب تک ہاتھ قتل سے مت اٹھاؤ پھر اس سردار نے بادشاہ کی تسلی خاطر کے واسطے چارپائے ذبح کئے جب نہر خون کی لشکر کو پہونچی تب قتل موقوف ہوا۔

# ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

حضرت مریمؑ کا حمل زکریاؑ کے قتل ہونے کا سبب ہوا اور کیفیت حمل رہنے کی یوں ہے کہ ایک روز حضرت مریم اپنی خالہ کے یا بہن کے گھر غسل حیض کرنے گئیں اور پردہ لٹکایا چاہتی تھیں کہ غسل کریں جبرئیل ایک بے ریش جوان خوبرو عنبر مو کی صورت میں ظاہر ہوئے حضرت مریم نے دیکھا کہ ایک شخص نامحرم میری طرف متوجہ ہے تو نہایت حجاب زدہ ہو کر فرمایا کہ میں پناہ مانگتی ہوں تجھ سے ساتھ اللہ کے اگر تو پرہیزگار ہے جبرئیلؑ نے کہا میں وہ شخص نہیں ہوں کہ جس سے تو ڈرے میں اللہ کا رسول ہوں تجھ کو پاکیزہ بیٹا بخشنے آیا ہوں حضرت مریمؑ نے کہا کیونکر میرے بیٹا ہوگا مجھ کو تو کسی بشر نے چھوا نہیں اور میں بدکار عورت نہیں ہوں جبرئیلؑ نے کہا سچ ہے تو ایسی ہی ہے لیکن تیرے اللہ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر بغیر باپ کے بیٹا کرنا آسان ہے میں اس کو اعجوبہ زمان اور رحمت عالمیان بناؤں گا اور یہ حکم ہو چکا ہے بعد اسکے حضرت جبرئیل نے مریمؑ کے جیب و گریبان میں حضرت عیسیٰؑ کی روح مبارک کو پھونکا فی الفور حمل رہ گیا کہتے

ہیں کہ یوسف نجار جو حضرت مریم کے ماموں کا بیٹا تھا بیت المقدس میں عبادت کرتا تھا اور کبھی کبھی حضرت مریم ؑ کو ان کی خالہ کے گھر پہونچانے کو جاتا تھا جب حمل کے احوال سے واقف ہوا نہایت غمگین ہو کر پوچھا کہ اب تو مجھ کو تمہاری پرہیزگاری میں بہت شک ہے اگر حکم ہو تو پوچھوں حضرت مریم نے رخصت دی اس نے پوچھا کہ کوئی درخت بغیر تخم کے پیدا ہوتا ہے حضرت مریم نے کہا کہ حق تعالیٰ نے پہلا درخت کس تخم سے پیدا کیا اور پہلا تخم کس درخت سے نکالا آخر اس نے ظاہر پوچھا کہ کوئی فرزند بغیر باپ کے پیدا ہوتا ہے حضرت مریم ؑ نے جواب دیا کہ بغیر باپ ماں کے بھی ہوتا ہے آدم و حوّا کون سے باپ ماں سے پیدا ہوئے ہیں یوسف نجار نے ان کی تصدیق کر کے کہا کہ سوال میرا بطریق حکمت تھا میرا قصور معاف کرو جب ولادت حضرت عیسیٰ کی قریب ہوئی حضرت مریم ؑ کو ندا ہوئی کہ اس شہر سے باہر جا اگر قوم تجھ کو اس وضع پر دیکھے گی تو تجھ کو اور تیرے فرزند کو قتل کر ڈالے گی حضرت مریم ؑ یوسف نجار کو لے کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئی اور جبرئیل راہبر تھے جب دو فرسنگ راہ قطع کی تو ایک گاؤں میں جس کو بیت اللحم کہتے ہیں پہونچیں اور بسبب شدت درد کے مرکب سے اتریں اور پشت مبارک ایک خرمے کے سوکھے درخت سے لگا کر بیٹھیں ؑ اور فرمایا اے کاش میں اس حال سے آگے ہی مرجاتی اور نسیاً منسیاً ہو جاتی حق تعالیٰ نے ملائک کو بھیجا اور اپنے فضل سے وہاں ایک چشمہ پانی کا ظاہر کیا ملائک نے حضرت عیسیٰ کو چشمے میں غسل دیا اور حضرت جبرئیل نے بحکم رب الجلیل ندا کی کہ اے مریم غمگین مت ہو کہ اللہ نے تیرے واسطے نہر جاری کی اور سوکھے درخت خرمے کو سبز کیا اب ہلا تو شاخ خرمے کی اور گرا اپنے اوپر خرمائے تازہ کھا اور پی اور بیٹے کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کر پھر حضرت مریم ؑ نے جبرئیل سے کہا کہ اگر لوگ مجھ سے پوچھیں گے کہ یہ بچہ کہاں سے لائی ہے تو میں کیا جواب دوں گی حضرت جبرئیل نے کہا کہ اگر تو کسی کو دیکھے تو اشارے سے کہیو کہ میں نے واسطے خدا کے نذر کی ہے کہ بنی آدم سے آج بات نہ کروں گی اور اس زمانے میں جیسے طعام و آب سے روزہ رکھتے تھے ویسے ہی باتوں سے رکھتے تھے جب بنی اسرائیل نے حضرت مریم کے چلے جانے کی خبر پائی تو ان کے پیچھے روانہ ہوئے جب مسافت طے کر کے آپ کے پاس پہنچے کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور سر پر خاک ڈالنے لگے اور بولے یہ کیا کار بد کیا تو نے اے ہارون کی بہن یعنی تو مانند ہارون کے عبادت کرتی تھی تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور تیری ماں بھی بدکار نہ تھی حضرت مریم نے اشارہ طرف عیسیٰ ؑ کے کیا کہ اس سے پوچھو سب غصے ہو کر بولے کہ تو ہم سے مسخرگی کرتی ہے کیوں کر ہم بات کریں لڑکے سے کہ جھولے میں.. ہے حضرت عیسیٰ بحکم خداوند قادر کے بولے کہ میں بندۂ خدا ہوں اور خدا نے مجھ کو کتاب دی ہے اور مجھ کو نبی کیا ہے جب یہود نے یہ معجزہ دیکھا تو زبان طعن سے بند کی اور جانا کہ یہ وہ پیغمبر ہے جو اگلے پیغمبروں نے اس کے آنے کی بشارت دی ہے اور مریم ؑ پر جو کہ نسبت بد کرتے ہیں وہ بہتان ہے پھر تو حضرت مریم کو کمال عزت اور حرمت کیساتھ لائے اور بڑی تعظیم اور توقیر سے رکھا جب حضرت عیسیٰ بالغ ہوئے تب حکم الٰہی آیا کہ بنی اسرائیل کے تئیں دعوت اپنے دین کی کرو ہر چند عیسیٰ نے دعوت کی وہ ایمان نہ لاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم موسیٰ کا دین ایک طفل بے پدر کے کہنے سے نہ چھوڑیں گے حضرت عیسیٰ دل تنگ ہو کر شہر سے نکلے ایک جماعت

ع کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ۱۲

دھوبیوں کی دیکھی جو کپڑے دھوتے تھے ان سے فرمایا کہ تم کپڑے پاکیزہ کرتے ہو کس واسطے دلوں کو پاک نہیں کرتے کہا کس چیز سے پاک کریں فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِیسیٰ رَسُولُ اللّٰهِ۔ وہ سب ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ کے انصار یعنی مددگار ہوئے اور کپڑے مالکوں کو دیکر حضرت عیسیٰ کے ہمراہ ہوئے ایک دن صیادوں کے پاس دریا کے کنارے پہونچے کہ مچھلیوں کا شکار کرتے تھے ان کو دعوت کی سب ایمان لائے پھر بنی اسرائیل نے کہا کہ ہر پیغمبر کا معجزہ ہوتا ہے تمہارا معجزہ کیا ہے فرمایا تم کیا چاہتے ہو کہا ایک لڑکا ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوا ہے اس کو بینا کردو حضرت عیسیٰ نے اس کی آنکھوں پر پھونکا فی الحال بینا ہو گیا پھر دوسرا معجزہ چاہا حضرت عیسیٰ نے تھوڑی مٹی ہاتھ پر رکھی اور شکل مرغ کی بنائی اس میں پھونکا وہ بھی جاندار ہو کر اڑ گیا بعد اس کے حضرت عیسیٰ لصیبین کو مع اپنے حوارین کے گئے اور لصیبین ایک شہر تھا کہ وہاں کا بادشاہ بڑا متکبر اور جبار تھا جب متصل اس شہر کے پہونچے تو حضرت عیسیٰ نے حوارین سے کہا کہ تم میں سے کون شخص ہے کہ شہر کو جاوے اور وہاں ندا کرے کہ عیسیٰؑ تمہارے شہر کو آیا چاہتا ہے ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں جاؤنگا نام اس کا یعقوب تھا بعد اس کے دوسرے حواری نے جس کا نام توبان تھا یعقوب کی رفاقت چاہی اس کو بھی رخصت فرمایا اور کہا اے توبان تقدیر الٰہی یوں ہے کہ عنقریب تو تو بلا میں گرفتار ہوگا بعد اس کے شمعون نے کہا کہ یا روح اللّٰہ اگر اجازت ہو تو میں بھی جاؤں وہ بھی رخصت ہوا شمعون نے تو شہر کے باہر توقف کیا اور یعقوب و توبان سے کہا کہ تم جاکر حضرت عیسیٰ کا حکم بجالاؤ اگر تم کو کچھ ضرر پہونچے گا تو میں کچھ تدبیر کروں گا اور ان کے پہونچنے سے آگے دشمنوں نے حضرت مریم اور عیسیٰ کا احوال بری طرح سے مشہور کیا تھا یعقوب اور توبان نے شہر میں جاکر آواز دی کہ اے لوگو! عیسیٰ روح اللّٰہ اور کلمۃ اللّٰہ اور رسول اللّٰہ تمہارے شہر میں آیا چاہتے ہیں لوگ سنکر بہت جمع ہوئے اور پوچھا کہ کس نے تم میں سے یہ بات کہی ہے یعقوب تو منکر ہوا اور توبان نے اقرار کیا کہ میں نے کہی ہے اس کو جھٹلایا اور حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کو بیہودہ باتیں کہیں توبان کو بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے کہا ان باتوں سے باز آ نہیں تو تیرے قتل کا حکم دوں گا توبان اپنے قول پر ثابت رہا بادشاہ نے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر آنکھوں میں سلائی پھروا کر گاؤں سے باہر ڈلوا دیا شمعون یہ احوال سن کر شہر میں آیا اور بادشاہ کے مصاحبوں سے مل کر ملازمت پیدا کی اور فرصت میں عرض کی کہ امید کرم شہریار سے یہ ہے کہ اگر حکم ہو تو اس مبتلائے جراحت سے چند باتیں پوچھنے میں آویں بادشاہ نے اجازت دی شمعون نے بلا کر اس سے پوچھا تو کیا بات کہتا تھا اس نے کہا عیسیٰ رسول اللّٰہ اور کلمۃ اللّٰہ اور روح اللّٰہ ہے شمعون نے کہا اس بات کے صدق کی کیا دلیل ہے جواب دیا کہ جذامی اور برص والے کو صحت دیتا ہے شمعون نے کہا یہ بات طبیبوں سے بھی ہو سکتی ہے اور کچھ دلیل بھی ہے توبان نے کہا کہ جو کچھ لوگ اپنے گھروں میں کھاتے ہیں یا ذخیرہ اور پونجی رکھتے ہیں اس کی خبر دیتا ہے شمعون نے کہا یہ تو فعل کاہنوں اور نجومیوں کا ہے کچھ اور علامت بھی ہے کہا مٹی سے مرغ بنا کر اس میں پھونکتا ہے وہ زندہ ہو کر اڑ جاتا ہے شمعون نے کہا یہ فعل تو جادوگروں کا سا معلوم ہوتا ہے کوئی اور حجت بھی ہے توبان نے کہا کہ خدا کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتا ہے شمعون نے کہا اب یہ مسکین قابو میں آیا ہے

کہ اس نے امر عظیم کا دعویٰ کیا ہے کہ یہ کام سوا خدا کے یا اس کے رسول کے دوسرے سے نہیں ہو سکتا اب
صلاح یہ ہے کہ عیسیٰ کو بلاویں اگر اس نے اس بات سے انکار کیا تو اس شخص کو اس سے زیادہ عذاب فرماؤ
اگر عیسیٰ مردے کو زندہ کر دے اگرچہ یقین نہیں ہوتا تب ایمان لاویں اس واسطے کہ مردوں کو زندہ کرنا دلیل
قاطع ہے کہ وہ نبی ہے بادشاہ کے تئیں شمعون کی بات پسند آئی اور حضرت عیسیٰ کے بلانے کا حکم دیا اور شمعون
سے کہا کہ تم حضرت عیسیٰ کے ساتھ باتیں کرو شمعون نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ یہ آدمی تیرا بھیجا ہوا جو ہمارے
بادشاہ کے غضب میں گرفتار ہے گواہی دیتا ہے کہ تو رسول خدا کا ہے کہا سچ کہتا ہے پھر شمعون نے کہا
کہ یہ گمان کرتا ہے کہ تو مجذوم اور مبروص کو تندرست کر دیتا ہے عیسیٰ ؑ نے فرمایا کہ یہ گمان اسکا درست ہے
پھر شمعون نے کہا کہ یہ بات یوں قرار پائی کہ اگر تو یہ باتیں جو ثوبان نے کہی ہیں نہ کر سکے گا تو تجھ کو تیرے
یاروں سمیت ہم ہلاک کریں گے حضرت عیسیٰ نے فرمایا اچھا شمعون نے کہا پہلے تو اپنے یار کو تندرست
کر دے حضرت عیسیٰ نے ثوبان کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے بند بند ملا کر ہاتھ اپنا اس پر پھیرا خدا کی قدرت
سے جیسا تندرست تھا ویسا ہی ہو گیا اور آنکھیں بھی اچھی بینا ہو گئیں شمعون نے کہا اے بادشاہ یہ
ایک نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے پھر شمعون نے حضرت عیسیٰ سے التماس کی بتاؤ تو اس مجلس
کے لوگوں نے رات کو کیا کھایا ہے حضرت نے ایک ایک کو بیان کیا کہ تو نے رات کو فلانی چیز کھائی ہے
اور فلانی چیز ذخیرہ کر رکھی ہے پھر شمعون نے کہا کہ یہ تیرا بھیجا ہوا آدمی گمان کرتا ہے کہ تو مٹی کا مرغ بناتا
ہے اور وہ جاندار ہو کر اڑ جاتا ہے حضرت عیسیٰ نے کہا سچ کہتا ہے تم کو کونسا مرغ مطلوب ہے سبھوں
نے کہا خفاش یعنی واگل بناؤ حضرت عیسیٰ ؑ کچھ مٹی کی واگل بنائی اور دم عیسیٰ اس پر پھونکا وہ ان کے روبرو
زندہ ہو گیا اور اڑنے لگا (چمگادڑ[۲]) بعد اس کے بہت بھاری بھاری مرضوں کے مریض ان کے دم مبارک سے تندرست
ہوئے سب نے التماس کی کہ اب مردے کو زندہ کرو حضرت عیسیٰ ؑ نے فرمایا کہ جس مردے کو مقرر کرو میں
خدا کے فضل سے اس کو جلا دوں گا سبھوں نے کہا سام بن نوح ؑ کو جو ہمارا تمہارا دادا ہے زندہ کرو تو
آپ کے انفاس شریف کی برکت سے بعید نہیں سب عالم جمع ہو کر حضرت سام کی قبر پر گئے حضرت
عیسیٰ نے دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے دست بدعا ہوئے بعد اس کے سام کو پکارا انتب قبر ان کی
خالق زمین و آسمان کے حکم سے پھٹی اور ایک شخص سفید ریش اور سفید سر باہر آیا اور جواب دیا لبیک یا روح
اللہ سام نے قوم کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو یہ عیسیٰ بیٹا مریم ؑ صدیقہ کا ہے اور روح اللہ ہے تم اسکی
نبوت مانو اور ایمان لاؤ پھر حضرت عیسیٰ نے سام سے پوچھا کہ تمہارے عہد میں تو بال سفید نہیں ہوتے تھے
تمہاری داڑھی کیوں سپید ہے جواب دیا جب میں نے تیری آواز سنی تو مجھ کو گمان ہوا کہ قیامت قائم
ہوئی اس کی ہیبت سے میرے بال سپید ہو گئے پھر حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ تم کو کتنے برس ہوئے کہ
تم نے وفات پائی ہے بولے کہ چار ہزار برس حضرت عیسیٰ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا
مانگو کہ چند مدت پھر دنیا کی ہوا کھاؤ سام نے کہا کہ آخر پھر موت کا شربت چکھنا پڑے گا اور ابھی تک
پہلی ہی مرتبہ کی تلخی سکرات میرے حلق میں باقی ہے زندگانی دنیائے فانی کی نہیں چاہتا تو دعا کریں
بدستور جوار رحمت الٰہی میں پہونچوں حضرت عیسیٰ نے دعا کی وہ پھر بدستور سابق قبر میں تشریف لیگئے

اور زمین برابر ہو گئی اور اس معجزے کی برکت سے تمام لوگ شہر نصیبین کے حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے۔

# بیان مائدہ کے نازل ہونے کا

نازل ہونا مائدہ کا غرائب واقعات سے اور عجائب معجزات سے ہے کیفیت اس کی یوں ہے اکثر اوقات حواریین و خاص اصحاب حضرت عیسیٰ کے ہمراہ رہتے تھے اور دوسرے آدمی بھی رکاب سعادت اندوز تھے ایک روز لوگ سفر میں بھوکے ہوئے اور حواریین سے کہا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کرو کہ حق تعالیٰ یہ بات کر سکتا ہے کہ خوان آسمان سے نازل کرے حواریین نے اس بات کو بعید از قیاس سمجھ کر چند بار انکار کیا آخر ان کی تاکید سے حضرت عیسیٰ کے حضور میں یہ حال عرض کیا حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اگر تو مومن ہو تو خدا سے ڈرو اور شک کی بات مت کرو لوگوں نے عرض کی ہم قدرت خدائی سے منکر نہیں ہیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھاویں اور دل کو اطمینان ہو اور یقین ہمارا تمہارے صدق قول پر زیادہ ہو جب تضرع وزاری ان کی زیادہ ہوئی تب حضرت عیسیٰ نے دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے سوال کیا کہ اے اللہ تعالیٰ تو نازل کر ہم پر ایک مائدہ آسمان سے اور اترنا اس کا ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر روز عید ہو اور تیری طرف سے نشانی نبوت کی ہو نصیب کر تو ہمارے کہ تو سب رزاقوں سے بہتر ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم پر نازل کرونگا لیکن جو کوئی بعد اسکے کفران نعمت کریگا تو میں اس کو عذاب کروں گا کہ کسی کو عالم میں ایسا عذاب نہ کیا ہوگا بعد اس کے ایک خوان سب کے روبرو آسمان سے زمین کیطرف متوجہ ہوا کہ نیچے اور اوپر اس کے دو ٹکڑے ابر کے تھے آہستہ آہستہ اتر کر حضرت عیسیٰ کے روبرو ٹھہرا اور اس کی خوشبو سے لوگوں کے دماغ معطر ہو گئے حضرت عیسیٰ نے بعد سجدۂ شکر کے حواریین سے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے بڑا نیک بخت ہو اور خدا کی قدرت پر اس کو بھروسہ ہو وہ خوان کا سرپوش اٹھاوے حواریین نے عرض کی کہ ہم میں سے آپ اولیٰ اور احق ہیں پھر حضرت عیسیٰ نے بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ کہہ کر سرپوش اٹھایا اور ایک عالم نظارہ کرتا تھا وہ خوان زر سرخ کا تھا اور چار اس کے پائے تھے اور نیچے اس کے ایک سرخ سفرہ تھا اور سفرے پر ایک مچھلی بیٹھی ہوئی تھی کہ ان کے کانٹے نہ تھے اور روغن اس سے ٹپکتا تھا اور اس کے پاس سر خوان سوا لہسن اور گندنے کے سب ترکاریاں تھیں اور تھوڑا سا سرکہ سر کے پاس اور نمک پاؤں کے پاس رکھا تھا اور پانچ گرد بے روٹیوں کے اور تھوڑا زیتون اور پانچ انار اور کئی خرمے ان گردوں پر رکھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا بسم اللہ کرو اور صلائے عام اور ندائے فرحت انجام سب کو دو۔ غنی اور فقیر اور تندرست اور مریض اس خوان الوان نعمت پر حاضر ہوئے جس مریض نے کھایا وہ تندرست ہوا اور جس نابینا نے کھایا وہ بینا ہوا ہزاروں سیر ہوئے اور طعام جتنا کہ تھا کچھ کم نہ ہوا پھر وہ آسمان کو اٹھ گیا بعد اس کے ہر روز صبح کے وقت اترتا تھا اور زوال کے وقت اٹھ جاتا تھا اور دنیا کے لوگ اطراف و جوانب سے آتے تھے بعد اسکے حکم خدا نازل ہوا کہ میرے خوان میں سے غریب اور مسکین اور یتیم اور مریض کھاویں غنی نہ کھاویں یہ بات غنیوں پر سخت گذری بعضے بولے کہ یہ خوان خدائی

نہیں ہے اور بعضے بولے کہ آسمانی نہیں اس طرح کی شک کی باتیں اور کفران نعمت کرنے لگے حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں اہل انکار اور کفران نعمت پر بموجب وعدے کے عذاب کرتا ہوں حضرت عیسیٰ نے ان لوگوں کو خبر دی صبح کو جو اپنے بچھونوں سے اُٹھے تو چار سو یا سات سو آدمی سور کی شکل میں ہو گئے اور گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے تھے گوہ کھاتے تھے حضرت عیسیٰ کے روبرو آن کر سر زمین پر رکھتے تھے اور آنسو آنکھوں سے بہاتے تھے لیکن وقت علاج کا گذر چکا تھا اس پشیمانی نے فائدہ نہ دیا اور تین دن کے بعد جہنم کی راہ لی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ

## بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لیجانے کا

راویان معتمد نے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانے میں ایک بادشاہ گردن کش ظالم سرکش تھا حضرت عیسیٰ کو حکم الٰہی ہوا کہ اس کو اپنے دین کی دعوت دیں ایک روز حضرت عیسیٰؑ نے جا کر مجلس عام میں اس بادشاہ ظالم کو نصیحت کی کہ میں پیغمبر خدا کا ہوں اور مجھ پر خدا نے کتاب انجیل بھیجی ہے اور موسیٰؑ کے دین کو منسوخ کیا اور میرے دین کے جاری ہونے کا حکم کیا اب تم میرا دین قبول کرو اور موسیٰ کا دین چھوڑ دو اس ظالم ناپاک نے اس بات سے انکار کیا اور حضرت عیسیٰ کے قتل پر لوگوں کو تیار کیا حضرت عیسیٰؑ روپوش ہو گئے اور اپنے حواریین کو بلا کر وصیت کی کہ بعد میرے ایک نبی اُمّی عربی زمین تہامہ میں پیدا ہو گا قوم قریش سے کہ علما اس کی امت کے مانند انبیا ئوں گے اپنی اولاد کو بطناً بعد بطن وصیت کرتے جاؤ کہ جو کوئی اس کو پاوے اس پر ایمان لاوے اور سب طرح کی وصیتیں کیں بعد اس کے ایک اُن کے حواریین میں سے منافق ہو گیا اس نے حضرت کے پوشیدہ ہونے کی خبر بادشاہ کو دی رات کو ناگہاں بادشاہ کے لوگوں نے آن کر حضرت کو گرفتار کیا اور ایک مکان میں قید کر کے چاروں طرف سخت چوکی رکھی صبح کے وقت حضرت عیسیٰؑ کے واسطے ایک مکان میں سولی کھڑی کی اور یہودی اور دوسرے گمراہوں کی جماعت بے نہایت جمع ہوئی حق تعالیٰ نے جبرئیل کو بھیجا انھوں نے اس مکان کی چھت توڑ اور حضرت کو آسمان پر لے گئے اور جب آفتاب نکلا تو یہودیوں نے ایک شخص کو اس مکان کے اندر حضرت کے نکالنے کو بھیجا تو اس نے حضرت عیسیٰؑ کو وہاں نہ پایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی شبیہ اور صورت مانند عیسیٰؑ کے کر دی اس نے کہا کہ میں نے تو عیسیٰؑ کو بہت ڈھونڈا نہ پایا لوگوں نے کہا کہ عیسیٰؑ تو ہی ہے اب تو چاہتا ہے کہ اپنے جادو سے کوئی فریب تازہ اٹھا دے وہ ہر چند قسمیں کھاتا تھا کہ میں وہی ہوں جو اس کے لینے کو اندر گیا تھا انھوں نے اس کی بات نہ مانی فی الفور سولی پر دھر کر حلقے سے لٹکا دیا جب بہت دیر تک انتظار کیا اور اپنے یار کا پتہ نہ پایا اندر جا کے جو دیکھا وہاں بھی نظر نہ آیا پھر آپس میں بولنے لگے کہ اگر یہ شخص عیسیٰؑ ہے تو ہمارا یار کہاں ہے اور اگر ہمارا یار ہے تو عیسیٰؑ کدھر ہے غرض یہ ہے کہ وہ ایسے شبہے میں رہے کہ روز قیامت تک شبہ ان کا نہ مٹے گا جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر پہونچے تو اللہ تعالیٰ نے طبیعت بشری ان کی دور کی اور ملائک کی طبیعت عنایت کی آخر زمانے تک فرشتوں میں رہیں گے جب امام مہدیؑ ظاہر

ہو ویں گے اور دجال نکلے گا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے حکم سے مکے میں اتریں گے نماز صبح کا وقت ہوگا اور ایک منادی غیب ندا کرے گا ھٰذا عیسیٰ بن مریم روح اللہ و کلمۃ اللہ لوگ ان کو بڑی خوشی سے مینارے سے اتاریں گے حضرت امام مہدیؑ ان سے کہیں گے کہ آپ امامت کریں وہ فرماویں گے تم آگے ہو کہ ہم آج کے دن تمہاری شریعت کی متابعت کریں گے بعد اس کے چالیس برس دنیا میں رہیں گے اور شادی کریں گے اور اولاد پیدا ہوگی اور دین محمدیؐ کے دشمنوں سے لڑائی کریں گے اور ان کے عدل سے بکری اور بھیڑیا اور شیر اور گائے ایک جگہ پانی پییں گے جب عالم بقا کو تشریف لیجاویں گے تو مسلمان ان کا جنازہ تیار کر کے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخینؓ کے ساتھ مدفون کریں گے

## ذکر مبارک سید المرسلین و خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم

اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے اول اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا ہے اور تمام موجودات عرش سے فرش تک میرے نور سے ہویدا کیا ہے کعب احبار سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کی پیشانی میں رکھا جب حضرت شیث پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پیشانی میں چمکا اور اس نور کی نگہبانی کا عہد نامہ حضرت شیث سے اس مضمون کا لیا کہ اس نور کو سوائے بی بی پاک کے مت سونپیو اور تابوت سکینہ کہ جس میں انبیاء کی تصویریں تھیں واسطے نسلی حضرت آدم کے بہشت سے بھیجا تھا کہ ان کو سونپا کہ تم اپنی اولاد کو نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن سونپتے جاؤ چنانچہ یہ طریقہ حضرت شیث کے وقت سے ان کی اولاد میں جاری رہا اور دامن طہارت اس نبی پاک کے آبا اور اجداد کا زناکاری اور نابکاری سے آلودہ نہ ہوا بعد اس کے حضرت نوح سے وہ نور سام کو ملا اسی طرح نقل ہوتے ہوتے حضرت ابراہیم کی پیشانی میں ظہور کیا پھر حضرت اسمٰعیل سے ان کی اولاد کی طرف انتقال پاتے ہوئے پیشانی عبد مناف میں آ چمکا اور عبد مناف کے چار بیٹے تھے عبد الشمس اور ہاشم اور مطلب اور نوفل ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا تھے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان ہی کے پوتوں میں ہیں ہاشم عبد مناف کی مسند پر بیٹھے حجاج کی یعنی پانی پلانا حاجیوں کو اور تولیت زمزم کی اور کنجی کعبے کی ان ہی کے پاس تھی اور سخاوت اور علو ہمت میں اپنے زمانے میں بے نظیر تھے پھر ان کے بعد ریاست مکے کی عبد المطلب کو ملی عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ فلانے مقام میں کھودو وہاں چاہ زمزم نکلے گا عبد المطلب نے نذر کی کہ اگر میرا خواب سچا ہوا اور مجھ کو خدا دس بیٹے دے تو ایک بیٹے کو قربانی کروں گا جب اس مکان کو کہ خواب میں جس کا نشان معلوم ہوا تھا کھودا تو چاہ زمزم مانند چشمہ آب حیات کے پیدا ہوا اور سو تلواریں اور سو زرہیں اور دو صورتیں طلائی ہرنوں کی قوم جرہم کی رکھی ہوئی نکلیں ہر چند اقوام عرب نے ان کے لینے کا زور لگایا پر عبد المطلب کو خدا نے ان پر غالب کیا جب واسطے

ایفائے نذر کے قرعہ ڈالا تو عبدالمطلب کے نام جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ تھے پڑا یہ بات عبدالمطلب پر اور تمام قبائل عرب پر بہت دشوار گذری اس واسطے کہ نور محمدی کے سبب سے ہر ایک شخص ان کو محبوب رکھتا تھا آخر بعد مشورت کے یہ بات ٹھہری کہ اس زمانے میں ایک عورت جس کا نام سنجاع تھا اور بڑی کاہنہ تھی اس سے پوچھو سب لوگوں نے اس کے پاس جاکر یہ ماجرا بیان کیا اس نے کہا دس اونٹ جو خونبہا ایک آدمی کی ہے عبداللہ کے مقابلے میں رکھ کر قرعہ ڈالو اور اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ جب قرعہ اونٹوں پر پڑے تب ان کو عبداللہ کے عوض فدیہ دو اور صدقہ کرو القصہ جب نوبت سو اونٹوں پر پہونچی تب قرعہ اونٹوں کے نام پر پڑا عبدالمطلب نے بہت خوشی سے سو اونٹوں کو قربانی کر کے ایفائے نذر کی پھر تو عبدالمطلب عبداللہ کی بہت تربیت کرتے تھے جب بالغ ہوئے تو ان کی شادی آمنہ بنت وہب بن عبدمناف کے ساتھ کی عبداللہ کے حسن وجمال کا آوازہ تمام قبیلہ حجاز میں پہونچا تھا اور اکثر امرائے عرب اپنی بیٹی دینے کا پیغام عبدالمطلب سے کرتے تھے اور قوم کی عورتیں بسبب نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو عبداللہ کی پیشانی میں جلوہ افروز تھا کمال آرزوئے دیدار سے بر سر راہ بیٹھتی تھیں اور بت خانے میں جاتے تو بتوں سے آواز آتی کہ اے عبداللہ یہ جو نور تیرے چہرے پر ٹپکتا ہے ہماری خرابی اسی سے ہوگی زنہار زنہار ہم سے نزدیک مت ہو جب بی بی آمنہ اس نور کی حامل ہوئیں اور عبداللہ اپنے باپ کے حکم سے ملک شام کو واسطے تجارت کے گئے پھرتے وقت بیمار ہو کر مدینے میں اپنے باپ کے اقرباؤں میں ٹھہرے اور مدینے میں وفات پائی کیوں نہ ہو ذات سرور عالم کی دنیا کے صدف میں درِ شہوار تھی تب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ درِ یتیم اس عالم میں آوے کوئی اس کی قیمت نہ جانے۔ بیت

ہو محب جس کا خالق عالم پھر یتیمی کا اس کو کیا ہے غم

# ذکر مبارک حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تولد ہونے کا

حضرت آدمؑ کے وقت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک ہر ایک عہد میں جو پیغمبر پیدا ہوتے تھے وہ اپنی امت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور فضائل بیان کرتے تھے اور جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر نازل کیں ان میں علامات اور شمائل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان انبیاء کو واقف کیا ہے اور اکثر اہل کتاب نے سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ستارہ نکلنے کے آگے تصدیق ان کی پیغمبری کی ہے اور بن دیکھے اس رحمۃ للعالمین کے ساتھ بیعت کرنے کی تاکیدیں کی ہیں اور وصیت نامے لکھے ہیں یہ احوال توریت اور انجیل میں اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں موجود ہیں اور کاہنان عرب کی نقلیں اور جنات کی خبریں نبوت کے اثبات کے واسطے معتبر کتابوں میں موجود ہیں اگر بیان میں آویں تو یہ رسالہ دفتر عظیم ہو جاوے مگر واسطے قوی ہونے اعتقاد اہل اسلام کے جو علامتیں کہ وقت تولد کے ظاہر ہوئی ہیں لکھتے ہیں آتی ہیں حضرت آمنہ رضؓ فرماتی ہیں

کہ حمل کی مدت میں ہرگز حمل کے بوجھ سے میں واقف نہیں ہوئی اور اچھے اچھے لوگ مجھ کو خواب میں کہتے
تھے تو حاملہ ہے شفیع المذنبین اور رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب فرزند تولد ہو تو
نام اسکا محمد رکھیو اور حضرت کی ولادت کی رات میں تمام بت سرنگوں ہوئے اور شیطان کا تخت
الٹ گیا اور خبریں آسمان کی جو شیاطین لاتے تھے موقوف ہو گئیں اور نوشیرواں کے محل کے
چودہ کنگورے گر پڑے اور ہزار برس کا آتشخانہ فارس کا بجھ گیا[عہ] آمنہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں اس رات میں اکیلی
تھی کہ نشانیاں وضع حمل کی نمود ہوئیں اور طبیعت میری نہایت غمگین تھی اس وقت غیب سے کئی
پاکیزہ بی بیاں آئیں اور بڑی الفت سے مجھ کو شربت پلایا اور فاطمہ تقفیہ کہتی ہیں کہ اس رات میں جو
آمنہ کے پاس آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ طبق نور کے آسمان سے اترتے ہیں اور گویا ستارے زمین پر اتر
کر ہم پر نثار ہوتے ہیں جب بدن مبارک حضرت کا زمین پر پہونچا تو ایک آواز آئی یرحمک ربک
یا محمدؐ اور ایسا نور چمکا کہ تمام مشرق اور مغرب نظر آنے لگا آمنہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک آواز سنی کہ اس
مولود نیف کو تمام عالم کے گرد پھراؤ بعد ایک لحظے کے میں نے ان کو پایا کہ ایک حریر میں لپیٹ کر کہ جس
سے مشک (پاک) و عنبر کی خوشبو آتی ہے میرے سامنے رکھدیا (یعنی حضرت غائب ہوگئے) اور صحیح بات یہ ہے کہ آں حضرت عمؐ ختنہ کیئے
ہوئے پیدا ہوئے عبد المطلب نقل کرتے ہیں کہ میں اس رات کعبے میں تھا یکایک کعبہ کی چاروں دیوار و
نے سجدہ کیا اور بیت اللہ میں سے آواز تکبیر کی آئی اور ہبل جو بڑا بت تھا گر پڑا اور صفا و مروہ کے پتھر
نیچے اونچے ہونے لگے وہاں سے جو آمنہ رضؓ کے گھر آیا تو معلوم ہوا کہ ستارہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوع
کیا میں خدا کا شکر بجالایا پھر عبد المطلب آنحضرت کو گود میں اٹھاکر کعبے میں لے گئے اور شکر میں اس نعمت
کے اشعار پڑھے اور پھر وہاں سے لاکر آمنہ رضؓ کے حوالے کیا نقل ہے کہ حضرت کے تولد کی خوشخبری توبیہ
نے ابولہب کو پہونچائی اس نے یہ مژدہ سنکر توبیہ کو آزاد کیا اسواسطے کتاب معتبر میں لکھا ہے کہ حضرت
عباس رضؓ نے ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اس نے کہا عذاب
الیم میں گرفتا ہوں مگر دوشنبے کی رات جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنکر لونڈی
آزاد کی تھی تھوڑا پانی پینے کو ملتا ہے جاننا چاہیئے کہ بعد بیالیس برس حکومت نوشیروان کے پچھلی
رات میں شروع ایام بیض میں بارھویں تاریخ ربیع الاول دوشنبے کی رات اس سرور عالم پناہ شگافندۂ
ماہ اور محبوب خاص آلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے حرم کو محترم
کیا صلی اللہ علیہ وسلم بالشرف والکرم

## ذکر مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ پلانے اور حلیمہ کے دائی ہونے کا

عرب میں دستور تھا کہ ہر برس میں دو بار عورتیں شیردار مکے میں آن کر لڑکوں کو اپنے مکان کو لیجاتی تھیں

عہ اور دریائے سادہ جاری ہو گیا ۱۲ عبدہ　　عہ اور آنول نال کٹے ہوئے ۱۲۔ عبدہ

جب مدت دودھ پلانے کی پوری ہوتی تھی تو مکے میں لڑکوں کو ماں باپ کے پاس پہونچا کر انعام و اکرام لیکر اپنے مکان کو جاتی تھیں اتفاقاً اس برس بنی سعد کے قبیلے کی عورتیں مکے میں آئیں ان میں حلیمہ سعدیہ رضہ ابو ذویب کا قبیلہ آیا اور اس سال ان کے ملک میں قحط تھا حلیمہ اور خاوند ان کا ایک دبلے سے گدھے پر اور ضعیف سی اونٹنی پر سوار ہو کر چلے تھے بڑی مصیبت سے مکے میں پہونچے قافلے کی عورتوں نے آگے سے پہونچ کر مقدور والوں کے بچے لے لئے اور محمد بن عبداللہ کے لینے کو کوئی ارادہ نہ کرتی تھی اس واسطے کہ وہ یتیم تھے اور انعام دایئوں کا باپ سے تعلق رکھتا تھا حلیمہ نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں تو خالی وطن کو نہ جاؤں گی اگر تیری صلاح ہو تو ابو طالب کے یتیم کو کہ جس کی پیشانی سے نور اور برکت چمکتا ہے لے چلیں وہ خاوند کو راضی کر کے آمنہ کے پاس گئی اور ان کی زبانی وہ کرامتیں اور خوبیاں جو حمل اور تولد میں دیکھی تھیں سن کر بڑی خوشی سے آنحضرتؐ کو لے کر خاوند کے پاس آئی اور احوال جو آمنہؓ سے سنا تھا سنایا ابو ذویب خوش ہوا اور حلیمہ سے نقل ہے کہ قسم ہے پروردگار عالم کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھاتی سے میری پیٹ بھر لیا اور دوسری چھاتی سے انھوں نے کبھی دودھ نہ پیا بالہام الٰہی رضاعی بھائی کا حق سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے اور میری اونٹنی کا بھی اتنا دودھ ہوا کہ ہم دونوں پی کر پیٹ بھر لیتے تھے اور اس لڑکے کے آتے ہی ایسی برکت ہم پر ظاہر ہوئی اور حال آسودہ ہو گیا کہ قافلے کی عورتیں ہم پر رشک کرتی تھیں اور پھرتے وقت میرا گدھا سارے گدھوں کا سالار ہو کر سب سے آگے چلتا تھا اہل قافلہ دیکھ کر حیران ہوتے تھے جب وطن پہونچے تو ہماری اوقات بڑے آرام سے گزرنے لگی اور تمام قوم کی بکریوں میں سوائے پوست اور ہڈیوں کے گوشت باقی نہ تھا دودھ تو کہاں اور ہماری بکریاں دودھ سے ہمارے باسن بھر دیتی تھیں لوگ بسبب حرص کے ہماری بکریوں کے ساتھ چراتے تھے ان کا مال پامال رہتا تھا اور ہماری بکریوں کے تھن دودھ سے بالا مال دو برس کے عرصے میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے توانا ہوئے کہ چار برس کا لڑکا اتنا قوی اور حسیت نہ ہوتا تھا جب دودھ پلانے کے دن پورے ہوئے تو ہم آپ کو مکے میں لائے پر دل ان کی جدائی سے ٹکڑے ہوتا تھا مکے کی آب و ہوا کے فساد اور وبا کا حیلہ کر کے میں بی بی آمنہ سے اجازت لیکر پھر ان کو اپنے وطن میں لے آئی ایک روز حضرتؐ نے کہا کہ میرے بھائی دن کو بکریاں چرانے جاتے ہیں میں اکیلا رہتا ہوں مجھ کو بھی ان کے ساتھ کر دیا کرو چنانچہ دو مہینے تک حضرت بھی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو جنگل میں تشریف لے جاتے تھے ایک روز ان کا رضاعی بھائی روتا ہوا آیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو آدمیوں نے پکڑ کر زمین پر گرایا اور ان کے پیٹ کو چیر ڈالا حلیمہؓ اور اس کا خاوند روتے چلاتے جو وہاں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے تلے بیٹھے ہیں حلیمہؓ کو دیکھ کر مسکرائے اس نے دوڑ کر چھاتی سے لگایا اور احوال پوچھا تو فرمایا کہ دو مرد سپید پوش نے مجھ کو گرایا اور میرا سینہ چیر کر دل نکال کر خون سیاہ کے چند قطرے باہر کئے اور ایک آدمی نے برف کا پانی آفتابے میں لے کر میرے دل کو دھویا پھر سینے میں رکھ کر میرے پیٹ کو سیا اور کچھ بھی درد مجھ کو نہیں معلوم ہوا پھر تو حلیمہ اور اس کا خاوند ڈرے کہ اس لڑکے کا

عجب حال ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ حادثہ ہو جائے کہ ہم سے اسکا بند و بست نہ ہو سکے اس واسطے حضرت کو ان کی والدہ کے پاس پھر مکے میں پہونچا گئے جب حضرت کی چھ برس کی عمر ہوئی تو بی بی آمنہ رضؓ حضرت کو لے کر مدینے میں اپنے رشتہ داروں کے ملنے کو آئیں اور چند روز رہ کر پھرتے وقت ابوار نام گانوں میں بیمار ہو کر دار البقا سدھاریں پھر ام ایمن رضؓ نے جو حضرتؐ کی کنیزک تھیں انکو ساتھ لے کر مکے میں لاکر عبدالمطلب کو سونپا جب سات برس کے ہوئے تو عبدالمطلب کو پیغام موت کا آیا تب مرض الموت میں سب بیٹوں کو جمع کر کے وصیت کی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت ابو طالب کو سونپی اور آپ اپنی زندگانی مستعار مالک حقیقی کو سونپ کر راہ فنا کے مسافر ہوئے پھر تو ابو طالب نے حضرت کی تربیت پر کمر باندھی اپنے فرزند سے زیادہ محبت کرتے تھے جب حضرت بارہ برس کے ہوئے تو ابو طالب نے شام کیطرف کا ارادہ کیا اور چاہا کہ حضرت کو چھوڑ کر وہاں جاویں حضرت نے کہا کہ تم مجھے یہاں کس پر چھوڑے جاتے ہو ابو طالب نے یہ کلام جانگداز سن کر ان کو چھاتی سے لگایا اور اپنے ساتھ لے کر شام کے قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے جب شہر بصرہ چھ کوس رہا تو ایک گاؤں میں مقام کیا وہاں ایک صومعہ یعنی عبادت خانہ تھا کہ اس میں بحیرا نام راہب رہتا تھا اور آسمانی کتابوں سے واقف تھا اس کو معلوم تھا کہ پیغمبر آخر الزماں اس صومعے کے پاس بیر کے درخت کے تلے اتریں گے جب قافلہ گھاٹی سے اتر کر نمودار ہوا بحیرا نے دور سے دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا اس چتر لوک کے سر پر سایہ کرتا ہے اس کو یقین ہوا کہ یہ وہی پیغمبر موعود ہے جب قافلہ آن کر اترا تو بحیرا نے ان کی دعوت کی اور اپنے خادم کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اے اہل مکہ آج تم سب اس فقیر خانے میں تشریف لاؤ اور میری دعوت قبول کرو ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ آگے جو قافلہ آتا تھا تو راہب کبھی التفات بھی نہ کرتا تھا اب اس تپاک سے ضیافت کرنے کا کیا سبب ہے بہر حال یہ سب لوگ تو ضیافت کھانے کو گئے اور حضرت کو بسبب صغیر سن کے مکان پر چھوڑ آئے بحیرا نے ہر چند لوگوں کے منہ کو دیکھا مگر آئینہ جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آیا حیران ہو کر پوچھا کہ کوئی اور بھی تمہارے ساتھ والوں سے باقی ہے کہا ایک نو عمر لڑکے کو مکان پر چھوڑ کر آئے ہیں راہب نے ابو طالب سے کہکر حضرت کو بھی بلوایا بحیرا نے دیکھتے ہی نبوت کی نشانیوں سے پہچانا اور بہت تعظیم اور تکریم سے بٹھایا بعد کھانے کے ابو طالب سے کہا کہ تم اس اقبال بلند کو فرماؤ کہ جو کچھ میں پوچھوں سو مجھ سے پوشیدہ نہ رکھے حضرت نے بموجب فرمان ابو طالب کے فرمایا کہ کیا پوچھتے ہو اس نے کہا کہ میں تم کو لات اور عزیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ جو میں پوچھوں سو میرا جواب دو حضرت نے فرمایا نام ان بتوں کا میرے سامنے مت لے میں کسی چیز کو ان کے برابر دشمن نہیں جانتا بحیرا نے کہا تو چادر اپنی اٹھا جو میں نشان تیری شان عالی کا دیکھوں جب حضرت نے چادر اٹھائی بحیرا نے فی الفور اس نشانی کو جو مہر نبوت تھی چوما اور بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی پیغمبر آخر الزماں ہے کہ آسمانی کتابوں میں جس کا بیان ہے عنقریب ہے کہ مشرق و مغرب تیرے نور سے منور ہوگا اے ابو طالب اگر تو اس کو عزیز رکھتا ہے تو شام کیطرف مت لیجا اس واسطے کہ نبوت کی علامتیں اس میں مانند صبح کے روشن ہیں اور یہود نا بہبود اس کے دشمن ہیں ابو طالب نے خوش ہو کر

راہب کی بات قبول کی اور اپنا مال بصرے میں بیچ کر مکےّ کو روانہ ہوئے

## ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدیجۃ الکبریٰ کیساتھ نکاح کرنیکا

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس کی ہوئی تو ابو طالب نے اپنی تنگی معاش کا ذکر کیا اور کہا کہ قافلہ قریش کا شام کو جاتا ہے اور خدیجہؓ خویلد کی بیٹی امانت دار لوگوں کو مال دیتی ہے اگر تم بھی تجارت کیواسطے کچھ اس سے طلب کرو تو یقین ہے کہ وہ عذر نہ کرے گی اس سبب سے ہم کو نفع ہوگا یہ خبر خدیجہؓ کو پہونچی انھوں نے حضرتؐ سے پیغام کیا کہ اگر یہ ارادہ کریں تو میں اوروں سے دونا دوں گی اس واسطے کہ آپ کی دیانت اور امانت سب پر ظاہر ہے ابو طالب خوش ہوئے اور خدیجہ نے بموجب وعدے کے عمل کیا اور میسرہ نام اپنے غلام کو جو خرید و فروخت سے واقف تھا ہمراہ کر کے شام کے قافلے کے ساتھ روانہ کیا میسرہ راستے میں کرامتیں عجائب دیکھتا تھا اور نہایت اعتقاد سے خدمت کرتا تھا جب بحیرا راہب کی منزل میں پہونچے تو وہ عالم عقبےٰ کو پہونچ چکا تھا اور نسطورا راہب اس کی جگہ پر مسند نشین تھا تھا وہ آسمانی کتابوں سے احوال سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانتا تھا جب میسرہ کی زبانی سنا تو بولا کہ میں مدت سے اس عبادت خانے میں اس جمال کے دیکھنے کا منتظر تھا الحمد للہ کہ میں اپنی تمنا کو پہونچا لیکن تم کو وصیت کرتا ہوں کہ شام کے جانے کے ارادے کو فسخ کرو اور اس شخص کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھو اس واسطے کہ شام کے یہود اس کے دشمن ہیں مبادا کچھ زیان پہونچاویں میسرہ نے نسطورا کی نصیحت سنی اور اس رئیس اصحاب میمنہ کی خدمت میں رہا اور بصرے میں اپنا سامان بیچ کر مکےّ کو روانہ ہوا اتفاقاً دوپہر کا وقت تھا جو مکےّ کے میدان میں پہونچے خدیجہؓ نے اپنے بالاخانہ سے دیکھا کہ دو شتر سوار چلے آتے ہیں اور ایک کے سر پر مرغ سایہ کر رہے ہیں یہ تماشہ دیکھ کر مشتاق ہو کر کہنے لگی کہ خدا کرے یہ دونوں مسافر میرے مکان پر اتریں جب حضرتؐ اور میسرہ آپہونچے اور اس نے جو کچھ احوال مرغوں کے سایہ کرنے کا اور طعام میں برکت ہونے کا اور نسطورا کے تعریف کرنے کا سنا اور دیکھا تھا کہہ سنایا خدیجہؓ کے دل میں محبت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راسخ ہوئی اور ارادہ نکاح مصمم کیا ہر چند کہ اشراف قریش بسبب حسن اور شرافت اور مال کے خدیجہ کے نکاح کے مائل تھے لیکن تقدیر ازلی اس بی بی کے نصیب میں تھی کہ یہ سعادت دارین اس کو ملے بعد دو مہینے کے اس سفر سے خدیجہؓ نے ایک عورت کو راز دار اپنا بنا کر بھیجا اس نے حضرتؐ کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ اے محمدؐ خدا نے تجھ کو جمال ظاہر اور کمال باطن عنایت کیا تو کسواسطے نکاح نہیں کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سامان نکاح کا بالفعل موجود نہیں اس عورت نے کہا کہ اگر کوئی بی بی صاحب نسب حسب پیدا ہو اور یہ سب بار اپنے اوپر اٹھائے اور اپنا مال جمال تیرے نذر کرے تو تو قبول کرے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے کہا وہ خدیجہ خویلد کی بیٹی ہے پھر فرمایا کہ اس کام میں کس کو وسیلہ کروں وہ بولی کہ میں اس مہم کی درستی کروں گی اور اس پیوند کو وصل دے کر مستحکم بناؤں گی جب خدیجہ نے یہ مژدہ سنا تو ورقہ بن نوفل کو حضرتؐ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اپنے

اقربا میں سے جو صاحبانِ عزت ہیں ان کو یہاں بھیجو حضرت حمزہؓ تشریف لے گئے اور یہ بات تقریباً پھر ابو طالب اور ارکان قوم حاضر ہوئے اور خطبہ نکاح کا کمال فصاحت اور بلاغت سے پڑھا اور مہر مؤجل کے ضامن ہوئے اور طرف ثانی سے ورقہ بن نوفل نے نہایت سلامت اور لطافت سے خطبہ سنایا بعد اس کے ایجاب و قبول کا صیغہ عمل میں آیا پھر ابو طالب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فراغت معیشت سے فرحت حاصل ہوئی جب حضرت کی پینتیس برس کی عمر شریف ہوئی تو قریش نے کعبہ بنانے کا ارادہ کیا سبب اس کا یہ تھا کہ حضرت ابراہیم کی تعمیر میں کعبے کی چھت نہ تھی بلکہ صرف چار دیواری تھی اور سیل کے پانی سے بنیاد دیواروں کی سست ہو کر گرنے کے قریب آپہونچی تھی اتفاقاً ان دنوں میں ایک عمدہ جہاز روم کا جدّے کے پاس آن کر ٹوٹ گیا قریش نے یہ خبر سن کر غنیمت جانا ولید بن مغیرہؓ نے جدّے میں جا کر اس جہاز کی لکڑیاں خرید کے کاریگروں کو جمع کیا اور چھت بنانے کی تجویز کی اور یوں مقرر کیا کہ موافق ابراہیم کی بنا کے بناویں کم و بیش نہ کریں لیکن خرچ نے وفا نہ کی کہ موافق بنا ر ابراہیمؑ کے تیار کریں ناچار ہو کر حطیم کو اس بنا سے نکال ڈالا چنانچہ آج تک حطیم کعبے سے باہر ہے اور طواف کرتے وقت حطیم کو درمیان میں لے کر طواف کرتے ہیں پھر چاروں طرفوں کو قبائل عرب پر تقسیم کر کے بنانا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر کھینچنے میں سب کے ساتھ شریک رہتے تھے جب حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو قوم قریش میں مخالفت ہوئی ہر ایک چاہتا تھا کہ یہ سعادت ہم حاصل کریں ہر ایک اپنی فضیلتیں بیان کرتے تھے اور حجتیں قائم کرتے تھے یہاں تک کہ نوبت خانہ جنگی اور کشت و خون پر پہونچی ولید بن مغیرہ نے جو قریشوں میں بزرگ اور بوڑھا تھا جوانان قریش کو قتل و قتال سے منع کر کے یوں صلاح ٹھہرائی کہ کل فجر کو جو سب سے آگے بنی شیبہ کے دروازے سے حرم میں آوے وہ ہم سب کا حاکم ہے اس کے حکم پر سب راضی ہوں اتفاقاً فجر کو سب سے اول محبوب خاص آکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تشریف لائے سب لوگوں نے نہایت خوشی سے آپ کو حکم بنایا اور کہا ؎

جو کچھ کرے تو حکم ہمارا تو حسلم ہے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو بچھایا اور حجر اسود چادر میں رکھ کر فرمایا کہ ہر ایک قبیلے سے ایک ایک آدمی کو اختیار کرو جو اس چادر کا کونا پکڑے تا سب قوم اس سعادت سے محروم نہ رہیں جب سب اس طور سے چادر کو پکڑ کر دیوار کے پاس لے گئے تب اس شاہ انبیا نے کہا کہ اب میں تم سب کی وکالت کرتا ہوں حجر اسود کو اٹھا اپنے دست حق پرست سے اس کے مقام پر رکھ دیا سب لوگ خوشی سے بیٹھ گئے اور نزاع اٹھ گئی۔

## ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول وحی کا اور پیغمبری پانے کا

جب نبوت کی صبح کے روشن ہونے کا وقت نزدیک آیا اور علامتیں رسالت کی ظاہر ہونے لگیں تو اول اچھی اچھی خوابیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے لگے جو خواب دیکھتے تھے سو اثر اس کا بعینہ ظاہر ہوتا تھا

اور اکثر پھرتے چلتے وقت پتھر یا درخت میں سے آواز آتی تھی السّلام علیک یارسول اللہ اور سبب اس کا یہ تھا کہ اگر ایک بارگی جبرئیل امین علیہ السلام وحی لیکر نازل ہوتے تو جبلۂ بشری کو طاقت تحمل کی نہ ہوتی اور ان باتوں کے سبب سے دل کو وحی سے اور الہام سے انس ہوتا ہے اور قوت حاصل ہو کر ملائک سے الفت حاصل ہوجاتی ہے ان دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی پسند ہوتی تھی اور لوگوں سے کنارہ اور کئی روز کا توشہ ساتھ لیکر کوہ حرا میں جو مکّے سے تین کوس ہے جاتے تھے اور وہاں ایک غار تھا تین گز لمبا اور دو گز چوڑا اس غار میں عبادت کیا کرتے تھے چھ مہینے اسی طریق سے گزرے بعد اس کے رمضان کی سترھویں تاریخ دوشنبے کے دن حضرت جبرئیل امین فرمان رب جلیل کا لیکر آئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے لیٹے تھے پیچھے سے آن کر حضرت کو متنبہ کیا حضرت اٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے اور ادھر اُدھر نظر کی کوئی نظر نہ آیا پھر لیٹ گئے دوسری بار آن کر پھر متنبہ کیا اور آواز دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک شخص عظیم القامتہ پاکیزہ صورت نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک جسم اس کا محیط ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ مَنْ اَنْتَ رَحِمَكَ اللّٰهُ کون ہے تو رحمت کرے تجھ پر اللہ تعالیٰ کہا کہ میں جبرئیل ہوں اور حضرت سے فرمایا کہ اقرا یعنے پڑھ تو حضرت نے فرمایا کہ میں تو کچھ پڑھا نہیں ہوں پھر جبرئیل نے حضرت صلعم کو پکڑا اور ایسا دبوچا کہ طاقت نہ رہی پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پڑھا نہیں ہوں پھر ایسا دبوچا کہ بے طاقت ہو گئے جب تیسری بار یہی معاملہ گذرا تو حضرت نے فرمایا کیا پڑھوں تب جبرئیل نے کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ۝ ... پھر جبرئیل نے غار سے اپنا پر ایک مکان میں ملا وہاں ایک پانی کا چشمہ پیدا ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو سکھایا پھر حضرت جبرئیل امام ہوئے اور حضرت ماموم ہوئے دو رکعت نماز پڑھائی پھر جبرئیل تو غائب ہو گئے وہاں سے حضرت ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے خدیجہؓ کے پاس آئے نہایت خوف و رعب سے دل مطہر کانپتا تھا حضرت خدیجہؓ نے آن کر حضرت کو بغل میں پکڑا اور کہا کہ چشم بد دور جمال مبارک نہایت مصفٰے ہے اور صفائے چہرہ مبارک نہایت اعلیٰ ہے حضرت نے فرمایا کہ میرا دل کانپتا ہے مجھ کو کپڑوں میں دباؤ خدیجہ نے اس حبیب اللہ کو مانند کلیم اللہ گلیم میں چھپایا حضرت نے بعد زوال خوف کے ان آیتوں کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ مجھ پر ایسے احوال عارض ہوتے ہیں شاید میں زندہ نہ رہوں گا اس کاملۂ زمان اور علامۂ دوران نے حضرت صلعم کی تسلّی کی کہ قسم ہے خدا کی وہ تجھ کو خواری اور ہلاکت میں نہ ڈالے گا اس واسطے کہ تو مہمان نوازی اور درویشوں کی کارسازی کرتا ہے اور اپنی خوئے نیک سے سب کو راضی رکھتا ہے پھر خدیجہؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے گھر جو ان کا چچازاد بھائی تھا لے گئیں ورقہ بن نوفل توریت اور انجیل کو عبرانی میں اور عبرانی سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا اور ان کتابوں کے دیکھنے سے پیغمبر آخر الزماں صلعم کا مشتاق تھا خدیجہؓ نے کہا کہ اپنے بھتیجے کا احوال گوش دل سے سن اور اسکی تسلّی دے ورقہ نے کہا اے بھتیجے کہو کیا دیکھا اور کیا سنا حضرت نے تمام احوال مع ان آیتوں کے سنایا ورقہ نے اپنی زبان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف

میں کھولی کہ مبارکباد اے محمد یہ جبرئیل ناموس اکبر ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوتا تھا اب تیری نوبت پہونچی یقین جان تو نبی آخر الزماں و خاتم پیغمبراں ہے۔ ابیات تو ماد زمین و آسمان ہے:. سردار ہمہ مقربان ہے:. مقصود ہے امر کن سے تو ہی:. تو روح رواں انس و جان ہے:. اور کہا ہائے افسوس میں جوان ہوتا اور میرا بدن توانا ہوتا جب تیری قوم تجکو مکے سے نکالتی تو میں تیرے ساتھ شریک بدل و جان ہوتا حضرت نے فرمایا کہ قوم کے ہاتھ میرے نکالنے کی بھی نوبت پہونچے گی ورقہ نے کہا کہ جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے اور وہ شخص دعوت رسالت شروع کرتا ہے تو بیشک قوم اس کی دشمن ہو جاتی ہے جب ورقہ کی باتوں سے حضرت کی تسلی ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گھر کو آئے پھر چند مدت وحی آنے میں دیر ہوئی اسواسطے خاطر مبارک نہایت غمگین رہتی تھی یہاں تک کہ ایک روز بہت غم سے پہاڑ پر چڑھے اور چاہا کہ اپنے تئیں پہاڑ سے گرادیں اتنے میں ایک آواز سنی دیکھتے کیا ہیں کہ جبرئیلؑ درمیان زمین و آسمان ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے محمد رسول اللہ تو رسول برحق ہے اس بات کے سننے سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہوئی لیکن جبرئیلؑ کی ہیکل عظیم کے دیکھنے سے بہت رعب دل میں آیا اور گھر میں آن کر کپڑوں میں لپٹ کر پڑ رہے پھر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت پڑھی یَاۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ ہ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ہ یعنی اے کپڑوں میں لپٹنے والے اٹھ اور لوگوں کو ڈرا اور اللہ کی بڑائی کر جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا امت کے ڈرانے کا اور رسالت کے پہونچانے کا... پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس حال سے آگاہ کیا اس بی بی سعادت مند نے فی الفور اسلام قبول کیا بعد اس کے امیر المومنینؓ ابن عم رسول زوج بتول مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے کہ عمر ان کی آٹھ برس کی تھی حلقہ ایمان کا اپنے کانوں میں ڈالا پھر پیشوائے ارکان تحقیق اور سر حلقہ صاحبان تدقیق یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دنوں میں یمن کی طرف تجارت کو گئے تھے وہاں ایک راہب نے کہ جس کی عمر تین سو برس کی تھی ابو بکر صدیق رضؓ کو دیکھا اور قوم اور نسب پوچھا اور ایک خال سیاہ ان کی ناف پر اور ایک نشانی ران پر دیکھ کر کہا جب تو وطن کو پہونچے تو پیغمبر آخر الزماںؑ پیدا ہوا ہوگا اور بالغ مردوں سے اول سب سے پہلے تو ایمان لاویگا جلد جا اور اس دولت کو مت گنوا ان حضرت ابو بکر جب مکے میں پہونچے تو اول ابو جہل اور عقبہ بن ابی معیط سے ملاقات کر کے کہا کہ کچھ خبر تازہ ہے وہ بولے ہاں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعویٰ نبوت کا کرتا ہے اور تیرا بڑا دوست ہے تو جا کہ اس کو نصیحت کر اور اس بات سے باز رکھ اور اس فتنے کی آگ کو بجھا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قریش کو تسلی دے کر سیدھے حضرت کے مکان پر جا کر احوال مزاج وہاج کا پوچھا حضرت نے فرمایا کہ اے ابو قحافہ کے بیٹے جان تو میں رسول خدا کا ہوں اور تمام خلق کا رہنما اس وقت کو غنیمت جان اور بالغان امت سے پہلے تو مسلمان ہو ابو بکرؓ نے کہا کہ تمہارا معجزہ کیا ہے جو احوال کہ راہب نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا حضرت نے حرف بحرف بیان کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ حیران رہ گئے کہا آپ سے یہ حال کس نے کہا فرمایا کہ ابھی جبرئیل نے مجھ کو یہ خبر پہونچائی ابو بکر صدیق نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ... پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہتمام سے عثمانؓ بن عفان

اور زبیر بن العوام اور عبدالرحمان بن عوفؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاصؓ ایمان لائے
اسی واسطے ان کو سابق الاسلام کہتے ہیں پھر تو وحی آنا شروع ہوئی اور لوگ اسلام لانے لگے جب تک
حضرتؐ بتوں کی بدی اور مذمت نہ کرتے تھے تب تک قریش حضرت کے معترض نہ ہوتے تھے اور کہا کرتے
تھے کہ عبدالمطلب کا پوتا آسمانی خبریں دیتا ہے جب حضرت نے بحکم الٰہی ان کے جھوٹے خداؤں کا عیب
بیان کرنا شروع کیا اور زبان طعنے کی دراز کی سرداران عرب نے عداوت کی تلوار میان سے کھینچی اور مسلمانوں
کو ایذا دینا شروع کی بلکہ ابولہب اور ابوجہل دعوت کے وقت جاتے تھے اور پیچھے سے پتھر چلاتے تھے
اور تکذیب کرتے تھے غرض دس برس تک یہ تین جب تک دعوت برملا شروع کی کیسی کیسی ایذا اور ہزاروں
طرح کی بے ادبیاں اور قسم قسم کے رنج اٹھائے اور برے برے القاب مانند ساحر اور شاعر اور مجنون
کے حضرتؐ نے سنے اور غریب اصحابوں پر طرح طرح کے عذاب گزرے کہ جس کے بیان کرنے سے
رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں القصہ جب معاملہ کافروں کے ظلم کا مسلمانوں کے ساتھ حد سے گزرا تب
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعضے اصحابوں کو ہجرت کا حکم دیا تو رجب کے مہینے میں گیارھویں
تاریخ گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حضرت کی صلاح سے حبش کیطرف ہجرت کی اور نجاشیؒ نے جو بادشاہ
حبش کا تھا ان لوگوں کی بہت حمایت کی اور مکان اترنے کو دیا اور اصحابوں کی آرام سے گزرنے لگی
جب قریش نے خبر پائی تو عمرو بن العاص کو مع چند آدمیوں کے حبش کے بادشاہ کے پاس مع چند تحائف
بھیجا تو وہ اصحابوں کو بادشاہ سے کہہ کے ذلیل کرواویں اور حبش سے نکلوا کر مکے میں لے آویں بادشاہ
نے ان کا کلام قبول نہ کیا ہر چند انھوں نے اعیان وارکان کے وسیلے اٹھائے مگر نجاشیؒ نے اصحابوں
کو نہ دیا اور وکیلان قریش کو خائب و خاسر پھیر دیا اور چھ برس بعد نبوت کے حضرت کے چچا امیر حمزہؓ مسلمان
ہوئے کیفیت ان کی یوں ہے کہ ایک روز حضرت امیر حمزہؓ شکار سے پھرے آتے تھے جب کعبے کا
طواف کرنے لگے ایک باندی نے امیر حمزہؓ سے کہا کہ آج ابوجہل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح کی
ایذا دی اور عجب ہے کہ محمد تمہارا بھتیجا ہے اور رضاعی بھائی ہے تم جیتے ہو اور اس کو یہ ایذائیں پہونچتی
ہیں حضرت امیر حمزہؓ کو غیرت آئی اور مارے غضب کے ابوجہل کے پاس جا کر ایک کمان اس کے سر پر
ایسی ماری کہ وہ اوندھا گر گیا اور سر خون آلودہ ہو گیا اور کہا میں نے دین محمد کا قبول کیا ہے اور تو اس کو
ایذا دیتا ہے اور وہاں سے گھر جا کے حضرت سرور عالم کے روبرو کلمہ شہادت کا پڑھا اور مسلمان ہوئے
حضرت امیر حمزہؓ کے ایمان لانے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وکیسی ایذا نہ دے سکتے تھے جیسی
پہلے دیتے تھے اور دین اسلام کی بہت مضبوطی ہوئی الحمد للہ بعد اس کے حضرت عمرؓ ایمان لائے اور
کیفیت اس کی یہ ہے کہ ایک روز قریش پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دفع کرنے کی مصلحت کرتے
تھے اور اس فکر میں بیٹھے تھے کہ حضرت عمرؓ آئے اور ان کی تجویز سن کر بولے کہ تمہاری یہ مشکل میں
کھوؤں گا سب نے کہا کہ اس مقدمے میں ہم کو تجھ سے بہتر دوسرا نظر نہیں آتا حضرت عمر تلوار گلے میں
ڈالکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کی طرف روانہ ہوئے راستے میں سعدؓ بن ابی وقاص نے پوچھا کہ

لہ نجاشی لقب ہے اور نام اصحمہ ہے ۱۲ عبدہ

کہاں جاتا ہے جواب دیا کہ جاتا ہوں کہ محمدؐ کو قتل کروں اور قریش کی مصیبت کو سہل کروں سعدؓ نے کہا کہ تیرا مقدور ہے کہ تو ان کو مار سکے گا عبد مناف کی اولاد تجھ کو کیونکر چھوڑے گی حضرت عمرؓ نے کہا کہ اول تجھ کو ماروں گا غرض قریب تھا کہ ان دونوں میں تلوار چلے مگر سعدؓ بن ابی وقاص نے کہا کہ تیری بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعد بن زید مسلمان ہو چکے ہیں اول ان کو دفع کر پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیو حضرت عمرؓ یہ بات سنتے ہی بہن کے گھر گئے اتفاقاً اسوقت ایک صحابی حبابؓ بن الارت بھی اسوقت ان کے تئیں سورہ طٰہٰ کی تعلیم کرتے تھے حضرت عمرؓ یہ بات سنکر بہت غصہ ہوئے اور دروازہ ٹھونکا وہ صحابی مارے ڈر کے ایک کونے میں چھپ گئے جب دروازہ کھولا تو حضرت عمرؓ غضبناک آن کر بیٹھے پوچھا تم کس شغل میں تھے انھوں نے احوال ظاہر کیا حضرت عمرؓ نے سعد بن زید کو پچھاڑا اور قریب تھا کہ ان کو مار ڈالیں بہن ان کی لپٹ گئیں اور کہا کہ اے دشمن خدا شرماتا نہیں اور دوستان خدا کو عذاب دیتا ہے اگر تو مرد ہے تو مسلمان ہو جا اور کافروں کو مار یہ بات بہن کی حضرت عمرؓ کے دل پر موثر ہوئی اور کہا کہ وہ کلام جو تم پڑھتی تھیں پھر پڑھو جو میں اس میں فکر کروں تب آمنہؓ بنت خطاب جو دوسری بہن تھی انہوں نے کہا شرط یہ ہے کہ تو غسل کر اور اس وقت آن کر اس صحیفے میں نظر کر جب عمرؓ نے غسل کیا تب آمنہؓ مومنہ نے صحیفہ بھائی کے ہاتھ میں دیا اسمیں لکھا تھا طٰہٰ ۚ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی ۙ تا بہ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۝ پڑھا حضرت عمرؓ نے سنکر بے طاقت ہو کر کہا جس خدا کا یہ کلام ہے تو لائق نہیں کہ کوئی اس کی عبادت میں قصور کرے فی الفور اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان پر جاری کیا پھر حبابؓ ابن الارت گھر کے گوشے سے تکبیر کہتے ہوئے نکلے اور کہا حق تعالیٰ نے تیرے حق میں پیغمبر کی دعا قبول کی اور یہ سعادت تجھ کو حاصل ہوئی کل حضرت نے یہ دعا کی تھی کہ یا الٰہی عمرو بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے جو شخص تیرے نزدیک محبوب ہو اس کے سبب سے اسلام کو عزت بخش عمرو بن ہشام ابوجہل کا نام ہے پھر اس صحابی کے ساتھ سید عالم کے حضور میں روانہ ہوئے عمرؓ نے قدم رکھا پیغمبر خدا نے صحن تک استقبال کیا اور عمرؓ کا بازو پکڑ کر ہلایا اور پوچھا کس واسطے آیا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانپنے لگے اور کہا یا رسول اللہ مسلمان ہونے آیا ہوں فرمایا کہہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت نے کلمۂ طیب اخلاص سے پڑھایا حاضرین مجلس نے ایسی بلند آواز سے تکبیر پڑھی کہ غلغلہ اس کا مکے والوں کے کان میں پہونچا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ لائق نہیں کہ لات و منات برملا پوجے جاویں اور ہم اس دین کو پوشیدہ رکھیں آپ باہر نکل کر تبلیغ رسالت کیجئے حضرتؐ مع اصحاب وہاں سے نکل کر مسجد حرام کو چلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ شمشیر برہنہ مانند غلامان فدائی کے آگے ہوئے سبحان اللہ صیاد آپ ہی شکار ہوئے جب قریش نے حضرت عمرؓ کو دیکھا تو سوال کیا کہ تیرے پیچھے کیا ہے بولے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جو کوئی تم میں سے حرکت بیجا کریگا تو یہ تلوار ہے اور اسکا خون ہے سید کائنات نے دلجمعی سے کعبے کا طواف کیا اور نماز آشکارا پڑھی اور اسلام کو قوت حاصل ہوئی جب دسواں سال نبوت کا شروع ہوا تو ابوطالب نے وفات پائی کہتے ہیں ابوطالب نے مرض الموت میں سب اولاد و اقارب کو بلا کر تاکید کی کہ محمدؐ کی

متابعت میں قصور مت کرنا اور جان و دل سے حاضر رہو گے تو راہ راست پاؤ گے حضرت نے فرمایا اے چچا تو اوروں کو راہ راست پر بلاتا ہے تو کس واسطے نہیں ایمان لاتا جواب دیا اگر آگے سے توحید اختیار کرتا تو مناسب تھا اب اگر اسلام لاتا ہوں تو لوگ کہیں گے ابوطالب نے موت سے ڈر کر ایمان قبول کیا ہر چند رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے چچا ایک بار کلمہ کہہ لے جو قیامت میں تیری گواہی دوں گا کچھ مفید نہ ہوا آخر کو مرتے وقت بولے کہ عبدالمطلب کے طریق پر دنیا سے جاتا ہوں اور اس جال کے تین دن بعد خدیجہ رضہ نے بھی دنیائے فانی کو چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں غم پر غم زیادہ ہوا اسی واسطے اس برس کا نام عام الحزن رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت مرگ حضرت خدیجہ رضہ سے فرمایا تھا کہ تجھ کو بشارت دیتا ہوں کہ تو بہشت بریں میں میرا قبیلہ ہو گی بعد اس کے اس جہان سے رحلت کی اور عمر خدیجہ رضہ کی اس وقت پینسٹھ برس کی تھی

## بیان ابتدائے اسلام مدینے کے انصار کا

گیارھواں برس نبوت کا جب شروع ہوا تو اس موسم میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ قبائل عرب میں جاتے تھے اور دین کی دعوت کرتے تھے اتفاقاً کچھ آدمی مدینے کے سعد بن زرارہ عوف بن الحارث مرۃ بن عامر وغیرہ حضرت سے ملے اور انہوں نے مدینے میں سنا تھا کہ ایک پیغمبر قریش میں پیدا ہوگا اور اس کے ظہور کا وقت نزدیک آیا ہے جب ملازمت میں بیٹھے صدق اعتقاد سے دامن دولت حضرت کا پکڑا اور سب اہل مدینہ سے آگے ایمان لائے اور مدینے میں جاکر اسلام کی دعوت پھیلائی اور اسلام کے قاعدوں کی مضبوطی کی یہاں تک کہ رسول اللہ کا نام اور پیغام اور وصف تمام مدینے کے رہنے والوں کا ورد زبان ہوگیا اور لوگ ایمان لانے لگے۔

## ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج شریف کو تشریف لیجانے کا

مسلمانوں کو اعتقاد کرنا اس بات کا لازمی ہے کہ معراج رسول صلعم اللہ کو بیداری میں ہوئی ہے اور علم ریاضی والے جو آسمان کے پھٹنے اور ملنے کے قائل نہیں معراج جسمی سے منکر ہیں اور حقیقت میں منکر معراج کا کافر ہے معراج کا منکر قرآن مجید کا منکر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سُبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً الخ اور خواب میں کہنا معراج کا غلط ہے اگر خواب میں مراد ہوتا تو کافر انکار نہ کرتے اور معراج کی رات ستائیسویں رجب کی ہے اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ ہانی کے گھر جو ابوطالب کی بیٹی ہیں آرام فرماتے تھے کہ جبرئیل امین رب العالمین کے حضور سے نازل ہوئے اور حضرت کو بیدار کیا حضرت اٹھے اور مسجد حرام میں آن کر وضو کیا اور سات بار طواف کیا پھر جبرئیل علیہ السلام نے براق حاضر کیا حضرت اس پر سوار ہوئے اور جبرئیل عم ان کی رکاب میں بیت المقدس کو روانہ ہوئے اور سیر براق کی ایسی تھی کہ

جہاں تک آدمی کی نظر جاتی تھی وہاں اس کا قدم پہونچتا تھا بیت المقدس کے پاس جو پہونچے تو ایک فوج فرشتوں کی خدا کے حکم سے استقبال کو آئی اور سلام کیا حضرت براق سے اترے جس حلقے سے پیغمبرؑ اپنے مرکب باندھتے تھے براق کو اس سے باندھا اور مسجد میں جماعت انبیاؑ سے ملاقات ہوئی سب نے ان کو امام کیا اور تحیۃ المسجد ادا کی بعد نماز کے حضرت جبرئیل حضرت کو صخرۂ بیت المقدس کے پاس لے گئے وہاں ایک زینہ صاف اور روشن صخرہ سے آسمان تک ظاہر ہوا پھر براق پر سوار ہو کر اس زینے پر گزرے اور بعض کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام وہاں سے پروں پر سوار کرکے لے گئے جب آسمان پر پہونچے اور دروازہ ٹھونکا ملائک نے پوچھا تم کون ہو بولے میں جبرئیل علیہ السلام ہوں اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مرحباً و اہلاً کہہ کر دروازہ کھولا آسمان اول میں آدمؑ کو دیکھا جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باپ ہیں حضرت نے سلام کیا آدم نے فرمایا مرحبا یا ابن الصالح والنبی الصالح اسی طرح ہر ایک آسمان کے فرشتوں سے جواب و سوال ہوا یحییٰ اور عیسیٰؑ کو دوسرے آسمان میں اور یوسفؑ کو تیسرے آسمان میں اور ادریسؑ کو چوتھے آسمان میں اور موسیٰؑ کو چھٹے آسمان میں دیکھا ابراہیمؑ سے ساتویں آسمان پر ملے پھر سدرۃ المنتہیٰ میں پہونچے کہ جبرئیل علیہ السلام کا مکان اس کے سائے میں ہے وہاں سے بہشت میں جا کر حور و قصور اور مکانات معمور کی سیر کی بعد اسکے دوزخ کا احوال اور زور و شور اس کا ملاحظے میں آیا بعد اس کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزرائیلؑ قابض الارواح کے مکان پر گزرے انھوں نے بہت تعظیم کی لیکن خوشی مطلق ان کے چہرے سے ظاہر نہ ہوئی حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون شخص ہے کہ ملاقات کے وقت اس کی پیشانی کی گانٹھ نہ کھلی جواب دیا کہ یہ عزرائیل ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے کبھی چین اس کی جبین سے نہ کھلی سید عالم نے جبرئیل سے کہا کہ مجھ کو ذرا اس کے پاس لے چل کہ میرا اس سے ضروری کام ہے جب عزرائیل کے پاس گئے تو حضرت نے اس سے کہا کہ اے خدا کے مقرب میں تجھ سے یہ آرزو رکھتا ہوں کہ میری امت کے ساتھ نرمی اور آسانی کیجیو عزرائیلؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھ کو قسم ہے اس خدائے عزیز کی جس نے تجھ کو پیغمبری کا خلعت پہنایا ہے ہمیشہ دن رات مجھ کو حضرت احدیت سے ہزار بار آواز آتی ہے کہ اے عزرائیلؑ محمدؐ کی امت سے نرمی کیجیو بعد اس کے جبرئیلؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتویں آسمان سے بقدر پانچ سو برس کی راہ سے آگے جا کر توقف کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آج میں تیرے طفیل سے اس مکان تک پہونچا وا لا میرا مقام مقرری وہی سدرۃ المنتہیٰ ہے اس سے آگے مجال جانے کی نہیں رکھتا ہوں اگر آگے ذرہ بڑھوں تو جل جاؤں حضرت وہاں سے رفرف پر سوار ہوئے اور حجاب نورانی اور ظلمانی طے کر کے عرش کے پائے تک پہونچے وہاں سے رفرف بھی رکا اور تائید الٰہی کے مرکب پر سوار ہو کر عرش معلیٰ سے گزر کر خلوت دنا فتدلیٰ میں پہونچے حضور رب سے خطاب ہوا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت ذاتی سے اپنی امت کو سلامتی کے حق میں شامل کر کے عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اس رات جناب الٰہی نے ہزار بار اپنے حبیب کو محبت سے فرمایا مُحَمَّدُ اُدْنُ مِنِّیْ یعنی اے محمد نزدیک ہو مجھ سے محققین نے لکھا

ہے کہ ہر بار کے پکارنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی ہوتی تھی یہانتک کہ مقصد قاب قوسین او ادنیٰ تک پہونچے اور دیدار اس پروردگار بیچوں کا کیا پھر ہزاروں نکتے باریک شراب توفیق سے کام جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پہونچے اور احوال ان بھیدوں کا کسی کو سوائے ان کے نہیں کھلا کہ فَاَوْحٰیٓ اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ہ یعنی جو کچھ کہا سو کہا خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام مقصد اور مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر خواہ راست ہوئے اور بمقام وصل الحبیب اِلیَّ الحبیبُ کا ملا وہاں سے رخصت ہو کر بیت المقدس میں آئے پھر اس جگہ سے اُم ہانی کے دولت خانہ سعادت آشیانے میں پہونچے جامۂ خواب یعنی بچھونا حضرت کا تب تک گرم تھا کچھ اللہ ہی کا کرم تھا جو اللہ ہر بندے کی نظر ایک پل میں آسمان تک پہونچا دیتا ہے بس اگر جسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تمام عالم کی آنکھ کی پتلی ہے ایک دم میں لیجا کر پھر لے آوے تو کیا عجب ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے دین کی باتوں پر عقیدہ مضبوط رکھیں اور خدا کی قدرت کو بڑی جانیں بعد اس مبارک رات کے فجر کو اتفاقاً ابوجہل نااہل سے حضرت کی ملاقات ہوئی وہ مسخرہ بطریق تمسخر سے بولا اے محمد کچھ تازہ خبر آسمانی بھی آئی ہے حضرت نے کچھ احوال معراج کا کہہ سنایا وہ ملعون سن کر تعجب میں آیا اور وہاں سے جاتے ہی حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ اگر اپنے یار کی آج باتیں سنو تو تعجب کروگے وہ کہتا ہے کہ میں ایک رات میں بیت المقدس گیا اور یہ یہ کچھ دیکھا اس بات کو تو یقین کریگا حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں تو اس بات سے زیادہ عجب باتوں پر ان کی ایمان اور تصدیق لایا ہوں اور ہر روز آسمان کی خبر آنے جانے کا اعتقاد رکھتا ہوں اگر خود گئے اور آئے تو کیا عجب ہے اسی روز سے حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہوا یعنی خود بخود عالم ان کو صدیق کہنے لگا۔

## ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکّے سے مدینے کی ہجرت کرنے کا

جب مدینے والوں کے اسلام کا احوال حبش کے مہاجرین کو پہونچا تو بہت لوگ حبش سے مدینے کی طرف متوجہ ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی رخصت چاہی کہ مدینے کی طرف ہجرت کر جاویں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرو شاید ہماری تمہاری رفاقت ہو حضرت ابوبکر صدیق رض خوش ہوئے اور دو اونٹ لے کر پالنا شروع کیئے کہ جلد تیار ہو جاویں اور اسی سال میں حج کے موسم میں قریب تین سو کے مرد اور عورتیں مدینے سے مکّے میں آئیں اور ان میں سے ستر آدمیوں نے اتفاق کیا اور عقبہ میں جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کو بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عہد کی مضبوطی کے واسطے رات کے وقت حضرت عباس رض کو اپنے ساتھ لیکر عقبہ میں تشریف لے گئے اور دونوں طرف سے قول و قرار ہو کر بنیاد اس کام کی مستحکم کی اور بارہ آدمی ان ستر آدمیوں میں نقیب انصار کے مقرر ہوئے ہر ایک نقیب کو ایک ایک قبیلے کے واسطے مقرر فرمایا جب اس قول و قرار اور بیعت کی خبر قریش کو پہونچی وہ نہایت

بیقرار ہو گئے اہل مدینہ کی تلاش کرنے لگے لیکن انصار اپنے وطن کو روانہ ہو چکے تھے جب اصحابوں کو جائے امن مکے سے نزدیک میسر نہ ہوئی اور ایذا قریش کی حد سے زیادہ گزری غریب غریب اصحاب حضرت کی اجازت سے مدینے کو ہجرت کر گئے بعد اس کے حضرت عمر بھی بیس جوان لیکر مدینے کو گئے قریش کے کافروں نے جو دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں کو بھاگنے کا ٹھکانا ملا ان کو ڈر پیدا ہو گیا کہ ایسا نہ ہو محمد بھی ان کے ساتھ جا ملیں ان سب نے دار ندوہ میں جوان کی نشستگاہ تھی مصلحت کی شیطان بھی بوڑھے آدمی کی شکل بن کر آیا اور حلقہ در کو ہلایا قریش نے پوچھا تو کون ہے بولا کہ میں شیخ ہوں قبیلہ نجد سے تمہارے ارادے سے واقف ہو کر آیا ہوں کہ اس مقدمے میں تمہارے مدد کروں یہ لوگ اس کے ممنون ہوئے وہ ملعون شیخ مجلس بنکر بیٹھا ہر ایک شخص کی خاطر میں جو صلاح گزرتی تھی وہ شیخ کے حضور میں بیان کرتے تھے ایک نے کہا کہ پیغمبرؐ کو قید کرو دوسرے نے کہا کہ اس ملک سے نکال دو شیخ نجدی نے یہ دونوں تجویزیں پسند نہ کیں اور دلیل روشن سے ان کو باطل کیا ابوجہل ملعون بولا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہر ایک قبیلے سے ایک ایک جوان مضبوط مقرر کرو کہ ناگاہ سب مل کر حضرت کو خواب گاہ میں قتل کر ڈالیں بنی ہاشم کو تمام قبیلوں سے طاقت مقابلے کی نہ ہوگی لاچار ہو کر خونبہا پر راضی ہو جاویں گے اور ہم سب خلاص ہو جاویں گے پیر نجدی کو یہ صلاح بہت پسند ہوئی اور اسی بات پر سب کا اتفاق ہوا اسی وقت رب العالمین نے جبرئیل امین کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور قریش کے مکر سے اطلاع دی پھر جبرئیل نے کہا کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنی خوابگاہ میں چھوڑو اور تم مدینے کو تشریف لیجاؤ کافر تو حضرت کے قتل کے ارادے پر گھر کے آس پاس چھپکر بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ کو یہ احوال کہکر اپنے مکان پر چھوڑا اور فرمایا کہ تم کو قریش ایذا نہ دے سکیں گے مرجع مطالب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب خوابگاہ پیغمبرؐ میں تکیہ کر کے خدا کے تکیے پر بھروسا کر کے بے تکلف لیٹ گئے اور حضرت ان کے حق میں دعا کر کے گھر سے باہر نکلے کافران کی انتظاری میں مانند اپنی قسمت کے خواب غفلت میں رہے اور حضرت ان کے سر پر خاک ڈالتے ہوئے نکل گئے شیخ نجدی نے آن کر ان سے پوچھا کہ یہاں کس واسطے بیٹھے ہو جواب دیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہم تمام کر دیں وہ قسم کھاکر بولا کہ محمد رسول اللہ تو نکل گئے اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے اب تم سر پر خاک اور دل میں یاد رکھو اس پر بھی واسطے تسلی کے گھر میں گئے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خوابگاہ میں علی مرتضیٰ کو پایا اور پوچھا کہ محمد کہاں ہیں جواب دیا میں نہیں جانتا وہاں سے پشیمان ہو کر پھرے اور حضرتؐ کی تلاش میں مشغول ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے ابوبکر صدیق کے گھر گئے ابوبکر صدیق نے ان دونوں اونٹوں میں سے ایک حضرتؐ کو دیا اور صاحبزادیوں نے توشہ راہ کا تیار کرنا شروع کیا اسماء بنت ابوبکر نے اپنا کمر بند دو ٹکڑے کر کے ایک سفرہ میں باندھا اور ایک ٹکڑے سے کمر بند کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا لقب ذات النطاقین رکھا نطاق کمر بند کو کہتے ہیں پھر عبد اللہ بن ارقیط کو جو بڑا ہوشیار رہبر تھا اذن دیکر مدینے تک پہونچانے کو نوکر رکھا وہ دونوں اونٹ اس کو سونپ کر مقرر کیا کہ تین دن کے بعد غار ثور

پر حاضر کیجیو اور عبد اللہ بن ابی بکر رضؓ تمام دن قریش کی خبریں دریافت کر کے رات کو حضور میں جا کر عرض کرتے تھے جب مہمات سفر مہیا ہوئے تو حضرت ابو بکر رضؓ جو نقد کہ گھر میں رہتے تھے اپنے ساتھ لے کر دوشنبے کی رات اٹھائیسویں تاریخ صفر کو غار ثور کی طرف روانہ ہوئے جب غار ثور پر پہونچے تو حضرت صدیق نے کہا کہ آپ ذرا ٹھہریئے میں اندر جا کر صاف کروں وہ غار مانند اعمال نامۂ گناہگاروں کے سیاہ و تاریک تھا اور مانند بیت الاحزان عاشقوں کے تنگ و تاریک حضرت صدیق نے اندر جا کر اس کو صاف کیا اور چادر اپنی پھاڑ کر تمام سوراخ بند کیئے مگر ایک سوراخ کے بند کرنے کو چادر کا ٹکڑا بہم نہ پہونچا پاؤں اپنا نہایت پا مردی سے اس سوراخ میں جمایا سانپ نے حضرت صدیق رضؓ کے پاؤں کو کاٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک کا لعاب لگایا فی الفور شافی مطلق نے شفا بخشی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر بلایا مکڑی کو الہام ہوا کہ اس نے شب تاریک میں اپنے اخلاص کے تاروں کو بو دکر پردۂ عنکبوتی غار کے دروازے پر لٹکایا اور ایک کبوتر وحشی کے جوڑے نے آن کر اس آستانے میں آشیانہ بنایا اور رات ہی میں بیضے رکھے کفار قریش دوسرے دن حضرت کی تلاش کرتے ہوئے ابو بکر صدیق کے گھر آئے جب آپ کو وہاں نہ پایا تو ایک قائف کو جو نشان قدم پہچاننے میں فائق تھا ہمراہ لے کر سراغ قدم کا ڈھونڈنے چلے اس قائف پر قیافہ کافر نے قریش کو غار ثور کے منہ پر لے جا کر کھڑا کر دیا اور کہا کہ محمد رسول اللہ یہاں سے آگے نہیں گئے حضرت صدیق نے نہایت غم اور حزن سے عرض کیا کہ اگر یہ لوگ اپنے پاؤں کے نیچے دیکھیں تو ہم ان کو نظر آجاویں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غم مت کرو اللہ ہمارا رفیق ہے کافروں نے قائف سے کہا کہ علامتیں جنون کی تیرے دماغ پر غالب ہوئیں جس غار میں مدت تک کسی کا قدم نہ پہونچا ہو اور مکڑی نے جالا تانا ہوا اور کبوتر نے انڈوں کو رکھا ہو اس بات کو کون مانے گا کہ وہ لوگ اس غار میں گئے ہیں پس سب کافر نہایت نامرادی سے پھر آئے اور سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار کے ساتھ حفظ الٰہی کے حصار میں برقرار رہے وہ دونوں رفیق تین رات غار میں رہے پنجشنبہ کی رات کو ابو بکر صدیق کا غلام عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن اریقط اونٹ لے کر آئے سید اصفیا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر باصدق وصفا کو اپنا ردیف کیا اور دوسرا اونٹ عامر و عبد اللہ کو دیا اور روانہ ہوئے اور تمام رات اور دن دوپہر تک چلے پھر جنگل میں ایک پتھر کے سائے تلے دم لیا دوسرے دن قدید کی منزل میں اُم معبد کے خیمے پر گزر ہوا وہاں مقام کیا ہر چند کہ وہ بی بی اس ضلع میں سخاوت اور احسان سے مشہور تھی لیکن اس سال بسبب قحط سالی کے نہایت تنگی میں مبتلا تھی مہمانوں نے گوشت اور خرما طلب کیا اس نے زبان عذر کی کھولی اور نہایت عجز سے بولی کہ ہمارا حال اس سال میں تنگ ہے والا مہمان داری میں قصور کرنا اپنے نزدیک بہت ننگ ہے ناگاہ نظر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیمے کے کونے میں ایک بکری پر پڑی کہ مانند چشم محبوب کے بیمار اور مثل جسم عاشق زار و نزار تھی فرمایا کہ اس میں کچھ دودھ ہے وہ بولی کہ یہ تو اپنی جان سے حیران ہے تم دیکھو اگر دودھ ہو تو تم پر تصدق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا نام لے کر دست مبارک اس بے زبان

کی پستان پر پھیرا فی الفور بکری کے تھن بھر آئے اتنا دودھ دوہا کہ حاضرین مجلس نے سیر ہو کر پیا
اور ایک بڑا باسن لبریز بھر کے ام معبدؓ کو دیا اور وہاں سے آگے روانہ ہوئے بعد ان کے جانے
کے ابو معبد جو صاحب خانہ تھا جنگل سے آیا اور باسن دودھ سے بھرا دیکھ کر متعجب ہو کر پوچھا
تب ام معبد نے جواب دیا کہ ایک عالی ہمت نے ہمارے گھر کو مشرف کیا اور اس کے دست
حق پرست کے یمن سے برکت حاصل ہوئی ابو معبدؓ نے پوچھا کہ تو جمال پاک اس باکمال کا بیان
کر ام معبدؓ نے بلفظ فصیح اور بیان بلیغ کچھ صفت صورت اور وصف سیرت اس حضرت کا بیان کیا
ابو معبدؓ نے کہا کہ یہ وہی پیغمبر بنی ہاشم ہیں ان کی تلاش میں کفار قریش پھرتے ہیں افسوس میں نہ
ہوا کہ ان کی خدمت کو سعادت جانتا کہتے ہیں کہ وہ بکری اٹھارہ برس تک رہی صبح و شام اپنی پستانوں
کے تربیت خانے سے ان کے ظروف لبالب کرتی رہی ان دنوں مکے والوں نے تمام قبائل
عرب میں اشتہار کر دیا تھا کہ جو کوئی محمد رسول اللہ یا ابو بکر صدیق کو پکڑ کر ہمارے پاس پہونچاویگا
تو سو اونٹ اس کو دیویں گے اتفاقاً سراقہ بن مالک بدلجمی اپنی قوم میں بیٹھا تھا اور بڑی آرزو
کرتا تھا کہ اگر مجھ کو ملیں تو میں ان کو پکڑوں ناگاہ ایک شخص نے آن کر کہا کہ دریا کیطرف دو سواروں
کی نشانی مجھ کو معلوم ہوئی کہ جاتے تھے شاید محمدؐ اور ان کے رفیق ہوں گے سراقہ نے انکو دھوکا
دے کر کہا کہ یہ بات جھوٹ ہے وہ کوئی اور لوگ ہوں گے اور وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر آیا اور
لونڈی سے کہا کہ تو میرا گھوڑا فلانے درخت کے تلے لے کر آ اور اپنے نیزے کو زمین میں کھینچتا
ہوا چلا اور جلد گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو قرآن شریف تلاوت کرتے
جاتے تھے اور التفات کسی طرف نہ کرتے تھے مگر ابو بکر صدیقؓ چاروں طرف دیکھتے جاتے تھے
کہ مبادا کوئی دشمن ہماری طلب میں نکلا ہو سراقہ بن مالک سو اونٹ کے لالچ سے قریب حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے جا پہونچا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مارنے کا قصد کیا گھوڑا اس کا سر کے
بل گر پڑا تیر تمار کے نکال کر فال دیکھی وہ بھی الٹی پڑی اس پر بھی مارے حرص کے گھوڑا دوڑا کر
ایسا نزدیک پہونچا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت کی آواز سنی ابو بکر صدیقؓ نے کہا یا رسول
اللہ قریب ہے کہ طالب ہمارے پاس پہونچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دشمن کا غم
مت کھاو دوست ہمارے ساتھ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ
بِمَا شِئْتَ یا الٰہی شر اس دشمن کا ہم سے کفایت کر جس طرح تو چاہے فی الحال اگلے دونوں پاؤں
گھوڑے کے طویلے کی میخ کی طرح زمین میں گڑ گئے اور سراقہ گھوڑے سے اوندھا زمین پر گرا
تب فریاد کی کہ اے محمد میں جانتا ہوں کہ یہ بلا اثر تمہاری دعا کا ہے اب توجہ فرما کر میری مشکل آسان
کرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی یہ سچا ہے تو اس کے گھوڑے کو چھوڑ دے فی الفور گھوڑے
کے پاؤں زمین سے نکلے سراقہ کچھ سامان نذر کرنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ کیا پھر
اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر دینے لگا اور بولا کہ اس جنگل میں میری بکریاں اور اونٹ ملیں گے
اس تیر کی نشانی سے جو چاہیے لیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو اس کی حاجت نہیں

تو چلا جا اور ہمارا حال کسی سے مت کہیو سراقہ نے وصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے قبول کی اور راستے میں جو طالبین میں سے ملے سب کو پھیر لے گیا کہ میں دور تک دیکھ آیا وہ نہیں تھے

## ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے پہونچنے کا

مدینے والوں کو حضرت کے متوجہ ہونے کی خبر آگے سے پہونچی تھی اسواسطے وہاں کے مسلمان ہر روز واسطے استقبال کے نکلتے تھے جب ہوا گرم ہوتی تھی تو پھر اپنے گھروں کو پھر جاتے تھے اتفاقاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہونچنے کے دن بھی آن کر پھر گئے تھے ایک یہودی اپنی چھت پر چڑھا تھا اس نے حضرت کو دور سے دیکھا کہ چلے آتے تھے بے اختیار پکارا اے گروہ یہ تمہارا بخت بلند کہ جس کے تم منتظر رہتے ہو آیا یہ خبر سنتے ہی مدینے میں غل مچا اور چھوٹے بڑے اپنے ہتھیار اور لباس سنبھال کر سوار ہو کر بڑی خوشی سے میدان کیطرف روانہ ہوئے اور شہر سے باہر جاکر قدمبوسی حاصل کی اور خوشیاں کرتے تھے اور کہتے تھے جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ جَاءَ نَبِیُّ اللّٰہِ اور ہر ایک چاہتا کہ میرے مکان پر اتریں حضرت بنی عمرو جو حضرت کے رشتے میں ہوتے تھے اور عبدالمطلب کی ماں اسی قبیلے سے تھی سعد بن خطیمہ رضؓ کے مکان میں بارھویں تاریخ ربیع الاول کے مہینے میں اترے اور چودہ دن تک محلہ قبا میں توقف کیا وہاں ایک مسجد کی بنیاد تقوے اور پرہیزگاری سے قائم کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہونچنے کے تین روز بعد محلہ قبا میں حضور میں پہونچے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو کے قبیلے سے سوار ہو کر مدینے میں تشریف لائے پھر ہر ایک ان سعادتمندوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی تمنا اپنے مکان پر رکھتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہار اونٹ کی چھوڑ دو جہاں وہ توقف کریگا میں وہاں اتروں گا اتفاقاً وہ اونٹ جس جگہ اب دروازہ مسجد کا ہے خود بخود بیٹھ گیا وہ مکان ابوایوب انصاریؓ کے گھر سے قریب تھا انھوں نے فی الفور اسباب اتارا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی مکان میں رونق افروز ہوئے وہاں ایک میدان تھا کہ مسلمان وہاں نماز پڑھا کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ مکان کس کا ہے جواب دیا کہ یہ مکان دو یتیموں کا ہے ایک کا نام سہیل اور دوسرے کا نام سہل ہے مکان کا ہاتھ آنا بہت سہل ہے اس مکان کی قیمت ہم ان یتیموں کو دیدیں گے حضرت نے قبول نہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق نے بموجب حکم کے دس مثقال طلا دے کر اس مکان کو خریدا اور سب اصحاب نے جمع ہو کر اپنے ہاتھوں سے مسجد کو تیار کیا بعد اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثؓ کو اور ابورافع کو پانچسو درم خرچ دیکر مکے کو بھیجا کہ صاحبزادیوں کو اور بی بی سودہؓ کو مع تمام اہل و عیال کے لے آویں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ اپنے گھر کے لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال کے ساتھ مدینے میں لے کر آئے۔

# بیان جنگ بدر

جب بسبب مدد مہاجرینؓ و انصار کے بنیاد شریعت کی مستحکم ہوئی اور کافروں کا ظلم حد سے گزرا تب حق تعالیٰ نے جہاد کی آیتیں نازل کیں اور حکم عام واسطے قتال کفار کے وارد ہوا اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنان شجاعت بیشہ کو حکم کیا کہ اب کفار اشرار کی بنیاد اکھیڑنے میں مستعد ہوں اور جابجا فوجیں بھیجنا شروع کیا جس فوج میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ تشریف لے گئے ہیں اس کو غزوہ کہتے ہیں اور جس میں کہ اصحابوں کو سردار بنا کر بھیجتے تھے اس کو سریہ کہتے ہیں منجملہ غزووں میں سے غزوہ بدر ہے اور بدر نام ہے ایک کنوئیں کا کہ وہاں گاؤں ہے اور ہر سال ایک بڑا بازار وہاں جمع ہوتا ہے اور عرب کے لوگ وہاں مال تجارت بیچتے اور خریدتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ ابوسفیان قریش کے قافلے کے ساتھ شام کی طرف بہت مال و نعمت لیکر مکے کو جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تین سو تیرہ آدمی مہاجر و انصارؓ کے ہمراہ گئے اور عمرو بن ام مکتوم کو مدینے میں نائب کیا اور روانہ ہوئے ابوسفیان کو جب معلوم ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا قصد رکھتے ہیں اس نے فی الفور ایک سوار مکے کو دوڑایا اور مکے والوں کو خبر دی کہ قافلے کا مال اگر ہاتھ سے گیا تو محمدؐ کو بڑی قوت ہوگی جتنا جلد پہونچنا ہو تو پہونچو ابوجہل وغیرہ قریش یہ خبر سن کر بیقرار ہوگئے اور لشکر جمع کر کے مکے سے باہر نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین علم ترتیب دیے ایک تو علی مرتضیٰؓ کو عنایت کیا اور ایک مصعب بن عمیرؓ کو اور ایک سعد بن معاذ کو مرحمت فرمایا اور اکثر اصحاب پاپیادہ تھے اور دو دو تین تین آدمی میں ایک اونٹ سواری کا تھا صرف دو یا تین گھوڑے سوار تھے جب وادی صفر میں منزل کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ ابوسفیان تو بھاگ کر دریا کے کنارے سے نکل گیا اور لشکر مکے کا آپہونچا تب اصحابؓ مضطرب ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابوں سے پوچھا کہ صلاح کیا ہے ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر بہت معقول باتیں کیں جس میں فرمانبرداری اور تابعداری تھی عرض کیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا کہ صلاح تمہاری کیا ہے انصارؓ نے جانا کہ یہ اشارہ ہماری طرف ہے سعد بن معاذ انصاریؓ نے کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کی کہ شاید حضور کی یہ عبارت ہماری طرف ہے فرمایا ہاں اس نے عرض کی تم پر ایمان لائے ہیں اور تمہاری تصدیق رسالت کی کی ہے ہم جانبازی اور خدمت گزاری میں حاضر ہیں اگر حکم کروگے تو ہم اپنے تئیں دریا میں ابھی ڈالینگے حضرت نے دعا کی اور فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے دو طائفوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے یا قافلے کا یا لشکر کا خدا کے وعدہ میں خلاف نہیں جب ابوسفیان نے قافلے کو بدر کی راہ سے پھیرا تو قاصد قریش کے لشکر میں بھیجا کہ میں سلامت پہونچا تم بھی پھر آؤ دوسری بار لشکر تیار کر کے محمدؐ کی لڑائی کو چلیں گے جب قاصد پہونچا تو قریش نے ارادہ پھرنے کا کیا ابوجہل نے لات عزیٰ کی قسم کھائی کہ ہم نہ پھریں گے جب تک کہ بدر میں جا کر شرابیں نہ پئیں اور تین روز وہاں مقام نہ کریں اگر

ہم یہاں سے پھر جاویں گے تو عرب کے قبائل طعنہ کریں گے اور کہیں گے کہ محمدؐ سے بھاگ گئے جہم بن
الصلت اٹھا اور کہا کہ بہتر یہی ہے کہ پھر چلیں اس واسطے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سوار اونٹ
کی مہار ہاتھ میں لئے آیا آواز دی کہ عتبہ اور شیبہ اور امیہ بن خلف کو مار ڈالا اور دوسرے لشکر کے
سرداروں کا نام لیا کہ کل سب کو مار ڈالیں گے اور پھر اس نے تلوار نکال کر اونٹ کو ذبح کیا وہ اونٹ
زخمی ہو کر بھاگا اور سب خیموں میں اس کا خون پہونچا ابوجہل نے کہا کہ یہ دوسرا پیغمبر قریش میں پیدا
ہوا القصہ وہاں سے کوچ کر کے عدوہ قصوے میں ڈیرا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدوہ
دنیا میں اترے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ کر کے بدر کے چشمے پر مقام کیا ابوبکرؓ
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر بموجب وحی الٰہی کے یہاں ٹھہرے ہو تو
سمعاً وطاعۃً والا یہاں سے اٹھ کر دشمن کے نزدیک اترو کہ سب کنوئیں بدر کے ہم سے اوپر ہو ویں
گے اور حکم کر دو کہ سب کنوؤں کو بند کر دیں کہ دشمن راہ نہ پاوے اور ہر ایک کنوئیں کے سر پر ایک حوض
بنا دو کہ بروقت لڑائی کے پانی تیار رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تجویز پسند کر کے ویسا ہی کیا
پھر سعد بن معاذ نے جو سردار انصار کے تھے عرض کی اگر حکم ہو تو آپ کے واسطے پانی کے کنارے ایک
تخت سایہ دار بناویں اور کئی اونٹ تیز رو آپ کے پاس تیار رہیں کہ اگر ہم پر شکست آوے تو آپ
کئی اصحاب کے ساتھ مدینے میں تشریف لے جاویں کہ اسلام میں خلل نہ ہو اور ہماری عورتیں اور لڑکے
جو آپ کو دیکھیں گے تو ہمارے مرنے کا اندیشہ نہ کریں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند ہوئی اور
سعد کے حق میں دعا کی دوسرے روز قریش تیار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آئے
اور تکبر کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ یا الٰہی یہ قریش بڑے تکبر اور فخر سے
آئے ہیں اور تجھ کو جھٹلاتے ہیں تو ہماری مدد کر اور اپنے وعدے کو وفا کر بعد اس کے قریش کی
ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض میں جا کر پانی پیویں اصحابوں نے
حملہ کیا اور سب کو مار ڈالا مگر حکیم بن حزامؓ وہ مسلمان ہوا جب قریش کے لشکر نے یہ دیکھا تو ہاتھ
میں تلوار لے کر میدان میں آئے سب سے اول اسود بن اسود کہ عرب میں بڑا بہادر مشہور تھا لات و عزیٰ
کی قسم کھا کر آیا کہ جا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کو توڑوں گا جب نزدیک پہونچا تو
حضرت امیر حمزہؓ اس کے مقابل ہوئے اور مار کر گھوڑے سے گرا دیا بعد اس کے عتبہ بن ربیعہ
اور اس کا بھائی شیبہ اور اسکا بیٹا ولید کہ لشکر قریش میں ان سے بڑا کوئی بہادر نہ تھا صف سے
باہر آئے اور مبارز یعنی لڑائی کرنا چاہا تین جوان انصار کے ان کے مقابلے کو باہر آئے عتبہ اور
شیبہ نے آواز دی کہ اے محمد ہمارے ہمسروں کو بھیج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہؓ کو اور
علیؓ کو اور عبیدہؓ بن حارث کو بھیجا جب یہ شیران بیشۂ وغا مقابل ہوئے ان تینوں کافران پر دغا
کو جہنم رسید کیا لشکر نے قریش کا جو یہ حال دیکھا یکبارگی حملہ کیا وہ اتنے بہت تھے کہ ایک ایک مسلمان
پر دس دس آٹھ آٹھ لپٹ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دست بدعا ہوئے کہ خداوندا روئے زمین
میں یہی گروہ ہے اور تیرے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں اگر تو ان کو ہلاک کریگا تو تیری عبادت کون

کریگا نصرت اور فتح اپنی بھیج اللہ تعالیٰ نے اسی وقت حضرت جبرئیل کے ساتھ پانچہزار فرشتے واسطے مدد کے بھیجے یہانتک کہ ستر آدمی رئیس قریش کے قتل کئے اور ستر اسیر ہوگئے کہتے ہیں کہ جس کافر کو اصحاب رضی قتل کرنے جاتے تھے پہونچنے سے پہلے دیکھتے تھے سر اس کا تن سے جدا ہے فرشتے اور غزووں میں بھی واسطے مدد کے نازل ہوئے لیکن فرشتوں نے سوائے بدر کے دوسری لڑائی میں مقابلہ نہیں کیا ابوجہل اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان میں آیا تو معاذ اور معوذ رضی کو ایک صحابی نے فرمایا کہ تم ابوجہل کو پوچھتے تھے وہ یہ ہے سنتے ہی یہ دونوں مانند شیر کے اس کافر سے جا لپٹے ایک نے ابوجہل کی ران میں تلوار مار کر گھوڑے سے گرا دیا اور دوسرے نے اس کافر کو دو تین تلواریں لگا کر دین اسلام کے خار کو مٹایا بعد فتح کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گڑھا کھود و قریش کے مقتولوں کو اس میں ڈال دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں پر آن کر نام بنام پکارا کہ پایا تم نے جو کچھ کہ تم سے خدا نے وعدہ کیا تھا حضرت عمر رضی نے عرض کی یا رسول اللہ تم مردہ بیجان کو آواز دیتے ہو وہ کیا سنتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب دے نہیں سکتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جا کر ابوجہل کی خبر لاوے عبداللہ بن مسعود رضی نے مردوں کی لاشوں میں سے اسے ڈھونڈھ نکالا اور اس کے سینے پر سر کاٹنے کو بیٹھے ابوجہل نے کہا کہ اے بکریوں کے چرانے والے بڑے مقام پر تو چڑھا ہے عبداللہ بن مسعود رضی نے فرمایا الحمد للہ کہ میں نے تجھ کو اس حال پر دیکھا یا عدو اللہ پھر تلوار سے اس کا سر کاٹ کر تن ناپاک سے جدا کیا اور خواری سے خاک میں کھینچتے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر پھینکدیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر کیا اور فرمایا اَلحمدُ اللّٰہِ مَاتَ فِرعونُ ھٰذِہِ الاُمّۃِ

## بیان غزوۂ اُحد کا

جب بدر میں بعضے رئیس قریش کے مارے گئے اور بعضے قید ہوئے اور بعضے لشکر سے بھاگ کر مکہ گئے پھر قریش نے اپنے بندھوؤں کو خرید کیا وہ لوگ کہ جن کے باپ بدر میں مارے گئے تھے عکرمہ بن ابی جہل و عبداللہ بن ربیعہ و صفوان بن اُمیہ وغیرہ ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا کہ قریش تیرے واسطے اور تیرے ساتھ والوں کے واسطے گئے تھے اور یہ حادثہ ان کو پہونچا اب ہمارے تئیں بعد ان کے زندگانی کی لذت نہیں تمام عرب میں ہم بدنام ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ سوداگر جو تیرے ساتھ گئے تھے ہمارے ساتھ مال کی مدد کریں جو ہم محمد پر فوج جمع کر کے لیجاویں اور اپنا بدلہ لیویں اور ابوسفیان کے قافلے میں ہزار اونٹ تھے اس میں سے راس المال تو مالک کو دیا اور پچاس ہزار مثقال سونا نفع کا جو ہوا تھا سب لشکر کے خرچ میں صرف کیا اور عمرو بن عاص رضی کو کئی شاعروں کے ہمراہ قبائل عرب میں مدد مانگنے کو روانہ کیا اور پیشوا لشکر کا ابوسفیان ہوا اور ہندہ ابوسفیان کی جورو عتبہ کی بیٹی جس کا باپ بدر میں امیر حمزہ رضی کے ہاتھ سے مارا ہوا تھا وہ بھی رفیق

لشکر کی ہوئی اور کئی عورتیں دوسرے قریشیوں کی بھی ہمراہ ہوئیں جبیر بن معظم بھی قریش کے سرداروں میں تھا اس کا چچا بدر میں مارا گیا تھا اس کا ایک غلام تھا وحشی نام کہ حربہ اس کا خطا نہ جاتا تھا ہندہ نے اور جبیر بن معظم نے وحشی سے کہا کہ اگر تو حمزہؓ کو یا علیؓ یا محمدؐ کو مار ڈالے گا تو ہم تجھ کو مال دنیا سے مستغنی کر دیں گے اور یہ تمام خبریں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو مکے میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچائیں جب لشکر قریش کا مدینے کے نزدیک پہونچا ان میں سات سو زرہ پوش اور دو سو گھوڑوں کے سوار اور تین ہزار اونٹ اور گانے والی عورتوں کو بھی ساتھ لیا جو بر وقت مقابلے کے بدر کے مقتولوں کے اوصاف گائیں تاکہ لڑائی والے جوان کوشش میں دریغ نہ کریں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ کئی بیل مسلمانوں کے مارے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار میں سوراخ پڑ گیا اور اپنے تئیں دیکھا کہ میں نے ایک محکم زرہ کو ہاتھ سے پکڑا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ ایک جماعت بہترین صحابہ سے ماری جائے گی اور وہ رخنہ جو میری تلوار میں ہے ایک شخص میرے اقربا میں سے کام آئیگا اور وہ زرہ کہ جس میں میں نے ہاتھ لگایا ہے وہ قلعہ مدینے کا ہے اب رائے میری یہ ہے کہ مدینے سے باہر نہ نکلیں اور قریش کے لشکر کو مدینے کے باہر پڑا رہنے دیں جب پانی اور کھانا ان پر تنگ ہو جاویگا تو وہ خود بخود چلے جاویں گے بعضے اصحاب نے عرض کی کہ یہ رائے صائب ہے اسواسطے کہ لشکر انکا بہت ہے جلد عاجز ہو جاویگا اور ہم نے بہت بار دیکھا ہے کہ جس نے مدینے کا قصد کیا ہے اگر مدینے والے باہر نہیں گئے ہیں تو فتح پائی ہے اور اگر باہر گئے تو مغلوب ہوئے ہیں لیکن وہ جوان جو بدر کی لڑائی میں نہ تھے انھوں نے عرض کی کہ مصلحت یہ ہے کہ باہر نکل کر لڑیں تاکہ کافر قریش گمان نہ لے جاویں کہ ہم ان سے ڈر گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مبالغہ اور رغبت ان کی دیکھی تو نماز جمعہ کی پڑھی اور خطبہ نہایت بلیغ اور فصیح بیان فرمایا اور صحابہؓ کو واسطے لڑائی کے تیز کیا پھر حجرہ شریف میں تشریف لے گئے خود فولادی سر مبارک پر رکھا اور دو زرہ پہن کر اور کمر بند ادیم کا کمر پر باندھ کر باہر تشریف لائے جب اصحابؓ نے حضرت کو اس حال میں دیکھا تو اپنی صلاح سے پشیمان ہوئے اور عرض کی کہ اگر حضور کی صلاح باہر نکلنے کی نہ ہو تو یہاں ہی بیٹھیں حضرتؐ نے فرمایا سزاوار نہیں نبی کے تئیں کہ صلاح جنگ کے پہنے اور بغیر لڑائی صلاح کو تن سے دور کرے اب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چلو صبر کرو گے تو امید خدا سے ہے کہ فتح ہوگی پھر تو سب اصحابؓ بھی مسلح ہوئے اور قریب ہزار سوار اور پیادے کے ہمراہ ہوئے جوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے سے باہر نکلے عبداللہ بن ابی سلول منافق مخالفت کر کے تین سو آدمی اپنے لیکر پھر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پرواہ نہ کی اور باقی لشکر لیکر روانہ ہوئے اور احد میں جا کر دشمن کے مقابلہ میں ڈیرا کیا اور فرمایا کہ کوئی بغیر اذن کے لڑائی میں نہ جاوے اور لشکر میں پچاس تیرانداز چنکر ان کا امیر عبداللہ بن جبیرؓ کو کیا اور لشکر اسلام کے پیچھے ایک گھاٹی تھی جو دشمنوں کے آنے کی راہ تھی وہاں انکو مقرر فرما کے فرمایا کہ تم یہاں قائم رہو اگر دشمن ادھر سے آویں تو ان کو دفع کرو ہماری فتح ہو یا شکست تم بغیر حکم

یہاں سے حرکت مت کیجیو بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیادوں کو آگے کیا اور سواروں کی صف پیچھے کی قریش نے بھی اپنی صفیں درست کیں خالد بن ولید میمنہ میں دست راست اور عکرمۃ بن ابی جہل میسرہ میں دست چپ تھا اور طلحہ بن ابی طلحہ قریش کا علمدار ہوا اور دونوں صفیں مقابل ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست حق پرست میں تلوار لے کر فرمایا کہ کون ہے کہ یہ تلوار لے اور اس کا حق ادا کرے کئی اصحابؓ تلوار لینے کو درپیش ہوئے کسی کو حضرت نے نہ دی اور ابودجانہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ اس تلوار کا حق کیا ہے فرمایا کہ حق اس کا یہ ہے کہ کافروں کو اس سے قتل کرے یہاں تک کہ خود بھی مرجاوے ابودجانہؓ نے عرض کی کہ یہ کام میرا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوار لی اور میدان میں اکڑتا ہوا کمال فخر سے چلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی چال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے مگر اس جگہ میں کہ اس چال سے دشمن پر رعب ہوتا ہے جس طرف وہ شیر نر جاتا تھا کوئی اس کے سامنے نہ آتا تھا اتفاقاً اسی کروفر سے وہاں پہونچا کہ ہندہ ابوسفیان کی جورو کئی عورتوں کے ساتھ دف بجاتی تھی اور کافروں کو واسطے قتل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیز کرتی تھی اور یہ شعر بالحان پڑھتی تھی نحنُ بناتُ طارقٖ نمشی علی النمارق۔ ان تقتلوا نعانق او تدبروا نفارق۔ ترجمہ نظم۔ ہم دختر ستارہ چلتے ہیں مسند و تیر ٭ ہم نونہال خوبی بیٹھیں نہالیوں پر ٭ دشمن سے جو لڑیگا اس کے گلے لگیں گے ٭ بھاگے گا جو انھوں سے ان سے نہیں ملیں گے۔ ابودجانہؓ نے چاہا کہ ہندہ کو اس شمشیر ہندی سے کاٹ کر فرش جہنم میں بٹھائے پھر دل میں کہا کہ حیف ہے جو غازی اپنی تلوار کو عورت پر چلاوے پھر حضرت امیر حمزہؓ نے ابی سفیان کے علمدار کو قتل کر کے علم گرایا اور اس میدان میں کئی کافروں کو دوزخ میں پہونچایا کسی کو طاقت نہ تھی کہ جوان کے مقابل آئے اور اپنی جان شیریں کو گنوائے ہندہ نے آن کر وحشی سے کہا کہ حمزہؓ اس وقت لڑائی میں مشغول ہے اگر ہوسکے تو مار ڈال وحشی ایک پتھر کی آڑ میں ٹھہرا جب امیر حمزہ کئی پہلوان قریش کو مار کر پھرے وحشی نے حالت غفلت میں حربہ پھینک کر امیر حمزہؓ کے سینے کے تلے ایسا مارا کہ گھوڑے سے گرتے ہی جان بحق تسلیم ہوئے ہندہ یہ خبر سنکر آئی اور حضرت امیر حمزہؓ کا سینہ چیرا اور جگر نکالکر چبایا پھر طلحہ ابن عثمان قریش کا علم اٹھا کر میدان میں آن کر بولا اے گروہ محمدؐ تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم تمہاری تلواروں کے سبب سے دوزخ میں جاویں گے اور تم ہماری سیفوں کے وسیلوں سے بہشت پاؤ گے کون ہے کہ جو میدان میں آوے اور میں اس کو بہشت میں پہونچاؤں اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؓ مقابل ہو کر بولے میں تجھ کو جہنم رسید کرنے آیا ہوں اور ایک تلوار اس کے پاؤں میں ایسی ماری کہ سرنگوں گر پڑا اور ستر عورت اس کا برہنہ ہو گیا تب نہایت تضرع وزاری کر کے خدا کی رحمت کو اپنی قرابت کو وسیلہ کیا حضرت علی نے شرم سے اس کو قتل نہ کیا پھر کافروں نے غلبہ کیا مصعب بن عمیر علمدار لشکر اسلام کے شہید ہوئے حضرت مرتضیٰ علی نے علم اٹھا لیا پھر زیاد بن السکنؓ مع چودہ جوان انصار کے عین غلبۂ کفار میں سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور ہر ایک اہل اسلام سے نوبت بنوبت کفار سے مقابل ہوتا اور یہ کلمہ دلاوریز

پڑھتا جاتا تھا۔ نفسی لنفسك الفدا و وجهي لوجهك الوقاء وعليك سلام الوداع یا رسول اللہ وموعدك الجنۃ جان میری تیری جان پر فدا اور منہ میرا تیرے منہ کی پناہ ہے اور تجھ پر سلام الوداع اور ہمارا آپ سے وعدہ ملاقات جنت الماویٰ ہے ہر ایک جوان ان میں سے اسی وعدے پر قائم رہا اور رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر جان شیریں کو سونپ کر بہشت بریں کو پہونچا رضی اللہ عنہم ہر چند کہ اس لڑائی میں اکثر اصحاب نے اپنا جوہر شجاعت ایسا دکھایا کہ رستم واسفندیار کا افسانہ بہ نسبت اس کے بازی اطفال تھا اور دارا اور سکندر کا معرکہ خواب وخیال تھا لیکن علی مرتضیٰ اور ابودجانہ رضی اللہ عنہ اور طلحہ اور مصعب بن عمیر سے جو جوانمردیاں ظاہر ہوئیں اگر تحریر ہوں ان شیران خدا کے احوال میں تو ایک دفتر ہو جائے یہ رسالہ گنجائش نہیں رکھتا ہے اگر کوئی مشتاق ہو تو تاریخ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بہ تفصیل دیکھ کر انکی محبت سے اپنے ایمان کو مضبوط کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرف اصحابوں کو واسطے جہاد کے تیز کرتے تھے اسی عرصے میں شیطان کا بھیدی ابن قمیہ ملعون اور عتبہ بن ابی وقاص اور ابن شہاب حضرت کے پاس پہونچے اور پتھر چلائے کہ حضرت کی ساق اور کاندھا اور پیشانی نورانی خون آلودہ ہو گئی اور ہونٹ نیچے کا زخمی ہو گیا اور اگلا دندان مبارک ابن قمیہ کے پتھر سے ٹوٹ گیا اور ایک روایت میں عتبہ بن ابی وقاص کے پتھر سے پھر ابن قمیہ نے تلوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چلائی طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کو سپر کیا اور ہاتھ اس جوان مرد کا بیکار ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر پڑے ابن قمیہ نے جانا کہ میں نے محمد کا کام تمام کیا شیطان لعین نے ندا کی کہ محمدؐ مقتول ہوئے اور اس خبر ناخوش سے اصحابوں میں تفرقہ پڑ گیا بعضے تو شہید ہوئے اور کچھ بھاگ کر مدینے میں چلے گئے اور بعضوں نے رفاقت حضرت کی نہ چھوڑی طلحہ بن عبد اللہ اور سعد بن وقاص اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ان میں سے تھے اور بعضے سراسیمہ وحیران ادھر ادھر پھرتے تھے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی خبر پائی تو سب جمع ہو گئے اس تفرقے میں قریشیوں کی عورتوں نے اہل اسلام کے بعضے مقتولوں کو مثلہ کیا یعنی ناک اور کان اور اعضائے تناسل کاٹ کر گلے کے ہار بنائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چند چاہا کہ اس گڑھے سے نکلیں بسبب دو زخموں کے اور بوجھ دو زرہوں کے نہ نکل سکتے تھے طلحہ رضی اللہ عنہ نے باوجود دست شکستہ اور بدن مجروح کے اپنے تئیں حضرت کا زینہ بنایا حضرت ان کے دوش پر قدم رکھ کر بہ کمال مصیبت باہر نکلے اور فرمایا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی جگہ بہشت میں مقرر ہوئی سب سے اول کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا اور پکارا کہ اے مسلمانوں مژدہ باد کہ رسول اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اصحاب رضی اللہ عنہم متفرق سنکر فی الفور ملازمت میں پہونچے اور آہستہ آہستہ پہاڑ کی گھاٹی کیطرف متوجہ ہوئے تا وہاں یاروں کے ساتھ جمعیت کریں اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے اس روز ایسے تیر ہدف مقصود پر چلائے کہ ہر تیر نے مخالفوں کو واصل جہنم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں سے ان کو تیر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں ایسی مفت کی سعادت کسی صحابی کو میسر نہ ہوئی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کے پاس پہونچے تب ابی بن خلف

ملعون ناخلف گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں لئے آپہونچا اور بولا کہ خدا مجھ کو نجات دے جو میں محمدؐ کو نجات دوں زبیرؓ بن العوام اور دوسرے اصحاب نے چاہا کہ اس کافر کو یا وہ گو کو جہنم رسید کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ سے نیزہ لیکر اس کی گردن پر لگایا ہر چند کہ زخم ظاہر میں تھوڑا تھا لیکن اس بدسرشت پر خوب کارگر ہوا بے اختیار زمین پر گر پڑا رفیق اس کو قوم میں اٹھا لے گئے اس شتر بیشہ نبوت کے زخم سے مانند بیل کے آواز کرتا تھا یاروں نے کہا کہ تیرا زخم ایسا نہیں کہ تو ایسی بیقراری کرے بولا کہ زخم تو ظاہر میں ایسا نہیں ہے لیکن زخم لگانے والا ایسا ہے کہ ضرب اس کی خطا نہیں کرتی غرض وہ کافر اسی طرح سے نالہ و آہ کرتا رہا اور راستہ میں مکہ کے جہنم کی راہ لی یہ ساری مصیبت ان یاروں کی بیقراری سے ہوئی جو عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھ گھاٹی پر متعین تھے جب ابتدا میں اصحابوںؓ میں غلبہ ہوا تو وہ بہ طمع غنیمت کے گھاٹی کو چھوڑ کر چلے گئے ہر چند عبداللہ بن جبیرؓ نے انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے ڈرایا ان کے خیال میں کچھ نہ آیا عبداللہ بن جبیر مع آٹھ جوانوں کے اکیلے رہ گئے عکرمۃ بن ابوجہل نے گھاٹی خالی دیکھی تو اپنے تیراندازوں کو لیکر آیا عبداللہ بن جبیر نے داد جوانمردی اور دلاوری کی دی اور مع آٹھ آدمیوں کے شہید ہو گئے پیچھے سے کافروں نے آکر ایسے تیر برسائے کہ فوج اسلام متفرق ہو گئی بعد اس کے کفار قریش نے ابوسفیان سے کہا کہ آج لات عزیٰ نے ہماری مدد کی جو ہم محمد پر غالب ہوئے اور اب محمد نے مضبوط گھاٹی کی پناہ لی ہے اور یار اس کے جمع ہوتے جاتے ہیں اب صلاح یہ ہے کہ ہم مکے کو پھر جاویں ابوسفیان بھی اس بات پر راضی ہوا اور گھاٹی کے تلے آکر پکارا اس قوم میں محمدؐ ہیں حضرتؐ نے جواب سے منع فرمایا پھر بولا ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں پھر حضرت نے جواب دینے سے منع فرمایا ابوسفیان بولا اعل یا ہبل یعنی بلند ہو تو اے ہبل حضرت نے فرمایا جواب دو کہ اللہ اعلیٰ و اجل ہے حضرت عمرؓ نے جواب دیا اور کہا کہ اے عدو اللہ ہم سب تیری گردن کاٹنے کو موجود ہیں ابوسفیان نے کہا کہ یوم بہ یوم یعنی ہم تم برابر ہیں رسول خدا نے فرمایا جواب دو کہ ہمارے قتیل بہشت میں اور تمہارے دوزخ میں ہیں جب قریش مکے کیطرف روانہ ہوئے تو رسول خدا نے علی مرتضیٰ کو بلا کر فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ قریش فریب کریں اور مدینہ کی طرف متوجہ ہوویں علی مرتضیٰؑ ان کے پیچھے گئے یہانتک کہ مدینے کی حد سے نکل گئے پھر وہاں سے حضور میں پھر آئے رسول اللہ نے پھر شہیدوں کو دفن کیا ستر آدمی شہید ہوئے بعد اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اب قریش کو ہم پر غلبہ نہ ہوگا بلکہ ہم فتح مکہ کریں گے اہل مدینہ رسول اللہ کی خبر سنکر استقبال کو آئے ایک عورت انصار کی حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کو نکلی راستے میں چار جنازے برابر رکھے دیکھے ایک اس کا باپ دوسرا خاوند تیسرا بھائی چوتھا بیٹا سب کا احوال دریافت کیا کہ کون ہیں اس عورت مردہمت نے مطلق التفات نہ کیا کمال استقلال سے آگے بڑھی اور پوچھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے بسلامت تیرے آگے تشریف لاتے ہیں وہ بی بی اپنے مقتولوں کو چھوڑ کر جلد چلی گئی اور حضرت کو دیکھا اور دامن پکڑ کر کہا کہ میرے ماں باپ اور قوم سب

تم پر فدا ہوں تمہاری ذات شریف کو جو میں نے سلامت پایا سب کچھ پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے استقلال پر آفرین کی اور اس کے حق میں دعائے خیر کر کے روانہ ہوئے اور مدینہ شریف میں یاروں کے ساتھ واصل ہوئے۔

## بیان واقعہ حدیبیہ کا اور قریش کیساتھ صلح کرنے کا

سبب اس سفر کا یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ امن وامان سے مع اصحاب رضؓ بیت اللہ میں گئے اور عمرہ کیا اصحاب رضؓ خوش ہوئے اور جانا کہ اس سال میں فتح مکہ ہوگی پھر حضرت سید المرسلین نے تیاری سفر کی کی اور چودہ سو آدمی ہمراہ لے کر مکے کو روانہ ہوئے اور عبداللہ بن ام مکتوم رضؓ کو مدینے میں خلیفہ کیا اور ستر اونٹ واسطے قربانی کے ہمراہ لئے منزل عسفان میں پہونچے بشر بن سفیان نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کر کے عرض کی کہ قریش کو آپ کے کوچ سے خبر ہوئی انھوں نے جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر کا کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ تم کو مکے میں نہ چھوڑیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک راہبر ہمراہ لیا اور راہ دشوار سے روانہ ہو کر حدیبیہ میں آن کر مقام کیا قریش نے یہ خبر سن کر بدیل بن ورقہ خزاعی کو حضور میں بھیجا اور وہ قبیلہ خزاعہ قدیم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست جانی اور محرم نہانی تھے انھوں نے کہا اصول وفروع قریش کے جمع ہووے ہیں تم کو مکے میں نہ چھوڑیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا ارادہ لڑائی کا نہیں ہے بلکہ واسطے عمرے کے آئے ہیں قریش کے تئیں مناسب یہ ہے کہ صلح کر کے ایک مدت معین کریں اور ہم کو قبائل عرب پر چھوڑیں اگر ہم انپر غالب ہوں تو بغیر رنج وتعب کے دشمنوں کی مراد بر آوے گی اور اگر یہ بات میری قبول نہ کریں گے تو جب تک جان باقی ہے میں ان کی لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ اپنے دین کی مدد کریگا بدیل نے جا کر صنادید عرب کی مجلس میں کہا اے یارو میں محمدؐ کے پاس سے آیا ہوں اور باتیں معقول لایا ہوں اگر صلاح ہو (سرداروں) تو بیان کروں سفہا اور جہلا نے کہا کہ ہم کچھ بات نہیں سنتے مگر عقلا نے بگوش دل سب باتیں سنیں لیکن اسواسطے کہ بدیل قوم خزاعہ سے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم سوگند تھے اس کی بات پر اعتبار نہ کیا اور عروۃ بن مسعود رضؓ ثقفی کو کہا اس نے سن کر قوم سے بیان کیا کہ اے قوم بدیل کی بات بے بدل ہے اور اگر تم کو شک ہے تو میں جاؤں اور تحقیق کر کے آؤں عروۃ بن مسعود رضؓ بموجب رضامندی قریش کے حضور سید کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گیا حضرت نے جو بات بدیل سے فرمائی تھی وہی عروۃ سے ارشاد کیا عروۃ نے بطریق مصلحت انگیزی کے کہا کہ اے محمدؐ اگر تو اسواسطے آیا ہے کہ اپنی قوم کو استیصال اور بے بنیاد کرے تو زمانہ ماضی میں کسی نے ایسا نہیں کیا اور اگر کچھ غرض اور ہے تو بیان کر یہ چند اوباش بیکار جو تو نے جمع کیے ہیں میری خاطر میں یہ گزرتا ہے کہ یہ لوگ

ضرورت کے وقت میں تجھ کو تنہا چھوڑ جاویں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت طیش میں آن کر کہا کہ لات و عزیٰ کے فلاں کو تو چوم لے جبتک کہ دم میں دم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ چھوڑیں گے عروہ نے کہا کہ اگر اگلے حقوق تیرے مجھ پر نہ ہوتے تو میں جواب دیتا عروہ نے گفتگو کے وقت میں گوشۂ چشم سے آداب و تعظیم اصحابوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھی تو حیران ہو گیا اور وہاں سے آن کر قریش سے کہا کہ واللہ میں کسریٰ اور قیصر کی مجلسوں میں حاضر ہوا ہوں یہ احترام اور اعزاز کہ جو محمدؐ کے یار اس سے کرتے ہیں میں نے ہرگز نہیں دیکھا جب وہ باتیں کرتا ہے تو نہایت تعظیم سے ایسے خاموش ہو جاتے ہیں گویا اپنے تئیں بھول جاتے ہیں اور وضو کے پانی لینے پر ایسا گرتے ہیں کہ قریب ہے کہ آپس میں مقابلہ کریں بہتر یہ ہے کہ اس کے ساتھ لڑائی ہرگز مت کرو ہر ایک ان میں سے اپنے مرنے کو سعادت سمجھتا ہے بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو قریش کے پاس بھیجا کہ ہم کو عمرہ کرنے دیں جب حضرت عثمان نے پیام پہونچایا انھوں نے کہا ہرگز محمدؐ کو نہ چھوڑیں گے جو وہ عمرہ کریں اگر تمہاری خواہش ہو تو طواف کرو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ ہرگز بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہا میں طواف نہ کروں گا قریش غصہ ہوئے اور حضرت عثمانؓ کو قید کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ عثمانؓ کو قریش نے قتل کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہایت رنجیدہ ہوئے اور ایک درخت کے تلے بیٹھے تھے اصحابوں کو جمع کیا اور ازسرنو بیعت لی اس مضمون سے کہ یا قریش کو قتل کریں گے یا سب مر جاویں گے سب اصحابوں نے بخلوص دل بیعت کی اور مرنے پر مستعد ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان جوانمردوں کے اخلاص کی برکت سے یہ آیت نازل لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الیٰ آخر الآیۃ یعنی خدا راضی ہوا ان مسلمانوں سے جس وقت کہ بیعت کرتے تھے تجھ سے درخت کے نیچے پھر جانا جو ان کے دلوں میں تھا پھر اتارا ان پر چین اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک جب قریش کو تجدید بیعت کی خبر ہوئی تو سہیل بن عمر کو بلا کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا بعد گفتگو و تکرار کے صلحنامہ لکھنے کا حکم ہوا علی مرتضیٰؓ کو فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اور اللہ کو ہم اس نام سے نہیں پکارتے ہمارے دستور کے موافق لکھو باسمک اللّٰھم اصحاب تو نہیں مانتے تھے مگر حضرت نے فرمایا یوں ہی لکھو بعد اس کے لکھا ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر سہیل نے کہا کہ اگر ہم تیری رسالت کے معتقد ہوتے تو نزاع کیوں کرتے محمد بن عبداللہ لکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں محمد رسول اللہ اور محمد بن عبداللہ ہوں اے علیؓ رسول اللہ کی لفظ کو مٹا دے حضرت علی مرتضیٰ نے قسم کھا کر کہا کہ میں وصف رسالت کا نہ تراشوں گا حضرت نے اپنے دست حق پرست میں نامہ لیا اور محمد رسول اللہ تراش کر محمد بن عبداللہ لکھا مضمون صلحنامہ کا یہ تھا کہ حضرت سید المرسلین مع لشکر اسلام کے اب کی سال مدینے کو جاویں اور آئندہ سال کو آن کر عمرۃ القضا گزاریں بشرطیکہ تلواریں میان میں رہیں اور تین دن سے زیادہ مکے میں نہ ٹھہریں اور دس برس تک لڑائی نہ کریں جو ہم ہر طرف آیا جایا کریں اور جو شخص پیغمبر کیطرف

سے ہمارے یہاں آوے اس کو ہم نہ دلویں اور ہماری طرف سے جو شخص ان کے پاس جاوے تو محمدؐ اس کو ہمارے حوالے کریں اصحابوںؓ کو یہ شرط ناگوار گزری نہایت ملول ہوئے کہ ہم کیونکر دوستوں کو دشمن کے حوالے کریں اور یہ عار کیونکر قبول کریں بعد اس صلح کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا اٹھو اور قربانی کو ذبح کرو اور سروں کو حلق کرو یعنی سر منڈوالو اصحابؓ اس صلح سے نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا تین بار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مارے طیش کے نہ اٹھا حضرت اداس ہو کر گھر میں گئے اور ام سلمہؓ سے یہ احوال کہا جب بی بی نے سنا تو حضور میں عرض کی یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ اصحابوںؓ کو شرط اخیر سے بڑا رنج ہوا ہے بہتر تو یہ ہے کہ آپ کسی سے کچھ نہ فرماویں اور خود قربانی کر لیجئے حجامت اور اصلاح بنوائیے جب اصحابؓ آپ کو دیکھیں گے تو خود بخود مشغول ہوویں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاص اونٹوں کو قربانی کر دیا اور حلاق کو بلوا کر سر ترشوایا تو پھر لوگوں نے حضرت کو دیکھ کر قربانیاں کیں اور تھوڑے لوگوں نے حجامت کی اور اکثروں نے تھوڑے تھوڑے بال ترشوائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار محلقین کے حق میں مغفرت کی دعا کی اور ہر بار مقصرین یعنی بال کتروانے والے اپنے تئیں یاد دلواتے تھے تیسرے بار ان کے حق میں دعا کی اور وہاں سے پھر مدینے تشریف لائے۔

## بیان خیبر کے فتح کرنے کا

جب لشکر اسلام سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینے میں حدیبیہ سے پھر آیا آخر محرم سنہ سات میں خیبر کی لڑائی کا عزم مصمم کیا اور ایک ہزار سات سو آدمی روانہ ہوئے مدینے کے منافقوں نے بسبب دوستی کے خیبر والوں کو حضرت کے ارادے سے خبر کی اور خیبر کے پانچ قلعے تھے تین قلعے تو آسانی سے فتح ہوئے اور دو قلعے جن کا نام سطیح اور سلالم تھا بہت سخت تھے آدمی ان میں بہت تھے دس روز تک گھیرا جب بھی فتح میسر نہ ہوئی پھر خیبر کے کافر یہودی قلعے سے باہر نکل کر لڑائی کرتے تھے ان دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درد سر پیدا ہوا اس سے پہلے دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم عمر بن خطابؓ کو دیا وہ شام تک لڑے اور بغیر فتح کے پھر آئے دوسرے دن ابو بکر صدیقؓ کو علم دیا انھوں نے بھی بمقدور کوشش کی اور بے فتح پھر آئے تیسرے دن پھر حضرت عمرؓ علم لے گئے اور بہت جانفشانی کی کچھ فائدہ نہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں علم اس شخص کو دونگا کہ دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اس کو اور دوست رکھتا ہے وہ اللہ اور رسول کو فتح اس کے ہاتھ سے ہوگی یہ سن کر سب اصحاب متفکر ہوئے کہ دیکھا چاہیئے کہ یہ سعادت کس کے نصیب ہوگی اور حضرت علیؓ پر کسی کا گمان نہیں تھا اس واسطے کہ ان کی آنکھیں ایسی دکھتی تھیں کہ کچھ نظر نہیں آتا تھا فجر کو اصحابؓ بن ٹھن کے ہتھیار باندھ کر خیمے کے سامنے ٹہلتے تھے ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہاں ہے علی بن ابی طالب جانتے ہو لوگوں نے عرض کی کہ بسبب درد چشم کے معرکے میں

حاضر نہیں ہوئے سلمہ بن اکوع بموجب حکم کے حضرت علی مرتضیٰؓ کو بلا لائے حضرت نے پانی دہان
مبارک کا ان کی آنکھوں میں لگایا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے جلوہ شفا کا دکھایا اور پھر
تمام عمر ان کو درد چشم کا نہ ہوا پھر علم اپنے ہاتھ سے باندھ کر ان کو دیا اور دعا ان کے حق میں کی
جب علی مرتضیٰؓ گئے اور مقابلہ شروع کیا اور کتنوں کو مار ا لبعد اس کے ایک یہودی مرحب نام
جو شجاعت میں ملک یمن اور شام تک اس کا نام تھا بولا کہ اے لوگو تمہارے لشکر کا سردار کون
ہے کہا علی بن ابی طالب چچیرا بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرحب نے کہا میں سنتا ہوں کہ
وہ بڑا دلاور ہے افسوس کہ وہ آج میرے ہاتھ سے مارا جاوے گا حضرت علی مرتضیٰؓ مقابل ہوئے
بعد بہت سے طعن وضرب اور گیر ودار کے علی مرتضیٰ نے ایک تلوار ایسی اس کے سر بے مغز پر
ماری کہ پشت تک دو ٹکڑے ہو گئی جب لڑائی کا تنور گرم ہوا تو ایک یہودی نے حضرت علیؓ کے ہاتھ
پر ایسی ایک ضرب لگائی کہ ان کے ہاتھ سے ڈھال گر پڑی حضرت علی مرتضیٰؓ نے گرمی اور طیش سے
ایک دروازے کا حلقہ ہلا کر اکھاڑ کر اس کو اپنے سر تک اٹھا کر گرایا اور لشکر اسلام حملہ کر کے یکبارگی
قلعے میں بیٹھ گیا اور بہت کفار کو قتل کیا جب قلعے والوں نے یہ حال دیکھا تو عاجز ہو کر اس طور
پر صلح کی کہ ہتھیار سب مسلمانوں کو دیویں اور ہمارا خون معاف کریں اور ہر ایک مرد ایک اونٹ کا
کا بوجھ غلے وغیرہ کا ہمراہ لیجاوے بشرطیکہ کچھ مال نقد وغیرہ نہ لے جاوے جب صلح پر معاملہ قرار
پایا حضرت علی مرتضیٰ لڑائی سے پھرے کہتے ہیں کہ سات جوانان قوی نے چاہا کہ اس دروازے کو
الٹ دیویں نہ الٹ سکے اور چالیس جوانوں نے چاہا کہ اس کو اٹھاویں یہ بھی میسر نہ ہوا اس لڑائی
میں ترانوے آدمی کافر مارے گئے اور پندرہ اہل اسلام شہید ہوئے پھر یہود سے فریب ظاہر ہوا
اور بہت مال چھپا کر منکر ہوئے تھے وہ نکلا اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا انکے مردوں
کے تئیں قتل کریں یا اس ملک سے نکال دیں یہود نے نہایت عاجزی سے کہا کہ مسلمانوں کو البتہ نوکر
واسطے باغوں کے اور کھیتی کے چاہئیں ہم کو ملک میں کچھ دعوےٰ نہیں ہم کو مانند مزدوروں کے آدھی
پیدائش دیا کرو حضرت نے ان پر علت رکھ کر قتل سے معاف کیا اور فرمایا جب تک ہماری مرضی ہوگی
یہ کام تم سے لیویں گے اور آدھا حاصل اجرت میں تمہاری دیکر باقی آدھا بیت المال میں سونپا جاوے گا
اور بی بی صفیہؓ جو بیٹی حیی بن اخطب امیر یہودی کی تھیں ان کو غنیمت سے برگزیدہ کر کے بی بیوں
حرم محترم میں داخل کیا اور وہاں سے خزانہ اور غنیمتیں لے کر سالماً وغانماً مدینے کو مراجعت فرمائی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

# بیان مکّے کے فتح کرنے کا

جب حدیبیہ میں صلح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریش کے ساتھ ہوئی تو یوں قرار پایا تھا
کہ دس برس تک ہمارے تمہارے بیچ میں لڑائی نہ ہوگی اور عادت عرب کی یوں تھی کہ جو کسی کا عدو

ہم سوگند ہوتا تو ان کی لڑائی کو گویا اپنی لڑائی سمجھتے تھے بنی خزاعہ قدیم سے باوجود کفر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم سوگند تھے اور بنو بکر قریش کے ہم عہد تھے اور ان دونوں قبیلوں میں ہمیشہ دشمنی رہتی تھی بعد اس صلح کے بنو بکر اور بنو خزاعہ کے لڑائی ہوئی قریش نے اپنے ہم عہدوں کی مدد کی اور کئی جوان قریش پوشیدہ منہ باندھ کر بنو بکر کے ساتھ ہو کر ناگاہ بنو خزاعہ پر جا پڑے اور بیس آدمی مار ڈالے بُدیل ورقہ بنی خزاعہ کا سردار کئی آدمی ہمراہ لے کر اور اپنا حال زار اشعار میں نظم کر کے مدینے کو آیا اور حضرت کو سنایا رسول اللہ نے ان پر رحم کھا کر فرمایا کہ اگر تمہاری تمہارے خدا نے یاری نہ کی مگر میرا اللہ کہ وحدہٗ لاشریک ہے میری یاری کریگا بدیل کو نہایت دلاسا اور تسلی سے رخصت کیا اور لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا اور مکے والے اس حرکت سے پشیمان ہوئے اور ابوسفیان سے کہا کہ تم مدینے میں جا کر پھر سے عہد کرو اور اپنے نقض عہد کا عذر بیان کرو ابوسفیان اس امید سے کہ میری بیٹی ام حبیبہ حضرت کا قبیلہ ہے مدینے کو آیا اور اول اپنی بیٹی کے پاس گیا ام حبیبہ نے جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی صحبت میں ایمان کامل حاصل کیا تھا باپ کو دیکھتے ہی بچھونا رسول اللہ کا لپیٹا ابوسفیان نے پوچھا کہ بیٹی مجھ کو اس بچھونے کے لائق نہیں سمجھتی ہے یا اس بچھونے کو میرے لائق نہیں جانتی ام حبیبہ نے فرمایا یہ بچھونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تو شرک کی نجاست سے ملعوث ہے تجھ کو شرم نہیں آتی کہ سردار قریش اور عاقل زمانہ ہو کر پتھروں کو پوجتا ہے ابوسفیان وہاں سے نہایت غصے سے نکل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں گیا اور تجدید عہد چاہا کچھ فائدہ نہ پایا اسواسطے شرمندہ اور محروم ہو کر مکے کو پھر گیا اور قریش کو اس بات سے خبر دی حضرت نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینے میں خلیفہ کیا اور دس ہزار سوار اور پیادے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان دنوں میں اپنے اہل وعیال کو لیکر مدینے آتے تھے منزل ذوحلیفہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی انھوں نے عیال کو مدینے کیطرف روانہ کیا اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو لیے قریش کو معلوم نہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے نکلے ہیں مگر ابوسفیان کو یقین تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد آوینگے اسواسطے حکیم بن حزام کو مکے سے ساتھ لیکر باہر آیا تا کہ معلوم کرے کہ کیا حال ہے جب ایک منزل آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک پشتے کے تلے دس یا بارہ ہزار لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اترے تھے اور حکم دیا تھا کہ رات کو ہر شخص اپنے ڈیرے کے مقابل آگ جلاوے رات کو ابوسفیان نے پشتے پر چڑھ کر جو دیکھا تو لشکر عظیم کے دیکھنے سے حیران ہو گیا اور گمان اسکو نہ تھا کہ اتنا لشکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کہاں سے ہو گا اس ہی پشتے پر مقام کیا کہ فجر کو حال معلوم کرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قرابت مکے میں بہت تھی چاہتے تھے کہ کسی طرح قریش کو خبر ہو جو آن کر امان چاہیں یا ایمان لا دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہوئے تا کہ کوئی لکڑہارا ملے تو اس کی زبانی یہ خبر بھیجیں لشکر سے باہر جو نکلے تو ابوسفیان کی آواز سنی اور پہچان کر بولے کہ اے ابا حنظلہ ابوسفیان نے پکارا یا ابا الفضل میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں یہ کیسا لشکر ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وائے بر حال قریش اگر بغیر دوستی معاملے کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچیں تب ابوسفیان بولا کہ بھائی کیا تدبیر کریں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ساتھ والوں کو تو رخصت کر دے اور میرے خچر پر ردیف ہو جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیری مخلصی

کی کوشش کرونگا ابوسفیان کے رفیق تو اسی وقت چلے گئے اور حضرت عباسؓ اس کو اپنا ردیف کر کے لشکر میں آئے ہر ایک ڈیرے پر جو پہونچتے تھے تو لوگ پہچان کر کہتے تھے کہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مرکب رسول اللہ پر سوار ہوئے اپنے ڈیرے کو جاتے ہیں جس وقت حضرت عمرؓ کے ڈیرے کے برابر پہونچے اور انھوں نے ابوسفیان کو پہچانا وہیں تلوار میان سے باہر کر کے دوڑے اور بولے کہ اے عدو اللہ الحمد للہ کہ میں نے تجھ کو بے ایمان پایا اور حضرت عباسؓ خچر کو جھپٹا کر آگے چلے اور حضرت عمرؓ شمشیر برہنہ پیچھے دوڑے حضرت عباس سبقت کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں جا پہونچے اور حضرت عمرؓ بھی پاشنہ کوب آئے اور بولے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حکم کرو کہ اس دشمن خدا کی گردن ماروں اور خلق اللہ کو اس کے عذاب سے چھٹا دوں حضرت عباسؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اسکو امان دے کر لایا ہوں حضرت عمرؓ اور عباسؓ میں خوب مجادلہ اور تکرار رہی حضرت عباسؓ کا مبالغہ ابوسفیان کے حق میں حد سے زیادہ ہوا تب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ چچا آج کی رات اس کو اپنے خیمے میں رکھو فجر کو حاضر کیجیو حضرت عمرؓ دانت پیستے ہوئے اپنے ڈیرے کو آئے اور عباسؓ ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لائے صبح کو جب عباسؓ نے موافق حکم کے حضور میں حاضر کیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وائے تیرے حال پر ابوسفیان ابھی وقت نہیں آیا کہ تو جانے کہ معبود برحق اور مسجود مطلق سوائے خدا کے دوسرا کوئی نہیں ہے ابوسفیان نے عرض کی کہ تیری حلیمی اور کریمی میں کچھ شبہ نہیں کہ باوجود ان قصوروں کے جو مجھ سے تیری خدمت میں صادر ہوئے تب بھی اس الطاف سے پیش آتا ہے حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان فرصت کو غنیمت جان اور عمرؓ کے آنے سے آگے مسلمان ہو جا جو مخلصی پاوے تو تب ابوسفیان جبراً و کرہاً مسلمان ہوئے پھر حضرت عباسؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ابوسفیان آدمی عزت طلب جاہ دوست ہے اس کے ساتھ کچھ ایسا التفات فرمایئے جو اس کے موجب سرفرازی کا ہو حضرت نے فرمایا جو کوئی ابوسفیان کے گھر جاوے گا اس کو امن ہے اور جو کوئی مسجد الحرام میں آویگا اس کو بھی امن ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھے گا اس کو بھی امن ہے اس وقت عباسؓ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا ابوسفیان کو پہاڑ کی جڑ میں تنگ راہ پر کھڑا کرو جو لشکر حق کو دیکھے اور لشکر کی ہیبت سے اس کا کفر ٹوٹے حضرت عباسؓ نے موافق حکم کے عمل کیا جب لشکر اسلام فوج فوج نکلنا شروع ہوا ابوسفیان ہر ایک کے احوال سے پوچھتا تھا اور حضرت عباسؓ بیان کرتے تھے یہاں تک کہ سید الابرار فتح بر یمین اور نصرت بر یسار ساتھ قوم مہاجر و انصار کے ہر ایک ان میں سے درمیان خود زرہ کے اور بکتر کے اور دستانوں کے ایسے غرق تھے کہ سوائے آنکھوں کے کوئی عضو نمود نہ تھا پہونچے علمدار خاص حضرت کے زبیر بن العوام تھے ابوسفیان نے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ کون ہے جواب دیا کہ سید مختار اور دوسرے مہاجر و انصار ہیں ابوسفیان نے کہا کہ اب تیرے بھتیجے کا ملک اور حشمت بہت ہو گیا حضرت عباسؓ نے فرمایا اے کمبخت یہ ملک نہیں ہے یہ نبوت ہے روز بروز شوکت اور عظمت اس کی زیادہ ہوتی ہے پھر ابوسفیان سب سے آگے بڑھ کے مکے کو پہونچا اور

قریش سے فریاد کر کے بولا کہ محمد ایسا لشکر لیکر آتے ہیں کہ کسی کو مقابلے کی مجال نہیں اور حکم یوں صادر ہوا ہے کہ جو کوئی میرے گھر میں یا مسجد الحرام میں پناہ لے جاویگا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھے گا وہ امان میں ہوگا اور اگر مسلمان ہو جاؤ گے تو سلامت رہو گے زوجہ نالائق اس کی نے نہایت نالائق باتیں کہیں القصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبیر مع فوج مہاجر کے فلانے راستے سے اور سعد بن عبادہ اپنے گروہ کے ساتھ فلانی طرف سے مکے میں داخل ہوں اور خالد بن ولید فلانی راہ سے آویں اور کوئی کسی کو قتل نہ کرے مگر اس کو جو قصد تمہارا کرے اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس ناقے پر سوار ہوئے اور صدیقؓ یمین اور اسد یسار پر ساتھ خاص گروہ اپنے کے متوجہ ہوئے اور موضع حجون میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خیمہ استادہ کیا اور اس غزوے میں کشت وخون نہیں ہوا مگر خالد بن ولید کو جس راستے سے حضرت نے حکم داخل ہونے کا دیا تھا جب شہر میں آنے لگے تو عکرمہ بن ابی جہل مع اپنے لوگوں کے خالدؓ سے مقابل ہوا اس سبب سے خالد نے پچیس تیس آدمی اُن کے قتل کئے تھے کہ ابوسفیانؓ یہ خبر سن کر دوڑا اور دامن عاطفت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پکڑ کر عاجزی سے کہا کہ یا رسول اللہ کوئی متنفس قریش میں باقی نہیں رہیگا مصرع ترحم کر کہ ہے وقت ترحم ؛ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی امن کروا دی پھر حضرت بیت الحرام میں تشریف لے گئے اور تین سو ساٹھ بت کعبے کے گرد و پیش تھے حضرتؐ اس آیت کو پڑھتے جاتے تھے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اور ایک لکڑی سے بتوں کیطرف اشارہ کرتے تھے خود بخود وہ بت سرنگوں ہو کر گرتے جاتے تھے بعد اس کے حضرت بیت اللہ سے باہر نکلے اور کعبے کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر کھڑے ہوئے تمام حرم شریف اہل مکہ سے بھرا تھا حضرت نے فرمایا کہ اے لوگو تمہارا گمان مجھ پر کیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرونگا سبھوں نے دست بستہ عرض کی تو بھائی کریم ہے اور بھتیجا کریم کا ہے کریموں سے سوائے کرم کے دوسری امید نہیں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کرم جبلی اور رحمت ذاتی سے فرمایا کہ میری طرف سے تم پر کچھ سرزنش نہیں ہے جاؤ میں نے سب کو آزاد کیا کہتے ہیں قریش کی اس بات کے سننے سے یہ حالت ہوئی جیسے مجرم واجب القتل کو خوشی جان بخشی کی سننے سے ہوتی ہے اسی سبب سے اکثر اہل مکہ زن و مرد ہزاروں ایک دن میں مسلمان ہو گئے اول مردوں نے بیعت کی بعد اس کے عورتیں آئیں حضرتؐ نے چادر کا ایک کونا دست مبارک میں لیا دوسرا کونا عورتوں نے ہاتھ میں پکڑ کے بیعت کی بعد اس فتح کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالدؓ بن ولید کے تئیں بیس سواروں سے بھیج کر بت خانہ عزیٰ کی عزت کھوئی اسی طرح اصحابوں کو جابجا بھیج کر بت خانہ سُواع کا اور مناۃ کا توڑا اور بت خانہ لات پر لات چلی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو ترقی بخشی پھر وہاں سے سالماً و غانماً مدینہ باسکینہ میں تشریف لے گئے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمانیکا

جب فتح مکہ کی میسر ہوئی اور سورہ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ نازل ہوئی حقیقت وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ

فِی دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا نے ظہور پایا قوم عرب ایمان لانے میں قریش کے معاملے کے انجام کے منتظر تھے
بعد فتح مکہ کے قبائل کیطرف وکیلوں نے واسطے ایمان لانے کے آنا شروع کیا اور وفود فوج فوج اپنی
قوم کے ہوکر آتے تھے اور ایمان لاتے تھے اور وفود جمع وفد کی ہے اور وفد کے معنی رسول ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو بعد تعلیم ایمان خلعتیں اور خرچ دیکر رخصت کرتے تھے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نازل ہوئی تو ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا
اور خطبہ میں آیت مذکورہ پڑھ کر فرمایا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے رہنے اور مرنے کا مختار کیا
اس نے عالم عقبیٰ کو اختیار کیا حضرت ابوبکر صدیق رض اس نکتے کو سمجھ کر رونے لگے کہ ہمارے ماں باپ
تجھ پر تصدق ہوں ہمارا کیا حال ہوگا نکتہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے جانا کہ جب کمال دین
کا اور اتمام نعمت کا ہو تو ہر کمال کو زوال ہوتا ہے اور بھیجنا حضرت صلعم کا فقط واسطے تکمیل دین کے تھا
جب دین کامل ہو چکا تو حضرت صلعم کو دنیائے فانی سے کیا کام ہے اور ایک مہینہ پہلے وفات سے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابوں کو بلا کر ایسی نصیحت کی کہ سننے والوں کو مبالغے سے معلوم
ہوگیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاروں کو وداع کرتے ہیں سب نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ
غسل کی خدمت کون کریگا فرمایا میرے اہل بیت لوگوں نے پھر عرض کی کہ نماز جنازہ کون پڑھائے
گا فرمایا جب غسل وتکفین سے فراغت ہو تب جنازہ میرا قبر کے پاس اکیلا چھوڑ دیجیو اول جبرئیل اور
دوسرے ملائک نماز پڑھیں گے پھر عورت و مرد اہلبیت کے اس کے بعد اور لوگ فوج فوج آویں
گے اور پڑھیں گے بعد اس وصیت کے چہار شنبہ کے دن اٹھائیسویں صفر کی حضرت صلعم کو دردسر بشدت
شروع ہوا اور بعد ظہر کے زیادتی مرض کی ہوئی باوجود مرض کے ہر روز ہر ایک بی بی کے یہاں تشریف
لے جاتے تھے اور ہمیشہ پوچھتے تھے کہ کل میں کہاں رہونگا امہات مومنین نے یہ حال دیکھ کر
عرض کی کہ ہم سب راضی ہیں کہ آپ ایام مرض تک عائشہ رض کے گھر میں تشریف رکھیں جب حضرت ایک
ہاتھ حضرت عباس رض کے کاندھے پر اور ایک حضرت علی کے دوش پر رکھ کر پاؤں زمین سے گھسیٹتے ہوئے
بڑی تکلیف سے عائشہ رض کے گھر گئے چودہ روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار رہے دو روز صفر کے
بارہ روز ربیع الاول کے اسی ایام مرض میں حضرت فاطمۃ الزہرا ایک دن حضور میں تشریف لائیں
حضرت نے بطریق مشورت کے آہستہ خاتون جنت سے فرمایا کہ اے میوۂ درخت زندگانی واے
روشنی دیدۂ کامرانی ہر سال جبرئیل امین ع ایک بار میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے اب کی سال
دوبار اتفاق ہوا معلوم ہوتا ہے کہ میرے ایام زندگانی آخر ہیں اور عنقریب اس دنیائے فانی سے
جوار رحمت سبحانی میں جانا ہوگا زہرائے بتول رض نے اس بات کے سننے سے ملول ہو کر چہرۂ مبارک
پر آنسوؤں کا باران برسایا اور فرقت میں سید الانس والجان کی آپ روئیں اور ان کو بھی رلایا
پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیقراری حضرت سیدۃ النساء کے دیکھ کر بطریق مشورت کے کان
میں آہستہ سے فرمایا کہ اے فرزند نور دیدہ واے دلبند برگزیدہ ملال مت کر اور پریشانی کا خیال
مت لائیں تجھ کو دو مژدے سناتا ہوں اور غم کا زنگ تیرے سینۂ بے کینہ سے مٹاتا ہوں اول تو یہ

کہ بہشت جاوداں میں سردار زنان اہل ایمان کی تو ہو گی دوسرے یہ کہ سب سے پہلے میرے اہل بیت میں تو مجھ سے ملاقات کرے گی پس خاتون جنت نے اس تریاک کے جرعے کے پینے سے فراق کا زہر اپنے مذاق پر شیریں سمجھا اور اس خوشخبری کے سننے کے شکر میں تبسم کیا حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ اے فاطمہؓ میں نے کوئی غم خوشی سے نزدیک تر تیرے غم سے نہیں دیکھا اور نہیں سنا سبب پہلے غم کا اور باعث دوسری خوشی کا مجھ سے بیان کر حضرت خاتون جنتؓ نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھید کا جلد ظاہر کرنا ادب فرزندی سے بعید ہے لیکن بعد وفات حضرتؐ کے حضرت عائشہؓ کے مبالغے اور تاکید سے یہ احوال ظاہر کر دیا جب تین دن حضرت کی عمر شریف کے باقی رہے بسبب ضعف جسمانی کے جماعت میں حاضر نہ ہو سکے اور تیرہ نمازیں گھر میں پڑھیں ایک روز عشا کے وقت بلال موذن نے دروازے پر آکر پکارا اَلصَّلٰوۃُ یَا رَسُوْلَ اللہِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہدو کہ ابوبکرؓ نماز جماعت کی پڑھاویں حضرت عائشہؓ نے بی بی حفصہؓ سے جو حضرت عمرؓ کی بیٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں کہا کہ میرا باپ نرم دل کثیر الحزن ہے اور عمرؓ قوی مزاج ہیں اگر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر کے عمرؓ کو حکم امامت کا دلوا دے تو بہتر ہے حفصہؓ نے بموجب کہنے عائشہؓ کے حضرتؐ سے یہ بات عرض کی حضرتؐ بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ امامت کریں اور تم اے عورتو جنس ان عورتوں کی ہو جو یوسفؑ کو فریب دیتی تھیں حفصہ نے اداس ہو کر عائشہؓ سے کہا کہ مجھ کو تجھ سے کبھی خیر نہ پہونچے گی تو نے ایسے نازک وقت میں حضرتؐ کا مزاج مجھ سے منحرف کر وایا بلالؓ نے جو یہ بات سنی فریاد کرنے لگے کہ واغوثاہ کاشکے ماں مجھ کو نہ جنتی جو یہ حالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ دیکھتا بعد اس کے بچشم گریاں و دل بریاں مسجد میں آن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم حضور اقدس کا پہونچایا جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ کی جگہ کو خالی دیکھا بے طاقت ہو گئے اور زار زار روئے اور باقی حاضرین سب رونے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آواز ان کے رونے کی سنی تو وضو کیا اور عباسؓ اور علیؓ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں آئے ابوبکرؓ نماز میں تھے چاہا کہ صف میں آملیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور ابوبکر صدیقؓ کے دست چپ کی جانب بیٹھے اور بسبب ضعف کے آواز سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوگوں کو نہیں پہونچتی تھی اس واسطے حضرت ابوبکر صدیقؓ لوگوں کو اپنی آواز سے افعال و اقوال امام کے ظاہر کرتے تھے اسواسطے محدثین نے کہا ہے ابوبکر صدیق مقتدی سید عالم کے تھے اور لوگ مقتدی تھے ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے صبح کی نماز کے وقت آخر دن عمر شریف کے حضرتؐ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور اصحابؓ کو ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نماز میں دیکھا بہت خوش ہوئے بعد اس کے جبرئیل امین بحکم رب العالمین تشریف لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ تحفہ سلام سے مفتخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر تمہارا دل دنیا میں رہنے کو راغب ہے تو جب تک چاہو رہو والا ہم تمہارے مشتاق ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا وَالْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی بعد اس کے ملک الموت اعرابی کی صورت میں آئے اور دروازے پر پکارے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ میں آؤں حضرت فاطمہؓ نے دروازے کے قریب آن کر کہا کہ اے اعرابی اے مشتاق

دیدار نبی عربی خدا تجھ کو اجر دے آج وقت ملاقات کا نہیں ہے پیغمبر خدا اپنے حال میں مشغول ہیں ایسے حال میں حضرت کو تصدیعہ دینا مناسب نہیں دوسری بار بدستور اول آواز کی وہی جواب سنا تیسری بار ایسی آواز کی کہ سننے والوں کے اعضا لرزنے لگے حضرت عائشہ رض نے کہا کہ شاید یہ شخص کانوں سے اونچا سنتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باتیں سن کر فرمایا کہ کیا باتیں ہیں خاتون جنت نے کہا کہ ایک مرد غریب ساتھ صورت مہیب کے اور وضع عجیب کے دروازے پر اندر آنے کا اذن مانگتا ہے ہم نے ہر چند عذر کیا قبول نہیں کرتا اس مرتبہ ایسا کڑک کر بولا کہ ہمارے اعضا کانپنے لگے اور دل ڈر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند تو نہیں جانتی کہ یہ کون ہے یہ ہاذم اللذات ہے اور متفرق الجماعات ہے اور بیوہ کرنیوالا عورتوں کا اور یتیم کرنے والا فرزندوں کا اور خراب کرنیوالا گھروں کا اور آباد کرنے والا قبرستان کا ہے اور چکھانے والا جرعۂ فنا اور فوت ہے اے نور دیدہ یہ ملک الموت ہے کہو کہ آوے اس واسطے کہ اذن مانگ کر آنا اس کا طریق نہیں مگر پاس ادب سے اس خاندان کے اذن مانگتا ہے جب اذن دیا وہ حاضر ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضرین مجلس پر عزت اور حرمت سے ناظر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا واسطے زیارت کے قدم رنجہ کیا ہے تم نے یا واسطے نزع روح کے اس گھر پر سایہ ڈالا ہے تم نے جواب دیا کہ مقصد اول کو یقیناً آیا ہوں اور دوسرا مطلب آپ کی رضامندی پر موقوف ہے اگر فرمایئے جان پاک کو عالم افلاک پر لے جاؤں اور اگر اس عالم میں توقف منظور ہو تو میں بے توقف اپنے مکان کو پھر جاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے فرشتۂ مقرب میرے دوست جبرئیل ع کو کہاں چھوڑا وہ آسمان دنیا پر ہے اور ملائک اس سے آپ کی تعزیت کرتے ہیں یہ تو اسی باتوں میں تھے کہ جبرئیل ع آپہونچے اور حضرت کے سرہانے آبیٹھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت غم بہت ہے اور دل بیقرار ہے مناسب ہے کہ مجھے خبر ایسی سناؤ کہ جان میری بند غم سے آزاد ہو جبرئیل ع نے کہا کہ اے رسول اللہ دروازے آسمان کے کھلے ہیں اور ملائک روح مقدس کے استقبال کو صف باندھے کھڑے ہیں اور طباق نور کے لئے ہوئے روح پاک پر نثار کرنے کو مستعد ہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی خوشخبری دو کہ میری خاطر کو غم سے نکالے اور نقش اندوہ کا میرے دل سے مٹا دے جبرئیل ع نے کہا کہ اے انبیا کے سردار اے سرور خاطر مہاجر و انصار دروازے بہشتوں کے کھلے ہیں اور حور و قصور علیین میں آپ کے تشریف لانے کے منتظر ہیں پھر خلاصۂ انبیائے مرسلین بولے کہ اے رہنے والے سدرۃ المنتہیٰ کے اور اے مورد رحمت بے انتہا کے میرے تئیں سناؤ مژدہ اس سے اعلیٰ اور خبر سرور افزا روح الامین نے کہا کہ عالم غیب میں یوں مقرر ہوا کہ کل قیامت کو اس میدان خوف و ندامت میں اول وہ شخص کہ جس کے سر پر تاج شفاعت کا رکھیں گے اور پہلا شفیع کہ پھل قبولیت کا اس کے درخت شفاعت سے جدا ہوگا وہ تو ہے سید دنیا و آخرت نے سن کر شکر خدا کا کیا اور پھر فرمایا کہ اے روح الامین وہ بات سنا کہ جو گرہ غم کی دل سے کھولے جبرئیل ع نے کہا کہ اے مقتدائے انبیا والے رہنمائے اصفیا تم کہو کہ کس غم میں ہو اور فکر تمہاری کیا ہے کہ ایسی خوشخبریاں تمہارے غم کو زائل نہیں کرتیں اور خاطر مقدس کو کسی طرف مائل نہیں کر میں جواب دیا

کہ تمام غم واندیشہ واسطے امت کے ہے کہ بعد میں میرے سرانجام ان کے کام کا کیا ہوگا جبرئیلؑ نے کہا خاطر جمع رکھو کہ تم سے آگے کوئی پیغمبر بہشت میں نہیں جاویگا اور خازنان بہشت دروازے فردوس کے تیری امت عالی ہمت سے آگے کسی کے واسطے نہ کھولیں گے سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکر فرمایا کہ اے عزرائیلؑ جو مہم تجھ سے متعلق ہے اس میں مشغول ہو اور اس جہان فانی کے بند زندگانی میرے مرغ روح کے پاؤں سے جیسے چاہیئے ویسے کھول کہ معاملہ خلق کا آخر ہو شوق خالق کا اب میرا گریبان کھینچتا ہے تب عزرائیل کمر خدمت باندھ کر واسطے قطع کرنے تعلق جسم وجان اس سید الانس والجان کے مشغول ہوئے جبرئیلؑ امین نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوکر فرمایا السّلام علیک یارسول اللہ آخر آنا میرا دنیا میں یہ تھا پھر میں روئے زمین پر واسطے پہونچانے وحی مبین کے نہ آؤں گا مقصد ومطلب میرا تو یہ تھا مصرع جو مرا یوسف نہو تو مصر سے کیا کام ہے ۔:۔

اسوقت نشانیاں سکرات کی سید الابرار کے رخسار پر ظاہر ہوئیں تمام امہات المومنین اور اہلبیت طاہرین حجرے میں جمع تھے اور زاری کرتے تھے اور دونوں جہان کے سردار نے حضرت عائشہؓ کے سینے سے تکیہ لگایا تھا اور اَلحِقنِی بالرَّفِیقِ الاَعلٰی کہتے تھے ایسی حالت میں روح پر فتوح کو قبض کیا اور ایک چادر یمانی روئے مبارک پر کھینچ دی دوشنبے کے دن یہ بلائے عظیم واقع ہوئی اور وہ آفتاب برج نبوت کا مغرب فنا میں غروب ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین جب خبر موت کی مسجد میں اصحابوں کو پہونچی سب پریشانی اور حیرانی کے دریا میں غرق ہوگئے بعضوں کو سکتے کی سی حالت ہوگئی اور بعضے بیہوش ہوکر گر پڑے اور بڑا اختلاف اصحابوں میں پڑا بعضے کہتے تھے کہ حضرتؐ دنیا سے سفر کرگئے اور بعضے کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش ہیں اور حضرت عمرؓ ان ہی لوگوں میں تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی کہے گا کہ حضرتؐ مر گئے ہیں اس کو تلوار سے ماروں گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مکان فاصلے سے تھا اور اسی دن صبح کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ میں دیکھ کر گھر کی خبر لینے کو گئے تھے حضرت عائشہؓ نے آدمی بھیجا کہ حادثہ سخت واقع ہوا ابوبکر صدیقؓ سوار ہوکر آ پہونچے مسجد میں آن کر جو معلوم کیا تو اصحاب گروہ گروہ سراسیمہ اپنی تجویزیں کرتے تھے وہاں سے چپکے حجرۂ شریف میں جاکر چادر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے اٹھا کر دیکھا اور دست مبارک چوم کر آیہ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُم مَیِّتُونَ پڑھ کر بولے کہ خوشبو رکھتا تھا تو زندگی میں اور بعد موت کے بھی معطر ہے بعد اس کے مسجد میں جاکر کسی طرف التفات نہ کیا اور منبر پر چڑھ کر خطبہ فصیح وبلیغ فرمایا جب ابوبکر صدیقؓ نے حمد وثنا شروع کی تو اصحاب ادھر ادھر سے جمع ہوکر خطبہ سننے کو جمع ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ بالتحقیق سنایا کہ اے لوگو جو کوئی محمد رسول اللہ کی بندگی کرتا ہے سو یہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مر گئے اور جو کوئی پروردگار عالم کو پوجتا ہے وہ حی لایموت ہے نہ مرا ہے نہ مریگا پھر یہ آیت پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ ج قَد خَلَت مِن قَبلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِئن مَّاتَ اَو قُتِلَ انقَلَبتُم الی آخرہ یعنی اور نہیں محمدؐ مگر پیغمبر تحقیق گذرے پہلے اس سے پیغمبر کیا اگر محمدؐ مر جاویں یا مارے جاویں تم پھر جاؤ گے اپنی اگلی راہ سے یعنی محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرنے سے کیا دین

چھوڑ کر پھر کفر اختیار کروگے اور جو کوئی کہ پھر جاویگا تو وہ کچھ ضرر خدا کو نہ پہونچا سکے گا اور اللہ شکر کرنیوالوں کو جزا دیگا حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کے سننے سے میں ایسا بیدار ہو گیا کہ گویا میں نے یہ آیت نہ سنی تھی اسوقت سب کو یقین ہوا کہ حضرت نے وفات پائی اور ہر ایک اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنے لگا بعد اس کے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اے مردمان اہلبیت کرام تم بموجب وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تجہیز و تکفین میں مشغول ہو اس وقت حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے دو بیٹے فضلؓ اور قثمؓ اور شقرانؓ حبشی حضرتؐ کا آزاد کیا ہوا غلام غسل کی خدمت میں مشغول ہوئے اور بموجب وصیت سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ موافق ارشاد کے پڑھ کے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں مدفون کیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین۔

## ذکر حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا

اسم شریف ان کا عبد اللہ بن قحافہ اور کنیت ان کی ابوبکر اور لقب ان کا صدیق اور عتیق تھا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اسی دن سب اصحابوں نے ان سے بیعت کی اور مہاجرین اور انصار نے ان کو خلافت پر مقرر کیا بعد مقرر ہونے خلافت کے اپنی معاش کے مقدمے میں متفکر ہوئے کہ کس کام میں مشغول ہوں اصحابوں نے کہا کہ تم خلیفہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئے اور تعلق بیت المال کا تم سے ہے اس میں سے جتنا چاہو صرف کرو اور ہمیشہ ابوبکر صدیقؓ عام لوگوں سے تواضع اور حلم کرتے تھے اور مقدمات دینی اور ملکی میں ساتھ علمائے صحابہ کے مشورت کرتے تھے اور ضعیفوں کے ساتھ نرمی اور مدارات کرتے تھے پھر جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر عرب میں مشہور ہوئی تو اکثر عرب مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ دینا موقوف کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اصحابوں سے ان کے قتل کی مشورت کی حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ لوگوں سے نرمی اور تالیف کرو فرمایا کہ تو جاہلیت میں جبار تھا اور اسلام میں سستی کرتا ہے اے عمر وحی منقطع ہو گئی اور دین تمام اور کامل ہوا آیا دین میں نقصان ہو اور میں زندہ رہوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامۃ بن زیدؓ کو سات سو پہلوانوں کا امیر کر کے واسطے غزا کے ملک شام کیطرف بھیجنا مقرر کیا تھا ہنوز روانہ نہوئے تھے کہ روح مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبض ہوئی اور عرب مرتد ہو گئے اصحابوں نے جمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ ان لوگوں کو بالفعل مت بھیجو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر میں جانوں کہ درندے ازواج مطہرات کے پاؤں کو مدینے سے کھینچیں گے یعنی اگر قتال کا درجہ یہاں تک پہونچے کہ ازواج مطہرات قتل ہوں اور کوئی ان کے دفن کرنے کو نہ رہے جب بھی میں اس لشکر کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا ہے نہیں پھیروں گا اور وہ علم جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے باندھا ہے نہ کھولوں گا پھر اسامہؓ کو مع فوج جرار صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر تیری مرضی ہو تو عمرؓ کو چھوڑ جاو میں اس سے استعانت کروں اور طبیعت کو انسیت حاصل ہو اسامہؓ نے قبول کیا اور روانہ

ہوئے جو قبائل عرب کے ارادہ ارتداد کا رکھتے تھے اس فوج ظفر موج کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس قوم کو قوت نہ ہوتی تو ایسا لشکر ان میں سے کیونکر نکلتا غرض اسامہؓ گئے اور اہل روم سے مقابلہ کیا اور انکو بھگایا اور سلامت با غنیمت رجوع کیا حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے شمشیر برہنہ کی اور آپنے راحلے پر سوار ہوئے تو حضرت علیؓ نے ان کی اونٹنی کی باگ پکڑی اور فرمایا کہ میں تم کو وہ کہتا ہوں جو جنگ احد میں تم کو رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ تلوار کو میان میں کر اور ہم کو اپنا دکھ مت دکھاؤ واللہ اگر تم پر کچھ مصیبت آئی تو بعد اس کے اسلام کا کچھ انتظام نہ ہوگا اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اگر ابوبکرؓ خلیفہ نہ ہوتے تو کوئی عبادت اللہ کی نہ کرتا نقل ہے کہ جب ابوبکر صدیقؓ نے سعادت اسلام کی پائی تو چالیس ہزار درہم نقد رکھتے تھے یہ سب رضائے خدا اور رضائے رسولؐ میں خرچ کئے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہیں دیا نفع میرے تئیں کسی کے مال نے جیسا نفع دیا ابوبکرؓ کے مال نے اور بہت مسلمان غلامی کی ذلت میں گرفتار تھے اور کافروں کے ہاتھوں سے بسبب حسد اسلام کے گرفتار ایذا و اضرار تھے ابوبکر صدیقؓ نے مال کثیر دیکر ان کو اپنی ملک میں لا کر فی سبیل اللہ آزاد کیا اور اپنا خانۂ عافیت آباد ان ہی میں سے تھے عامر بن فہیرہؓ اور بلالؓ کفار کی ایذا سے ہو گیا تھا بدن ان کا مانند ہلال اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ نے ابوبکر صدیق کے حق میں چند بیتیں عالی مضمون صفت تحسنیت کی فرمائی ہیں اس کو مع ترجمہ لکھتا ہوں ابیات اَبُوبکر حَیًّا فی اللّٰہِ مَالاً ؂ وَاعتَقَ من ذخائرہ بَلالاً ؂ وقد واسی النبیَّ بکُلِ فضلٍ ؂ یا سَرعَ فی اجابیۃ بلالَ لواَنَّ الجوالغضہ احفقاد ؂ لما ابھی الاُمَّہ لہ مَلالاً ابوبکر نے خرچ کیا راہ خدا میں مال اور آزاد کیا اپنے خزانے سے بلالؓ کو اور بتحقیق غم خواری کی بیٹی کی ساتھ سب فضل کے اور شتابی کی زیچ اجابت حکم ان کے بغیر لا کے یعنی بغیر نا کے اگرچہ دریا غضب میں لائے یعنی آزردہ کرے ابوبکر کو جان بوجھ کے نہ باقی رکھے اللہ اس میں ملال کو بعضے علما نے کہا ہے کہ پانچ فضیلتیں حضرت ابوبکرؓ میں ایسی ہیں کہ کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں ایک تو ثانی اثنینُ فی الغار دوسری ثانی اثنین فی العرش اور عریش ایک مکان سایہ دار تھا کہ اصحابوں نے جنگ بدر میں واسطے شدت آفتاب کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تیار کیا تھا اور اصحاب تو لڑائی میں مصروف تھے اور حضرت ابوبکرؓ تنہا مسلح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں موجود تھے تیسری ثانی اثنین فی المدفون چوتھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی صحابی کے پیچھے اقتدائے مکرر نہیں کی اور پانچویں وہ اور ان کے ماں باپ اور اولاد سب اصحاب تھے اور کسی اصحاب میں یہ فضیلت جمع نہیں ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ عورت سراسر شر ہے اور زیادہ شر یہ ہے کہ بغیر اس کے چارہ بھی نہیں اور فرمایا ہے کہ اے شخص اصلاح کر تو نفس اپنے کی اصلاح کریں گے واسطے تیرے لوگ اور فرمایا ہم کو نہیں ہے ساتھ صبر کرنے کے مصیبت اور نہیں ہے بیچ بیقراری کے فائدہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سال اول میں اپنی خلافت کے تمام مرتدان عرب پر فوج بھیجی اور قتل و غارت میں کچھ وقفہ نہ کیا ملک بحرین کا علاء الحضرمی کی جانفشانی سے کہ اولیائے صحابہ سے تھے فتح ہوا اور مرتدان قبیلۂ کندہ و حضرت زیاد بن ولیدؓ اور عکرمہ بن ابی جہلؓ کی جوانمردی سے

مسلمان ہوئے اور خلافت کے دوسرے سال میں جو بارھواں برس ہجرت کا تھا مثنیٰ بن حارث شیبانی کہ بنی شیبان کا بڑا رئیس اور ملوک عجم سے بسبب قرب وجوار کے اس کی قوم نے بہت ایذا پائی تھی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس آن کر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہان عجم کا حال ضعیف ہے اور بہت ضعیف اور پریشان ہیں اگر فرمایئے تو میں ایک لشکر کوفے کے گرد و نواح میں لے جاؤں اور جو شہر اس طرف کا لوں اس کی حکومت مجھ کو عنایت ہو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اس کو روانہ کیا اور فرمایا کہ ایک لشکر تیری مدد کو پیچھے روانہ کرونگا مثنیٰ رضؓ نے وہاں پہونچ کر اطراف کوفہ کو لوٹنا اور علم اسلام کا قائم کرنا شروع کیا جب شوکت اور شجاعت کا آوازہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو پہونچا تو ایک خلعت اور نشان اس کو بھیجا اور عجم کی لڑائی پر اس کو تیز کیا بعد اس کے بصلاح اصحاب رضؓ خالد بن ولید کو مثنیٰ رضؓ کی مدد کے واسطے مقرر کیا اور ایک خط مثنیٰ رضؓ کے نام لکھا کہ میں نے خالد بن ولید کو تیری طرف بھیجا اسکی تعظیم اور توقیر کیجیو اور مع لشکر اس کی مدد میں رہیو جب خالد بن ولید دس ہزار سوار جرار ہمراہ لیکر سواد کوفہ عراق عرب میں پہونچے اس ملک کو نہایت آباد پایا وہاں کے سردار طاقت مقابلے کی نہ لا سکے صلح طلب کی حضرت خالد رضؓ نے بمقتضائے اَلصُّلحُ خَیرٌ کے مبلغ کثیر ہر سال ان کے ذمے مقرر کئے اور سبب صلح کا یہ ہوا کہ خالد بن ولید رضؓ جب وہاں پہونچے تو وہ سب اپنے قلعوں میں متحصن ہوئے اور خالد رضؓ متصل قلعے کے رہے اور کہا کہ ایک مرد عاقل کو ہمارے پاس بھیجو جو اس سے کچھ باتیں کریں انھوں نے ایک مرد پیر کو کہ نام اسکا عبدالمسیح اور زبان اس کی فصیح تھی بھیجا اور گفتگو صلاح کی کی اور اس وقت عبدالمسیح کے پاس سم الساعۃ یعنی وہ زہر کہ جس کے کھانے سے ایک ساعت میں آدمی مرجائے ایک کاغذ کی پڑیا میں تھا خالد نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جواب دیا کہ اگر میری بات تمہارے حضور میں مقبول نہ ہوگی تو میں قوم کی شرم سے اس زہر کو پیکر مر رہوں گا خالد رضؓ نے اس کے ہاتھ سے وہ زہر لیکے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماءِ پڑھ کر مانند شکر کے نوش کیا اول تو کچھ غش اور عرق آیا مگر کچھ آسیب نہ پہونچا اٹھ کر بیٹھ گئے عبدالمسیح نے حیران و سراسیمہ ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ اے یارو ان لوگوں کو جو چاہو سو دو یہ لوگ جنس انس سے نہیں ہیں اور اس نے دین نصرانی ترک کیا اور دین محمدی اختیار کیا خالد رضؓ نے ایک لاکھ کئی ہزار روپے پر صلح کر کے حضرت ابوبکر رضؓ کے حضور میں اطلاع دی اور آپ اٹھارہ ہزار مردان مرد ہمراہ لے کر کسریٰ کیطرف متوجہ ہوئے اور ہرمز کے ساتھ جو کسریٰ کی طرف سے حاکم تھا ایسا مقابلہ کیا کہ چشم عقل خیرہ اور فضائے کثرت تیرہ ہوا اشعار بہر سو کہ خالد ہوئے رزم خواہ بہا خون کا دریا بہر رزمگاہ ؛؛ وہ آئے مثال نہنگ دژم ؛؛ جلاتے تھے گویا زمین کو بدم ؛؛ یوں ہی تاخت کرتے فراز و نشیب ؛؛ لگے مارنے گرز و تیغ ورکیب ؛؛ عاقبۃ الامر حضرت خالد رضؓ نے اپنے دست زبردست سے ہرمز کو قتل کیا اور بموجب حکم شرع سلب یعنی سامان اس کا سب لیا فقط تاج اسکا ایک لاکھ درہم کا تھا اور ہرمز کے لشکر سے جماعت کثیر قتل میں آئی اور غنیمت بے شمار اور بندیاں ہزاروں ہزار مسلمانوں کو حاصل ہوئیں دوسرے دن خمس غنیمت کا حضرت خلیفۃ الرسول کی حضور میں روانہ کیا اور باقی

مال لشکر پر تقسیم کیا پھر ہرمز کے قتل کی خبر قارن کو جو امیر ہوازن تھا اور کسریٰ کے حکم سے پچاس ہزار آدمی
لیکر آیا تھا پہونچی خالدؓ یہ خبر سنکر مع لشکر اسطرف متوجہ ہوئے اور موضع مدار میں پہونچے اور فی الفور مدار معاملے
کا مقاتلے پر ٹھہرایا اشعار اسی دم کیا لشکر آراستہ ∴ بہ تیغ بہ خنجر بہ پیراستہ ∴ جو خالدؓ نے دیکھا بس اس
حال کو ∴ وہ گستاخی قوم بدحال کو ∴ گرجنے لگا تب وہ مانند رعد ∴ مساعد ستارہ ہوا وقت سعد ∴ لئے
گرز و تیغ و سنان دراز ∴ لگے قتل کرنے نشیب و فراز ∴ گرفتار قارن ہوا اس گھڑی ∴ وہیں فوج اعدا
میں بھاگڑ پڑی ∴ نقل ہے کہ مسلمانوں نے اس دن رات تک سپاہ عجم کو قتل کیا قریب تیس ہزار کفار
کو مقارن اجل کیا بہت مال اور سامان اور ہزاروں بندی مسلمانوں کے بند میں آئے خالدؓ نے خبر
فتح کی اور خمس غنیمت کا مدینے کو بھیجا اصحابؓ خوش ہوئے اور خالدؓ کے حق میں دعا کی جب تیرھواں
برس ہجرت کا شروع ہوا ابو بکر صدیق نے ایک روز مسجد نبوی میں خطبہ فصیح و بلیغ پڑھا اور لوگوں کو واسطے
جہاد کے رغبت دلائی اور فرمایا کہ روم کی غزا کی تیاری کرو اور چار امیر مقرر کئے ہر ایک امیر کو ایک ایک
ملک پر بھیجا عمرو بن العاصؓ کو فلسطین میں عبیدہؓ کو حمص میں اور یزید بن ابی سفیان کو دمشق میں اور
شرجیلؓ کو اردن میں نامزد کیا اور وصیت تقوے اور عدم خیانت کی بیچ امانت کے بیان فرمائی
اور فرمایا کہ جب تم سب ایک جگہ جمع ہو تو ریاست تمام لشکر ابو عبیدہ سے متعلق رہے اور جو متفرق
ہو تو ہر ایک اپنے اپنے لشکر کا امیر ہووے سب امیر اپنے اپنے مکانوں کو روانہ ہوئے یہ تمام لشکر
سات ہزار مرد مقاتل تھے عمرو بن العاصؓ جب فلسطین کو پہونچے تو سنا کہ ہرقل نے اہل اسلام کی
توجہ کی خبر پاکر تدارک [نام ہے ۱۲] کو جو اس کا بھائی تھا ساتھ پچاس ہزار فوج کے واسطے تدارک اس مہم کے بھیجا
اور آپ انطاکیہ میں جاکر لشکر کے اور اسباب جنگ کے جمع کرنے میں مشغول ہوا عمرو بن العاصؓ نے
ایک مکتوب حضرت ابو بکر صدیقؓ کو لکھا اور کثرت لشکر اعدا سے اطلاع کی ابو بکر صدیقؓ نے سعد بن وقاص
کے بھائی کو تین ہزار صحابہ کے ساتھ روانہ کیا اور ابو عبیدہ بن الجراح سب سے آگے عمرو بن العاصؓ
سے جاملے اور ہشام کو مع چند شرفا کے بطریق رسالت کے ہرقل کے پاس بھیجا یہ گئے اور ہرقل کے
محل تک سوار چلے گئے اور ہرقل محل کے جھروکے سے اس جماعت کو دیکھتا تھا اور دل اسکا کانپتا
تھا جب یہ متصل پہونچے تو جماعت مسلمین نے آواز کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی نکالی اس
کلمے کی آواز کی ہیبت سے ایوان ہرقل کا زلزلے میں آیا اور اس کے شق ہونے کی آواز ادنیٰ اور اعلیٰ
کے کان میں پہونچی ہرقل نے آدمی ان کے پاس بھیجا کہ تم کو نہیں پہونچتا کہ میری بارگاہ میں اپنے دین کو
اسطرح آشکارا کرو اگر کچھ پیغام رکھتے ہو پہونچاؤ جب یہ ہرقل کی مجلس میں پہونچے تو دیکھا کہ وہ تخت
پر بیٹھا ہے اور تاج مرصع اس کے سر پر ہے یہ اس کے تخت کے آگے جاکر کھڑے ہوئے نہ سر
جھکایا نہ منحنی ہوئے نہ سلام کیا ہرقل نے کہا کہ تم کو کیا ہوا کہ آداب بجا نہ لائے ہشام نے کہا کہ آداب
ہمارا اسلام ہے اور وہ مخصوص اہل اسلام ہے ہرقل نے احکام شریعت محمدیؐ اور آداب دین ان
سے پوچھے اور کہا کہ بزرگترین کلمہ تمہارے دین کا کونسا ہے انھوں نے جواب دیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ پھر کوشک اسکا حرکت و اضطراب میں آیا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب ہرقل کا لشکر جمع کرنا

الطاکیہ میں سنا تو خالد رضؓ بن ولید کو حکمنامہ لکھا کہ عراق کے لشکر کو وہاں چھوڑ کر آپ ساتھ اس لشکر کے جو موضع یمامہ سے ہمراہ لے گئے تھے روانہ ہو کر ابو عبیدہ سے جاملو اور تم اس جماعت اسلام کے امیر ہو خالد رضؓ بن ولید روانہ ہوئے جب لشکر اسلام کے جمع ہونے کی خبر فلسطین میں رومیوں کو پہونچی تو وہ کفار موضع اجنادین میں متصل رملہ کے جمع ہوئے اور مسلمان بھی اجنادین کیطرف متوجہ ہوئے اور فریقین میں مقاتلہ عظیم واقع ہوا روایت ہے کہ عدو لشکر کفار دولاکھ تیس ہزار اور شمار فوج ابرار چھتیس ہزار تھا خالد رضؓ کے حکم سے سب لشکر نے ایکبارگی حملہ کیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے بموجب مضمون کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ کے شکست فاش لشکر کفار پر پڑی مسلمانوں نے تیغ بیدریغ سے خون کفار زمین ادبار پر بہایا تیس ہزار کافر سوائے ان لوگوں کے جو وقت بھاگنے کے مقتول ہوئے تھے مارے گئے غنیمت بیشمار اور سپرین زرنگار اور خود عادی اور زرہین داؤدی اور گھوڑے بادپا اور سراپردۂ نقرہ وطلا خارج از حد احصا مسلمانوں کے ہاتھ آئے **ابیات**

نہ سرمایہ کا اتنا آیا شمار ٭ کہ پائے مہندس کچھ اس کا شمار ٭ متاع گرانمایہ اور چارپا ٭ بھرے تین فرسنگ تک جابجا ٭

خالد رضؓ نے خبر اس فتح کی عبد الرحمن رضؓ عجمی کے ہاتھ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس بھیجی ابوبکر صدیق رضؓ نہایت خوشحال ہوے اور مہاجر و انصار خوشی سے مالامال ہوے کہتے ہیں جب یہ خبر ہرقل کو پہونچی کئی سردار نامدار واسطے مقابلہ صحابۂ کبار کے روانہ کئے جب خالد رضؓ بن ولید نے یہ خبر پائی دمشق سے اٹھ کر ان کے مقابلہ کو گئے اور موضع یرموک میں فریقین کی ملاقات ہوئی سپاہ روم تین لاکھ سے زیادہ تھی اور لشکر اسلام چھتیس یا چالیس ہزار تھا ایک شخص نے خالد رضؓ سے کہا کہ لشکر روم بہت ہے اور لشکر اسلام کم ہے خالد رضؓ نے کہا اگر نصرت الٰہی ہو ہمدم تو کثرت اعدا کا کیا غم خالد نے لشکر اسلام میں منادی کروائی کہ جس کسی نے شرف صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو لشکر سے جدا ہو کر جمع ہوں ہزار اصحاب رضؓ جمع ہوئے خالد رضؓ نے ان کو جمع کر کے ان کے وجود باوجود کو واسطے طلب فتح و نصرت کے وسیلہ کر کے حق تعالیٰ سے استمداد کیا اور ان میں سے سو جوان مہاجر و انصار کو جو بدر کی لڑائی میں موجود تھے علیحدہ کئے اور کہا کہ میرا مطلب تم سے نہیں ہے مقابلۂ اعدا بلکہ تم بعجز و الحاح کرو جناب الٰہی میں دعا اسی عرصے میں ایک قاصد مدینے سے پہونچا اور خالد رضؓ کے کان میں کہا کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے وفات پائی خالد رضؓ نے اندیشہ کیا کہ اگر یہ خبر فاش ہوئی تو مسلمانوں کی شکست ہوجائے گی قاصد سے جماعت نے ابوبکر صدیق کی بیماری کا حال پوچھا اس مرد بزرگ نے خالد بن ولید کے مطلب کو پاکر کہا کہ بہتر ہے اور بارہ ہزار مرد تمہاری مدد کو عنقریب پہونچتے ہیں مسلمانوں کو مسرت اور قوت ہوئی پھر خالد رضؓ نے تنہا قاصد سے پوچھا کہ خلیفہ کون مقرر ہوا کہا کہ عمر بن الخطاب رضؓ خالد رضؓ نے کہا شاید میں امارت سے معزول ہوں قاصد نے کہا کہ ہاں تم معزول ہو اور امارت اس لشکر کی ابو عبیدۃ بن الجراح پر مقرر ہوئی خالد رضؓ نے کہا کہ تو نے بہت اچھا کیا جو یہ خبر مجمع عام میں نہ کہی پھر خالد رضؓ روئے اور کہا کہ خداوندا تو واقف ہے کہ میں نے یہ لڑائیاں واسطے خلق کے اور طلب مال و عزت دنیا کے نہیں کیں بلکہ خاص واسطے رضامندی تیری کے کیں پھر خالد رضؓ نے قلب لشکر سے حملہ کیا اور عمرو بن العاص نے میمنہ سے اور یزید بن ابو سفیان رضؓ نے میسرہ سے موافقت کی آخر الامر بعد

جنگ و جدول بیشمار کے نسیم نصرت الٰہی نے الطاف لامتناہی سے چلنا شروع کیا اور یکبارگی کفار پر حملہ کیا رومی بھاگے اور مسلمان پیچھے روانہ ہوئے اور شام تک قتل کیا دس ہزار ایک سو کفار مجار دارالبوار کو پہنچے اور تین ہزار اہل اسلام شہید ہوئے اور روایت ہے کہ تیس ہزار خیمے دیبا کے اور تین ہزار بردے اور نقود و جواہر وافر اور متاع متکاثر غنیمت مسلمانوں کی ہوئی خالدؓ بن ولید نے غنیمت کو جمع کر کے بروقت قسمت ابو عبیدۃ بن الجراح کو بلایا اور ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا حال اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا اور اپنے معزول ہونے کا اور ابو عبیدہ کے منصوب ہونے کا اعلام کیا جب لشکر اسلام نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خبر وفات سنی تو بہت روئے اور خالد بن ولیدؓ کے تئیں دعا کی کہ اللہ تجھ کو جزا دے کہ تو نے اسلام کو گرامی کیا اگر یہ خبر کوئی دوسرا امیر سنتا تو اس لڑائی کو تمام نہ کرتا اور دشمن ہم پر فتح پاتا فائدہ خالد بن ولیدؓ کے معزول ہونے کا سبب یہ تھا کہ حضرت صدیقؓ کی خلافت میں خالدؓ بن ولیدؓ نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا تھا اور حضرت عمرؓ خالدؓ پر بدظن ہوئے تھے کہ تو نے مالک بن نویرہ کو باوجود اظہار اسلام کے بے گناہ قتل کیا اور حضرت صدیقؓ سے خالدؓ کی نالش کی لیکن حضرت صدیقؓ کے نزدیک خالدؓ کا قصور ثابت نہ ہوا ان کو بدستور بحال رکھا حضرت عمرؓ کو یہ بات نہایت ناگوار تھی اس واسطے خلیفہ ہوتے ہی خالدؓ کو معزول کیا اے مسلمانو اُن اصحابوں کی تربت کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے دین محمدیؐ کو چمکایا خدا ان کو سب مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔

## بیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو برس اور چار مہینے بعد واقعۂ اصحاب فیل کے دوشنبے کو پیدا ہوئے اور جمعہ کے دن دوسری یا تیسری جمادی الآخر کی تیرھویں برس ہجرت سے وفات پائی عمر ان کی تریسٹھ برس کی تھی ایام مرض میں اصحاب کبار کو جمع کر کے خلافت عمر بن الخطابؓ کو سونپی اور جناب الٰہی میں دست بدعا ہوئے کہ خدایا عمرؓ کو میں نے خلیفہ مسلمانوں پر بنایا اور میری غرض سوائے اصلاح حال مسلمین کے اور کچھ نہیں اور میں نے اپنی دانست میں بہترین صحابہ کو والی کیا الٰہی اس کو خلفائے راشدین سے کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ یہ زحمت مجھ سے دور رکھو کہ مجھے خلافت کی حاجت نہیں تو خلافت کو مجھ سے حاجت ہے القصہ صدیق اکبرؓ نے وصیت تمام کی اور کہا کہ اسماء بنت عمیس جو میرا قبیلہ ہے مجھ کو غسل دے اور عبدالرحمٰن اس کی مدد کرے میں نہیں چاہتا کہ سوائے ان کے کوئی مجھ کو برہنہ دیکھے رات کے وقت دنیا سے رحلت کی اور نماز جنازے کی حضرت عمرؓ کو وصیت کی حضرت عائشہؓ کے حجرے میں پہلوئے قبر مطہر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کیا کہتے ہیں جب خبر ان کی وفات کی ابو قحافہ کو جو ان کے باپ تھے پہونچی کچھ جزع فزع نہ کی اور بولے لِلّٰہِ مَا اَخَذَ۔

# ذکر قدوۃ الاصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا

کنیت ان کی ابو حفص ہے اور لقب امیر المومنین اور فاروق ہے اور اشراف قریش سے ہیں اور باتفاق علما کا ہے اوپر کثرت علم اور غایت زہد ان کے اور تواضع اور نرمی ساتھ مسلمانوں کے اور شدت اور غلظت کافروں پر اور کمال عدل و انصاف پر اور فرمانبرداری پر سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور معرکہ بدر اور احد اور فتح مکہ اور جنگ خیبر اور حنین اور تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے اور ان کے زمانہ خلافت میں ایک ہزار اور چھتیس شہر فتح ہوئے اور چار ہزار مسجدیں بنوائیں اور چار ہزار کلیسے خراب کئے اور ہر ایک پر نو سو منبر واسطے خطبہ جمعہ کے منصوب کئے اور دمشق اور روم اور قادسیہ سے حمص تک فتح کیا اور رقہ اور نصیبین اور عسقلان اور طرابلس وغیرہ سواحل کو فتح کیا اور بیت المقدس اور یرموک اور اہواز اور مصر اور تستر اور نہاوند اور رے اور اصفہان اور فارس اور اصطخر اور نوبہ اور بربر وغیرہ سب اس جناب کے عہد دولت میں فتح ہوا اور اتفاق علما کا ہے کہ مانند عمرؓ کے نہ ہوا نہ ہوگا اور باوجود اس فتوحات کے اور رعب اور ہیبت کے کہ ملوک فارس و روم لرزتے تھے حضرت عمرؓ نے اس احوال سے جو ولایت اور حکومت کے آگے تھا لباس میں اور ہیئت اور افعال میں اور تواضع میں تغیر نہیں کیا ایک حال پر رہے سفر اور حضر میں بغیر چوکی اور پہرے کے اور حاجب اور چوبدار کے باوجود کثرت اعدا کے پھرتے تھے اور کسی مسلمان پر زبان درازی نہیں کی اور امر حق میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرے اور باوجود اس حشمت اور جاہ کے بیت المال سے برابر ایک حصہ مہاجر کے لیتے تھے۔

# بیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا

روایات ان کے ایمان لانے کی مختلف ہیں نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں ایک رات اپنے گھر سے واسطے تعرض کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکلا دیکھتا ہوں کہ آپ مسجد الحرام میں نماز پڑھتے ہیں میں ان کے پیچھے کھڑا ہوا اور سورہ فاتحہ انھوں نے پڑھی اس کی تالیف اور نظم سے متعجب ہوا اور میں نے دل میں کہا کہ واللہ یہ شخص نہ شاعر نہ مجنون نہ کاہن ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ اس آیت کے سننے سے حلاوت ایمان کی میرے قلب میں آئی اور رقت اور تغیر میرے مزاج میں ظاہر ہوا اور کہا میں نے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس توحید کو ایسا آشکارا کروں گا جیسا شرک کو آشکارا کیا تھا اور روایت دوسری میں ارادہ کرنا

حضرت عمرؓ کا واسطے قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اثنائے راہ میں اپنی بہن اور بہنوئی کے ایمان لانے سے خبردار ہو کر ان کے گھر جانا اور ان کو خون آلودہ کرنا اور قرآن کا سننا اور وہاں سے رقت دلی حاصل کرنا اور زید بن ارقمؓ کے مکان میں جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ تعلیم دین کی کرتے تھے جانا اور اسلام لانا یہ سب مشہور ہے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے مکے سے برملا ہجرت نہیں کی مگر عمرؓ نے جب ارادہ ہجرت کا کیا تو شمشیر کو حمایل کیا اور کمان کاندھے پر ڈالی اور ترکش ہاتھ میں لیکر مسجد الحرام میں آئے اور جماعت قریش صحن کعبہ میں بیٹھی تھی بعد طواف اور نماز کے اس حلقے کے گرد آئے اور کہا کہ جو کوئی اپنے ماں باپ کو بے ولد اور اپنے فرزندوں کو یتیم اور اپنی جوروؤں کو بیوہ کرنا چاہے وہ اسوقت آن کر مجھ سے ملاقات کرے کسی نے دم نہ مارا اور متعرض نہ ہوسکا نقل ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب ملک شام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زیب وزینت بخشی اعیان وارکان اس ملک کے واسطے استقبال اس صاحب اقبال کے مقابل ہوئے اس وقت آپ سامان کی اونٹنی پر سوار تھے خواص اصحاب نے عرض کیا کہ اکابر واشراف شام کے آپ کی شرف ملازمت سے مشرف ہوں گے اگر آپ سواری گھوڑے کی اختیار فرماویں تو شوکت وہیبت حضور کی قلوب اعیان میں تمام وکمال نظر آوے آپ نے فرمایا اَنَا قومٌ اَعزّنا اللّٰہُ بالاسلام یعنی ہم وہ قوم ہیں کہ عزت دی ہے ہمارے تئیں اللہ تعالیٰ نے ساتھ اسلام کے اور درجۂ احتیاط اس مرتبہ تھا کہ جب غازیان اسلام واسطے غزاے ملک شام کے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن عمرؓ نے عرض کی کہ واسطے فضیلت ثواب جہاد کے میں چاہتا ہوں کہ غازیوں کے ساتھ جاؤں فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ تو بلائے زنا میں گرفتار نہ ہو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یا امیر المومنین مجھ پر ایسا گمان کرتے ہو فرمایا احتمال ہے کہ مسلمانوں کو فتح ہو اور کوئی لونڈی بندیوں میں معرض بیع میں ملے اور بسبب نسبت خلافت کے تیرے ساتھ قیمت میں وہ لوگ رعایت کریں اور تو بحکم ظاہر عقد بیع کے اس کنیزک سے صحبت کرے تو وہ فی الحقیقۃ زنا ہوگا اسواسطے یہ مصلحت ہے کہ تو ہمت کو اوپر جہاد نفسانی کے جو عبارت ہے اصلاح نفس سے متعلق کرے نقل ہے کہ جب خلافت حضرت عمرؓ پر مقرر ہوئی تو ایک بی بی انکی نہایت جمیلہ تھیں اور بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ ان سے نہایت محبت رکھتے تھے اس کو طلاق دیدیا بعد ایک مدت کے جو امر خلافت میں قوت اور رسوخ کامل حاصل ہوا تب اس بی بی کی تلاش کی کہ پھر اس کے ساتھ نکاح کریں لوگوں نے عرض کی یا امیر المومنین سبب طلاق کا کیا تھا اور اب سبب نکاح کا کیا ہے فرمایا کہ ابتدائے خلافت میں بخوف اس کے کہ مبادا وہ کسی کی سفارش امور شرعیہ میں برخلاف شرع کرے اور میں بسبب محبت قبول کروں طلاق دیا تھا اور اب میں اپنے نفس پر اتنی قوت رکھتا ہوں کہ کسی کی خاطر سے سرمو تجاوز نہ کرونگا اس واسطے نکاح کرتا ہوں مگر وہ بی بی مرچکی تھی نقل ہے کہ ایک روز حضرت عمرؓ سب کی مدینے میں واسطے خبرداری کے پھرتے تھے آدھی رات کے وقت سنا کہ ایک عورت اپنی بیٹی سے کہتی تھی اٹھ کر دودھ میں پانی ملادے بیٹی نے ماں سے کہا کہ نہیں جانتی کہ امیر المومنین نے منادی کی ہے کہ کوئی دودھ میں پانی نہ ملائے ماں نے کہا اس وقت نہ امیر المومنین ہیں نہ منادی ہے جواب دیا واللہ لائق نہیں کہ ہم ظاہر میں

فرمانبرداری کریں اور خلوت میں نافرمانی کریں حضرت عمرؓ اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنے غلام سے کہا کہ اس گھر پر ایسی نشانی کر کہ کل بآسانی معلوم ہو دوسرے دن اس لڑکی کا عاصم بن عمرؓ کے ساتھ جو آپ کا بیٹا تھا نکاح کیا اس لڑکی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اس لڑکی سے دوسری لڑکی پیدا ہوئی کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کی ماں تھی جب حضرت عمرؓ کسی ملک پر عامل بھیجتے تھے ایک دستورالعمل اس کو لکھ دیتے تھے اس مضمون سے کہ تجمل اور تنعم سے دور رہیو اور اسپ ترکی پر سوار مت ہو جیو اور جامہ گرانبہا اور باریک مت پہنیو اور نان میدہ نہ کھائیو اور اپنے دروازے پر چوبدار مت بٹھائیو تا لوگ آسانی سے آکر عرض حاجات کیا کریں اور حکم سے برخلافی اور عدل سے عدول مت کیجیو ہر چند کہ حضرت عمرؓ کے عدل کا حال اور فتوحات نامتناہی اور انتظام امور دین و دنیا کا اور ایجاد امور خیر کا لکھنے کو مجلد عظیم چاہیئے لیکن بطریق نمونے کے کچھ احوال نوشیروانیوں کا جو حضرت صدیقؓ کی خلافت میں کچھ بیان ہوا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ حیرت افزائے عالم ہے علماء تاریخ لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ زینت بخش خلافت ہوئے پہلا حکم خالد بن ولید کی معزولیت کا نافذ کیا اور اس حکم سے قلوب اہل اسلام کے مغموم و محزون ہوئے اس واسطے خالدؓ کی جانفشانیاں اور مساعی جمیلہ واسطے تقویت دین محمدیؐ کے ظاہر تھیں لیکن حضرت عمرؓ کے دل میں مالک بن نویرہ کا خالد کے ہاتھ سے بیگناہ قتل ہونا مظنون تھا اس سبب سے باوجود شجاعت اور اخلاص اور انتظام کے خالد بن ولیدؓ سپہ سالار کو معزول کیا اور فتح اور نصرت کو خدا کے قبضہ اختیار میں سمجھے اور اسی لشکر میں ان کو ابوعبیدہؓ کے زیر حکم رکھا اس پر بھی خالدؓ نے اصلا التفات نہ کیا اور بموجب حکم امیرالمومنین کے ابوعبیدہؓ کی فرمانبرداری کی جو جو تدبیریں کہ اپنی امارت میں کرتے تھے اس میں سرمو برابر قصور نہ کیا اور بکشادہ پیشانی کار جہاد میں کمر باندھ کر کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مثنیٰؓ بن حارث جو پہلے حضرت صدیقؓ سے جہاد کی اجازت لیکر ساتھ اہل فارس کے گئے تھے انھوں نے پھر مدینے میں آن کر حضرت فاروقؓ سے چاہا کہ ایک جماعت مہاجر و انصار کی میرے ساتھ روانہ کرو جو باتفاق انکے عجم کا جہاد کریں حضرت عمرؓ نے اصحابوں کو خطبے میں واسطے جہاد اہل عجم کے تحریص کی اور وعدہ فتح و نصرت کا اور تقسیم خزائن کسریٰ کا بموجب حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا ابوعبیدہؓ ثقفی رضہ اور سلیط بن قیسؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا امیرالمومنین ہم از روئے صدق اور اخلاص کے قبول کرتے ہیں امیرالمومنین عمرؓ نے اصحاب میں سے ایک ہزار مرد مقاتل اختیار کئے اور اس کے کفایت مہمات کا سامان تیار کیا اور ابوعبیدہؓ کو اس لشکر کا امیر کیا یہ دونوں کوفے کی طرف روانہ ہوئے اور رستم بن فرخ زاد نے جو سپہ سالار عجم تھا بعد جانے مثنیٰؓ کے خالد بن ولیدؓ کے عملداروں کو نکال کر بعضے دیہات پر سواد کوفہ کے عمل کیا تھا اور آگے بڑھنے کا ارادہ تھا کہ خبر مثنیٰؓ کے مراجعت کی سنکر متوقف ہوا اور رستم بن جابان کو جو بڑا دہقان تھا مع فوج کثیر مثنیٰؓ کے مقابلے کو روانہ کیا اور بیس ہزار مرد جنگی اس کی مدد کو اپنے پاس سے بھیجے اور ابوعبیدہؓ یہ سن کر مثنیٰؓ کے پاس پہونچے مثنیٰؓ نے بموجب حکم امیرالمومنین عمرؓ کے سرداری لشکر کی ابوعبیدہؓ کو سپرد کی دو تین روز آسودہ ہو کر مع لشکر رستم بن جابان کیطرف روانہ ہوئے وہ بھی مستعد ہوا اور جنگ عظیم اور مقابلہ شدید واقع ہوا موج خون

ایسی تھی گویا شفق آسمان سے باہر نکل پڑی اور سواروں کی گرد آفتاب چھپ گیا اور بمقتضائے وَالعاقبۃ للمتقین کے اہل اسلام نے نصرت پائی اور جابان اسیر ہوا اور لشکر کچھ بھاگا کچھ دست گیر ہوا بعد انہزام لشکر جابان کے ابو عبیدہ رضؓ نے چاہا کہ مال غنیمت کو تقسیم کریں وہیں خبر پہونچی کہ نرسی نام سپہ سالار عجم نے رستم کے حکم سے لشکر عظیم جمع کیا ہے جب جابان نے احوال سنا اور رستم سے مدد مانگی رستم نے جالینوس نام سردار کو مع بیس ہزار فوج کے نرسی کی مدد کو بھیجا ابو عبیدہ تقسیم غنائم کی موقوف کر کے نرسی کی طرف متوجہ ہوئے جب صفیں اعدا کی مقابل ہو کر مقاتلے میں مشغول ہوئیں عون ربانی سے لشکر عجم پر ہزیمت پڑی ہزاروں مقتول ہوئے اور ہزاروں پر مجروح ہونے کی مصیبت پڑی اور نرسی بھاگ کر رستم کے پاس جا ملا قلعہ سقاطہ اور خزانے اور مال نرسی کا اہل اسلام کے تصرف میں آیا اور جالینوس نے نرسی کی خبر سن کر راہ میں توقف کیا اور ابو عبیدہ نے بلا توقف جالینوس کی طرف عنان عزیمت کو پھیر الشکر کفار بعد جنگ عظیم کے زمام ہمت کو ہزیمت پر پھیر کر مانند زال کے رستم سے ملا ابو عبیدہ رضؓ نے دونوں لشکروں کی غنیمت اور بندی جمع کر کے خمس اس مال کا امیر المومنین عمر رضؓ کے حضور میں بھیجا اور باقی لشکر ظفر پیکر پر تقسیم کی تمام علاقہ سواد کوفہ کا اور عراق عرب کا اہل اسلام کے تصرف میں آیا جب جالینوس بھاگ کر رستم سے ملا توران دخت نے جو ملکہ عجم تھی یہ حال سن کر بہمن جادو کو تیس ہزار مرد اور تیس ہاتھی کہ ان میں ایک فیل سپید نامی تھا دے کر ابو عبیدہ رضؓ کیطرف روانہ کیا اور ایک علم کہ جس کو درفش کادیانی کہتے تھے اور فریدوں کے زمانہ سے ملک عجم کے خزانے میں تھا اور اس کو رایت اور آیت نصرت جانتے تھے اور جواہر آبدار سے مکلل اور یاقوت نامدار سے مرصع تھا تبرکاً ہمراہ کیا بہمن جادو مع حکم نامۂ توران دخت کے رستم کے پاس پہونچا رستم نے بموجب حکم کے بہت لشکر جمع کر کے بہمن کو ابو عبیدہ کیطرف روانہ کیا ابو عبیدہ رضؓ بھی اپنا لشکر مستعد کر کے نو ہزار دلاوروں سے بہمن کیطرف متوجہ ہوئے اور پانی کے کنارے آن کر معلوم کیا کہ لشکر کفار نے اس پار قرار لیا ابو عبیدہ نے بخیال اس کے کہ فرات کا پانی ان پر بند کروں فرات سے عبور کر کے مکان تنگ میں ڈیرہ کیا اور ایک شب لڑائی سے آگے ابو عبیدہ رضؓ نے کہا تھا کہ اگر کفار مجھ کو شہید کریں تو فلانے کو امیر کرنا وہ بھی شہید ہو تو فلانے کو ایسے ہی کئی شخصوں کا نام لیا اس عرصے میں دلاوران عجم فیلان جنگی پر سوار ہو کر متوجہ لشکر اسلام کے ہوئے اور تیروں کے زخم سے بہت مسلمانوں کو مقتول و مجروح کیا عرب کے گھوڑوں نے کبھی ہاتھی نہیں دیکھے تھے ایسی عجیب شکلوں کو دیکھ کر بھاگے اور مسلمانوں پر کام تنگ ہوا ابو عبیدہ رضؓ کو بعض عقلا نے صلاح دی کہ ہاتھی سونڈ کے قطع ہونے سے ہلاک ہو جاتا ہے فوج اصحاب رضؓ نے پیادہ ہو کر تلواریں کھینچ کر فیلوں پر حملہ کیا اور ابو عبیدہ رضؓ نے فیل سپید کا قصد کیا اور اپنی شمشیر آبدار سے اس کی سونڈ قطع کر کے لشکر کیطرف روانہ ہوئے ہاتھی نے کمال غضب سے دوڑ کر ابو عبیدہ رضؓ کو پکڑا اور اپنے ہاتھ پاؤں کے تلے مانند مور ضعیف کے مل کر شہید کیا اور اہل اسلام کا نشان بموجب حکم ابو عبیدہ رضؓ کے سات جوانوں نے لیا ساتوں شہید ہوئے اور اسی حال میں عبداللہ مرتد نے مسلمانوں میں سے جا کر وہ پل جو ابو عبیدہ رضؓ نے واسطے [یکے بعد دیگرے ۱۲] عبور کے باندھا تھا اپنی جہالت سے توڑ ڈالا تا کہ کسی کے تئیں

بھاگ گئے کا ٹھکانا نہ رہے اور بضرورت مقاتلے میں کوشش کریں مسلمانوں پر ہجوم کفار کا ہوا اور مجال مقابلے کی نہ رہی وہاں سے ہزیمت کھا کر جو پل پر پہونچے خوف سے اپنے تئیں فرات میں ڈالا بعضے ڈوب گئے اور بعضے بحال تباہ پار ہوئے آخر الامر اہل اسلام کا نشان مثنیٰ رض نے لیا اور حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے باقی فوج کو بتدریج مہلکے سے باہر کیا اور کافروں کے قلوب معیوب پر ایسی نامردی آئی کہ باوجود ضعف اہل اسلام کے بھاگے مسلمانوں نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور پانی کے کنارے آکر بہر نوع ایک پل تیار کر کے عبور کیا اور دشمنوں کے تعاقب کے خوف سے پل توڑ کر موضع لیس کا ارادہ کیا حضرت عمر رض یہ خبر سنکر نہایت ملول ہوئے اور ان کو دلاسا اور تسلی کی اور مثنیٰ رض موضع لیس میں توقف کر کے مجروحوں کے معالجے میں مصروف ہوئے چار ہزار مسلمان مقتول و غریق ہوئے دو ہزار مدینے کو پھر گئے تین ہزار مثنیٰ رض کے ساتھ رہے امیر المومنین عمر رض نے جریر بن عبداللہ بجلی رض کے تئیں سات ہزار جوانوں کے ساتھ مرتب کر کے مثنیٰ رض کی مدد کو بھیجا اور لکھا کہ جریر بن عبداللہ بجلی کو کمال تجمل اور تعظیم کر کے امیر بنانا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اس درجے پر تعظیم کرتے تھے کہ اپنی ردائے مبارک اس کے واسطے بچھاتے تھے مثنیٰ رض نے بموجب حکم کے عمل کیا سپاہ عجم نے یہ خبر سن کر لشکر عظیم تیار کر کے مہران بن ماذان ہمدانی کو اس کا امیر بنا کر روانہ کیا مثنیٰ رض نے یہ خبر امیر المومنین کو دی حضرت عمر رض نے برسبیل عجلت لشکر عراق کو ان کی مدد کے واسطے بھیجا مثنیٰ رض نے بھی اپنے علاقے سے لشکر جمع کیا سب قریب بیس ہزار کے ہوا اور لشکر کفر اور اسلام کا مقابلہ ہوا جب صفیں مقابل ہوئیں تو مہران اپنے گھوڑے پر پاکھر ڈال کر زرہ پہن کر میدان میں نہایت غرور سے جولانی کرنے لگا ناگاہ لشکر اسلام سے ایک غلام بنی رض نے اس کی طرف تیر صائب چلایا وہ تیر تقدیر الٰہی سے اس بے بصیرت کی بصر پر ایسا لگا کہ جانب مقابل سے پار ہو گیا مہران حیران سر کے بل گرا سپاہ عجم نے بے سر ہو کر اپنی راہ لی مسلمان مانند شیر غراں کے ان کے پیچھے ہوئے اور قریب ایک لاکھ کے قوم کفار سے جہنم رسید ہوئے غنیمت اور بندی اس قدر اہل اسلام کو میسر ہوئی کہ کسی لشکر سابق میں میسر نہ ہوئی تھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ بعد اس کے تقدیر الٰہی سے اہل اسلام نے یہ خبر پائی کہ اس ضلع میں ایک بازار ہے کہ کفار اشرار ہر سال بمجمع کثیر و جم غفیر جمع ہوتے ہیں فوج اسلام ناگاہ اس جماعت نابکار پر پہونچی بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو قید کیا باقی بھاگ گئے اور اسقدر مال و متاع اور زر و جواہر ہاتھ لگا کہ تمام لشکر اس کے لے جانے سے عاجز ہوا مثنیٰ رض نے حکم کیا کہ سوائے زر سرخ اور نقرہ و جواہر کے اور متاع نفیس کے اور کچھ نہ اٹھاویں ایک ہزار اونٹ بھر کر سالماً و غانماً مظفر و منصور فتح بر یمین و نصرت بر یسار بکمال یسر و آسانی سے مراجعت کی الحمد اللہ نقل ہے کہ اہل عجم بازار کے لٹنے کی خبر سن کر نہایت ملول ہوئے اور توران دخت کو تخت سلطنت سے اٹھا کر یزدجرد کو بٹھایا مثنیٰ رض نے یہ خبر بوسیلہ عرضی کے پایۂ سریر خلافت میں معروض کی امیر المومنین عمر رض نے سب عاملوں کو نامے لکھے کہ اپنے اپنے علاقہ سے سواران مسلح تیار کر کے مدینے کو روانہ کرو اور مثنیٰ رض کو لکھا کہ عجم سے اٹھ کر اپنے علاقہ میں آکر لشکر کو محافظت سے آرام دو اور دشمن سے خبردار رہو اور جب تک یہاں سے حکم نہ ہو اہل عجم سے معترض مت ہو جب لشکر قبائل عرب کے مدینے میں جمع ہوئے حضرت عمر رض نے اشراف مہاجر

اور اکابر انصار اور اعیان اہل بیت کو جمع کر کے اپنی ذات سے ملک عجم میں جانے کی مشورت کی بعد اختلاف اقوال حضرت مرتضیٰ علیؓ کی مشورت سے اپنا عزم موقوف رکھا اور سعد بن ابی وقاصؓ کو اس لشکر آراستہ کے ساتھ واسطے محاربہ عجم کے روانہ کیا مثنیؓ اور حضرت جریرؓ کو لکھا کہ تم دونوں سعد کے امر میں رہو حضرت سعد بسعادت و برکت ساٹھ ہزار مرد لیکر روانہ ہوئے اور موسم سرما کی شدت سے ایام بہار تک حدود سواد میں انتظار کیا جب آفتاب برج شرف میں پہنچا تو بشرف وسعادت قادسیہ میں داخل ہوئے اور اتنے عرصہ میں مثنیؓ جوار رحمت الٰہی میں واصل ہوئے رحمۃ اللہ علیہ والکل یرجع الیہ امیر المومنین عمرؓ نے پے در پے مغیرہؓ ابن شعبہ کو اور عمر بن معدی کیربؓ کو اور عاصم بن عمر تمیمی کو روانہ کیا اور ایسے ہی ہر قبیلے کو جو مدینے میں پہنچتے تھے فوراً روانہ کرتے تھے جب یزدجرد کو مسلمانوں کی فوج پے در پے آنے کی خبر پہنچی رستم ابن فرخ زاد کو ساٹھ ہزار سوار سے روانہ کیا سعدؓ نے امیر المومنین عمرؓ کو نامہ لکھا اور کثرت اور شوکت اعدا سے خبر کی حضرت عمرؓ نے سعد کو جواب لکھا کہ دغدغہ اپنے خاطر میں مت لاؤ اور فتح اور نصرت من جانب اللہ سمجھ کر کثرت اعدا سے ہراساں مت ہو اور لڑائی میں جلدی مت کرو اول ایک جماعت عقلا کو یزدجرد کے پاس بھیجو اور راہ حق کی دعوت کرو سعد نے نعمانؓ بن مقرن اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ عقلا فصحا کو یزدجرد کے پاس بھیجا جب یہ لوگ یزدجرد کی مجلس میں آئے تو ترجمان نے حسب الحکم یزدجرد کے کہا اس ملک میں آنے کا کیا سبب ہے اس سبب سے کہ ہم تم سے تغافل کرتے ہیں تم دلیر ہوتے ہو مغیرہؓ بن شعبہ نے جواب دیا کہ ہم اول از راہ جہالت کے اور نہایت ضلالت کے بتان بیجان کو اپنے ہاتھوں سے تراش کر معبود بناتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے پیغمبرؐ دین پرور کو ہم پر بھیجا کہ ہمارے تئیں بت پرستی سے چھڑا کر خدا پرستی سکھائی اور افعال شنیعہ سے نہی فرمائی اور معجزات واضح سے اسکی نبوت ہم پر روشن کی اور بعد تکمیل دین کے اس دار فانی سے کوچ کیا اور ہم کو یہ حکم فرمایا کہ جو لوگ ایمان قبول کریں دنیا میں مخلصی اور عقبیٰ میں سعادت ابدی پاویں گے اور جو کوئی حکم کی اجابت نہ کرے تیغ بے دریغ سے قتل کرو یا جزیہ بذلت خواری ان پر رکھو اب ہم آئے ہیں کہ تجھ کو بھی راہ حق پر لاویں اور ضلالت سے باز رکھیں ترجمان نے حسب الحکم کہا کہ اے گروہ عرب تمہارے برابر کوئی دنیا میں شقی اور حقیر اور ذلیل نہیں ہمیشہ مشقت اور مصیبت تمہارے شامل حال تھی اور تمہارا مقدر نہ تھا کہ ہمارے ملک میں بے اجازت قدم رکھتے اب تمکو چاہیئے کہ ہمارا ملک تو شاید بھوک اور رنج تم کو اس ملک میں لایا ہے اب کی سال تم چلے جاؤ کہ تمہارے فساد سے یہ ملک خراب ہو گیا پھر آئیو ہم تم کو گیہوں اور خرما دیں گے اور تمہارے اشرافوں میں سے تم پر امیر کریں گے نعمان بن مغیرہ نے کہا کہ تو اس مزخرفات واہیات سے ہمارے دامن عصمت پر عیب لگاوے یہ گمان خطا ہے جو مشقتیں اور مصیبتیں ہماری تو نے بیان کیں ہم اس سے بھی بدتر تھے بلکہ افضل ہم میں وہ تھا جو چچا کے بیٹے کو قتل کر کے اس کا مال کھاتا تھا اور مردار اور خون کو مباح جانتا تھا جب حق تعالیٰ نے اپنے احسان سے ہم پر پیغمبر بھیجا اور توفیق اسلام دی وہ باتیں جاہلیت کی دفع ہوئیں اور پیغمبر نے ہم کو یوں خبر دی ہے کہ جو کوئی تم میں سے راہ حق میں شہید ہو گا اس کو بہشت ملیگی اور جو زندہ رہیگا وہ مخالفوں پر غالب رہے گا اور بہت ملک ہمارے ہاتھوں فتح ہونگے اور تیرا ملک اور خزانہ اور

ولایت اسی میں ہے اب تجکو دعوت کرتے ہیں کہ ایمان لا اور اپنے طریقہ ناپسندیدہ کی قباحت چشم عبرت سے دیکھ دولت ابدی تجھے نصیب ہو گی اور تیرے ملک میں بغیر تیری اجازت کے کوئی قدم نہ رکھے گا والا خراج قبول کر اور جزیہ بذلت وخواری دے نہیں تو تیرے ساتھ کلام شمشیر تیز ہے حق تعالیٰ ہمارے اور تمہارے بیچ میں حاکم ہے یزدجرد نے جو یہ کلام سنا نہایت غصے میں آیا اور آتش غضب اس کے سر بے مغز پر دوڑی اور بولا کہ تمہارے تئیں یہ مقدور ہوا کہ شیران عجم پر اسطرح کے خیال فاسد دل میں رکھتے ہو اگر رسولوں کا قتل کرانا بے مناسب نہ ہوتا تو میں زخم تیغ سیاست سے تمہارا سر کاٹتا اور کہا کہ ایک جوال خاک سے بھر کر ان کے سردار کے سر پر رکھ کر یہاں سے باہر کر دو ابھی میں رستم کو سپہ سالار کر کے تمہارے مقابلے کو بھیجتا ہوں عاصم بن عمرو تمیمیؓ اس جوال خاک کو اپنے کاندھے پر رکھ کر بارگاہ یزدجرد سے باہر لیگئے وہاں سے سعد کے پاس آئے اور وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ واللہ انھوں نے اقلیم مملکت کی کیلیاں اپنے ہاتھ سے ہم کو دیں **منقول** ہے کہ یزدجرد رستم کو واسطے جنگ عرب کے تاکید کرتا اور وہ سستی کرتا تھا اس واسطے کہ اسکو علم نجوم میں مہارت تھی اور اوضاع فلکی سے اس پر روشن ہوا تھا کہ امسال دولت سعادت عرب کی اور نکبت اور فلاکت عجم کی ہوگی اور نہیں جانتا تھا اس تدبیر حقیر سے خداوند قدیر کی تقدیر رد نہ ہوگی۔ رباعی تقویم پر نجوم کے ایدل نہ کر عمل ؞ جز حق کے کام آوے نہ کچھ جدی نہ حمل ؞ ہے وہ سعید دیوے سعادت جسے خدا تاثیر کچھ نہ کر سکے مریخ نہ زحل۔ رستم آہستہ آہستہ بکمال شوکت وعظمت لشکر اسلام کیطرف متوجہ ہوا جالینوس کو مقدمہ پر چالیس ہزار سوار سے اور ہرمزان کو میمنہ پر اور بہرام کو میسرہ پر متعین کیا اور خود ساٹھ ہزار دلاوران نامدار سے قلب میں قائم ہوا کہتے ہیں کہ رستم نے راہ میں سعدؓ کے لشکر کے ایک عرب کو اسیر کیا اور پوچھا تمہارا مطلب ہمارے ملک میں آنے سے کیا ہے وہ بولا کہ ہم اسواسطے آئے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی زبانی ہم کو وعدہ دیا ہے کہ اگر تم اسلام نہ لاؤ گے تو تمہارے ملک کی حکومت اور عورتوں کی بندی اور خزانے کی تقسیم ہمکو ہوگی رستم نے کہا اگر اس آرزو سے آگے تم مقتول ہو جاؤ گے تو کیا کرو گے عربی نے کہا کہ جو آدمی ہم میں سے تمہاری تیغ ظلم سے مقتول ہوگا وہ بیشک جنت جاوداں میں خداوند رحیم کے لقا سے موصول ہوگا اور جو ہم میں سے باقی رہیں گے حق تعالیٰ انکے حق میں اس وعدے کو وفا کریگا رستم نے نہایت غضب سے اس کو قتل کیا اور آگے روانہ ہوا اور باہستگی چلنے لگا چنانچہ مداین سے قادسیہ تک چار مہینے میں پہونچا اور مقصود اس کا یہ تھا کہ شاید عرب صلح کر کے اس سال میں چلے جاویں جو عجم کے طالع کی نحوست بدل جاوے اور ہمیشہ ایلچی بھیجتا تھا وہی جواب پاتا تھا کہ جو یزدجرد سے کہا تھا یعنی اسلام یا جزیہ یا جنگ طلب کرتے تھے آخر الامر نہایت غصے سے کہا کہ مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ میں اتنی عمر پاؤں گا جو تم سے یہ خبر بذلت سنوں گا قسم ہے ماہ اور ستاروں کی کہ کل نیر اعظم طلوع کریگا تو میں اتنے شیران عجم کو بھیجوں گا کہ سرکشان عرب کا سر مانند گیند کے خاک پر ڈالیں گے اور حکم دیا تا کہ تمام لشکر راتوں رات نہر عتیق پر پل تیار کرے فجر کو جب پل سے عبور کیا ایک پشتہ بلند پر خیمہ مارا اور واسطے لشکر کے مکان مقرر کیا اور یزدجرد نے حکم دیا تھا کہ طاق کسریٰ سے

لشکر رستم تک بقدر مسافت آواز پہنچنے کے ایک ایک آدمی مقرر ہوا تاکہ رستم کے لشکر کا احوال ہر آن پہونچتا رہے اور حضرت سعد نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور بحسب تقدیر اسی ایام میں سعدؓ کے بدن پر کثرت دمل کی اور غلبہ مرض عرق النسا کا اسقدر تھا کہ بیٹھنا گھوڑے پر دشوار تھا اور اس اطراف میں ایک کوشک بلند تھا اس کی سطح پر تکیہ و مسند بچھا کر بیٹھے کہ تمام احوال لشکر کا نظر آتا تھا وہاں اعیان لشکر کو بلا کر عذر اپنی غیر حاضری کا بیان کیا اور جو پھوڑے اور زخم دکھلانا ممکن تھا دکھلائے سب پر ظاہر ہوا کہ تخلف ان کا معرکۂ حرب سے واسطے ضرورت کے ہے اور خالدؓ بن عروہ کو نائب کر کے قلب لشکر میں قائم کیا نقل ہے کہ ابو محجن ثقفیؓ ایک روز صبح کے وقت مخمور بیٹھے تھے اور صبوحی پی کر اشعار پڑھتے تھے اتفاقاً حضرت سعدؓ نے دیکھا اسکو اسی کوشک میں قید کیا بعد اسکے خالد بن ولیدؓ کو اس کا قائم مقام کر کے روانہ کیا اور اعیان لشکر کو بلا کر واسطے جہاد کے رغبت دلائی اور مذمت بھاگنے کی کی اور ملامت دنیا اور شرافت عقبیٰ بیان کی اور وہ آیتیں اور حدیثیں کہ جس میں حق تعالیٰ نے وعدہ فتح کا اور عنایت کرنا ملک عجم کا اور فتح پانا فارس اور شام کا کیا تھا سنائیں اور کہا کہ تم یقین جانو کہ جو کوئی شجاعت کرے گا اور اعلائے کلمۃ اللہ اس کو منظور ہوگا اگر شہید ہوا تو بہشت جاوداں اور رضائے رحمٰن پاویگا اور خوب جان لو کہ جو کچھ پیشانی میں لکھا ظہور میں آوے گا اگر آج جوانمردی اور پامردی کرو گے تو حق تعالیٰ مال نفیس اور نفس خسیس ان کے تمہارے تصرف میں لاویگا اور جبن و نامردی کرو گے تو دولت دنیوی اور سعادت اخروی ہارو گے اور جو لوگ کہ شعر کے فن میں مہارت رکھتے تھے ان سے فرمایا کہ جو اشعار غازیوں کی کندی طبیعت کو تیز کریں اور میدان میں مستعد بخون ریز کریں سناؤ شاعر اس مضامین کے شعروں سے تہور دلانے لگے اور آیات و احادیث فضائل جہاد کے سنانے لگے نظم جسکے بیروں پر پڑے گرد صف جنگ جہاد ؛؛ وہ جہنم سے بچا نار سے ہے وہ آزاد ؛؛ اے برادر تو حدیث نبوی کو سن لے ؛؛ باغ فردوس ہے تلواروں کے سلیئے کے تلے ؛؛ جو رہ حق میں ہوئے ٹکڑے نہیں مرتے ہیں ؛؛ بلکہ جیتے ہیں وہ جنت میں خوشی کرتے ہیں ؛؛ فتنۂ قبر و غم صور قیام محشر ؛؛ ایسے صدموں سے شہیدوں کو نہیں ہے کچھ ڈر ؛؛ ایجوانان اسد حملۂ و رستم قوت ؛؛ کام کس دن کو پھر آویگی تمہاری جرات ؛؛ انکا سر کاٹ لیا یا کہ کٹا اپنا سر ؛؛ دونوں صورت میں جو سمجھو تو تم ہی ہو بہتر ؛؛ یعنی گر مار لیا انکو تو پھر بن آئی ؛؛ اور گئے مارے تو پھر خاصی شہادت پائی - اور فرمایا جاؤ اپنے مقام پر قرار پکڑو اور بعد نماز فجر کے کہ وقت ہے نزول رحمت کا اور منتشر ہونے نسیم فرحت کا جب تکبیر اول کہوں تو تم مستعد ہو جائیو اور تکبیر دوم میں جوشن و سلاح اور آلات جنگ درست کیجیو اور تیسری تکبیر پر دلاوران کو رغبت اور محبت لڑائی کی دلوائیو اور چوتھی تکبیر کا احوال سنتے ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے متوجہ طرف دشمن کے ہوجیو -

## بیان شروع ہونے جنگ عجم کا

سواران عجم نے اپنے لشکر کی بہار آراستہ کی بدذہنوں نے گھوڑوں پر طلا اور نقرے کی زینیں رکھیں اور پاکھر بن زربفتی ڈالیں اور لباس باتزئین اور اقمشۂ رنگین اور خود و زرہ اور حلیۂ ارغوانی اور پٹکہ

مرصع اور تیغیں یمانی حمائل کیں اور تیر اندازوں نے تیر زہر دار اور پیادہائے جرار تیز رفتار ہاتھیوں کے گرداگرد مستعد کئے غالبؓ بن عبد اللہ اور عاصم بن عمرو لشکر اسلام سے سبقت کر کے میدان جنگ میں آئے ہرمزان کہ حاکم دیار عجم اور صاحب طبل و علم تھا غالبؓ کے مقابل ہوا اور آپس میں نوک جھوک نیزہ بازی کی ہوئی غالبؓ نے ایک نیزہ اس کی کمر پر مارا اور اس کا پیوند توڑا دوسرا اسوار عجم عاصمؓ سے مقابل ہوا وہ شیر غراں کی ہیبت سے بے جنگ بھاگ کر لشکر میں واصل ہوا مہران حاکم آذربائجان کا کہ جس کے لباس اور سلاح کی قیمت سے محاسب وہم عاجز تھا بادپا پر سوار ہو کر کمال غرور اور راستکبار سے میدان میں آیا منذر بن حسان کو اس کے غرور سے غیرت دین کی غضب میں لائی قلب لشکر سے مانند برق کے نکلے اور نیزہ زہر دار کہ بھال اسکی مانند زبان مار تھی ہاتھ میں لیکر ایک حملے سے اس کے پہلو میں مارا اور بدن کو لیکر گھوڑے کے تن سے گذرا فرد اسپ کی وہ پشت سے آیا بخاک ۔۔ چہرہ خون آلودہ زرہ چاک چاک ۔ منذر نے فی الفور گھوڑے سے اتر کر خنجر تشنہ کو اس کے حلق سے سیراب کیا اور بدن ناپاک کو بے مغز کے بار سے ہلکا کیا کہتے ہیں کہ اس کے پٹکے کی قیمت پچاس ہزار درم اور باقی سامان کی دس ہزار تھی کفار عجم نے جو اپنے سردار کو خاک و خون میں دیکھا ایکبارگی لشکر اسلام پر حملہ کر کے متفرق کیا حضرت سعدؓ نے طلحہ بن خویلد اسدی کو مع فوج مدد کو بھیجا اور ان کے تفرقے کو جمع کیا ایک عجمی سردار طلحہؓ کا مقابل ہوا طائر روح اس کا ایک نیزے سے دواسپہ جہنم واصل ہوا غازیوں نے طلحہؓ کے حکم سے اصحاب الفیل پر تیر مارے ہاتھی بھاگے سوار پیادے ہوئے اسی اسار ای سعد قیسؓ کندی نے دیکھا کہ دلاور بنی اسد نے مانند شیر کے فیل سواران عجم کا کارزار کیا آتش دلاوری کے جوش سے اپنے جوانوں کو مستعد بہ پیکار کیا انھوں نے بھی اپنے مقابل والوں سے مقابلہ کیا جمعیت اہل عجم کی متفرق ہوئی جالینوس نے یہ حال دیکھکر مع لشکر و فیلوں کے حملہ کیا مسلمان چوتھی تکبیر کے منتظر تھے کہ حضرت سعدؓ نے زبان لطافت بیان کو کلمۂ اللہ اکبر سے حرکت دی اہل اسلام نے کلمۂ لاحول ولا قوۃ کی قوت سے حملہ کیا روئے زمین خون سے غرق ہوئی اور اس کے عکس سے فلک میں شفق ہوا عجم کے فیل سوار جسطرف توجہ اختیار کرتے تھے تو اہل اسلام کے گھوڑے فرار کرتے تھے عاصمؓ کے حکم سے دلاوروں نے تیر چلائے اور ہاتھیوں کے رسے کاٹ کر ہودے گرائے سوار زمین پر گرے کچھ بحال تباہ بھاگے کچھ مرے دوسرے دن جب آفتاب نے اپنا نیزہ مارا ہر ایک پہلوان مسلح ہو کر میدان میں آیا قعقاع بن عمرو کو ابو عبیدہ بن الجراح نے ملک شام سے بحکم امیر المومنین عمرؓ سعدؓ کی مدد کو بھیجا تھا ڈیڑھ ہزار فوج سے نمودار ہوئے اور یاروں سے کہا کہ تم اپنی فوج کے کئی غول بناؤ اور ایسا آگے پیچھے چلو کہ جو اگلا غول سعدؓ کے لشکر میں پہنچے تو پچھلا نمودار ہو قعقاعؓ مسلح اور مکمل بہ کمال شوکت و ہیبت لشکر اسلام میں ملے اور جوانوں کو قتال کفار پر حریص کر کے لشکر عجم سے مبارز طلب کیا اور میدان جان ستان میں بہ کمال اطمینان گھوڑے کو جولان دیا ادھر سے ذوالحاجت سپہ سالار عجم میدان میں آیا ہر ایک نے اپنا کرتب اور شجاعت جان بازو نکو دکھلایا آن کی آن میں ذوالحاجت کی روح کو بے مانع و حاجب جہنم کے گوشے میں بٹھایا لشکر عجم سے دوسرا اوار تہور شعار دوچار ہوئے حضرت حارثؓ قعقاعؓ کے مددگار

ہوئے ان کی دست برد سے دونوں کافر فی النار ہوئے اور لشکر کسریٰ نے ان دو سرداروں کے قتل سے کسر عظیم پائی اور اہل اسلام کے دل میں عجم کے ہاتھی بھگانے کی تدبیر معقول ہاتھ آئی پرانی جوتیاں اور کہنہ کمل اور ٹاٹ اپنے اونٹوں پر ڈالے اور ہڈیاں باندھیں کہ فیل کے جسم سے اونٹ کا طول وعرض زیادہ نظر آیا اور جوانان تیرانداز و نیزہ باز کو ان پر سوار کیا اور سواران جان باز کو گردان شتران فیل نما کے حصار کیا جس طرف یہ لوگ اس شکل عزیب سے حملہ کرتے تھے جو کام کہ پہلے عجم کے ہاتھیوں نے عرب کے گھوڑوں سے کیا وہ شتران عرب نے اہل فارس کے ہاتھیوں کو دکھایا قعقاع رضؓ نے تیس حملوں میں تیس کافر مارے مسلمانوں نے تیر جانفشان ان کے سینوں سے گزارے دوپہر تک یہی حال رہا تیغ یمانی نے شرر افشانی کی اور گرز گوپال سے دشمنوں کے سروں نے تن پر گرانی کی نقل ہے کہ ابو محجن ثقفی رضؓ جو حضرت سعدؓ نے ان کو بعلت شراب خمر کے کوشک میں قید کیا یہ تماشا جنگ کا دیکھتے تھے اور محرومی ثواب جہاد سے افسوس کرتے تھے آخرالامر محافظانِ قید سے یہ عہد کیا کہ اگر میں لڑائی سے زندہ آیا تو پھر بدستور قید میں رہوں گا اور حضرت سعدؓ کی بی بی سے زرہ اور ہتھیار اور گھوڑا انکا خفیہ مانگا اور چپ چاپ کوشک سے نکل کر میدان میں آیا اور ایسی کارزار کی کہ دوست اور دشمن نے اس کی تحسین و آفرین میں زبان کھولی حضرت سعدؓ کی نظر کوشک کی سطح سے ایک جوان ابلق سوار پر پڑی اور اس کی تیز دستی و چالاکی دیکھی تو فرمایا کہ گھوڑا اس جوان کا میرے ابلق کے مانند دکھائی دیتا ہے اور سوار کی وضع مانند ابو محجن کی سواری کے ہے ابو محجن تو میرے پاس مقید ہے اور ابلق طویلے میں ہے کوئی کہتا تھا کہ یہ خضرؑ ہے کسی کو یہ گمان تھا کہ فرشتہ آسمانی ہے ہماری مدد کو آیا ہے جب آدھی رات ہوئی اور ابواب جنگ مسدود ہوئے ابو محجن رضؓ بموجب اپنے عہد کے کوشک میں آیا اور اپنا پاؤں قید میں ڈالکر صبح تک آرام فرمایا صبح کے وقت حضرت سعدؓ کو ابو محجن رضؓ کے حال سے خبر ہوئی بنفس نفیس خود اس کے پاس گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو خیر دے اور کوئی چشم بد تیرے دست و بازو کو نہ پہنچے کل پھر دشمنوں کے معرکے میں داد جوانمردی کی دے اور فتح کے دروازے دوستوں کے منہ پر کھول اور بہت عذر کیا اور قید سے مخلصی دیکر وہ گھوڑا اور ہتھیار اس کو انعام دیا ابو محجن رضؓ نے میخواری سے توبہ کی رات کو قعقاع بن عمروؓ نے اپنی فوج کو لشکر سے جدا کیا اور دس ٹولیاں بنائیں اور فرمایا کہ کل تم بدستور سابق آگے پیچھے لشکر سے ملیو اگر اس عرصے میں ہاشم تمہاری مدد کو پہنچیں تو فہو المراد والا تمہاری اس وضع کے پہنچنے سے غازیوں کو ہمت قوی ہو جاویگی قعقاع کی تجویز سے سوائے اس کے رفیقوں کے اور کوئی خبردار نہ تھا جسوقت کہ دونوں طرف سے صفیں بمقابل ہوئیں تو فوج اول قعقاع کی میدان کے کنارے سے نمودار ہوئی مسلمانوں کو گمان ہوا کہ ہاشم ہماری مدد کو پہنچے قوت اور شوکت ان کی زیادہ ہوئی اور گمان مضبوطی سے میدان میں جولانی کرنے لگے ابھی پچھلی فوج داخل نہیں ہوئی تھی کہ ہاشم رضؓ بھی مدد کو آپہنچے اور قعقاع کی تدبیر کو پسند کر کے انھوں نے بھی اپنی فوج کی ٹولیاں بنائیں ہاشم رضؓ نے لشکر کے قریب پہنچتے ہی تکبیر کہی اہل اسلام نے بڑے سرور سے غلغلہ تکبیر کا فلک تک پہنچایا لشکر نے میمنہ عجم پر حملہ کر کے ان کی صفوں کو متفرق کیا اور موضع عتیق تک کافروں کا پیچھا کیا وہاں سے پھر لشکر اسلام میں توقف کیا مشرکوں

نے شب گذشتہ میں صبح تک ہاتھیوں کے پالان وسامان درست کر کے فیل سفید کو قعقاع رضؓ کے مقابل اور فیل اجرب کو جمال بن مالک رضؓ کے مقابل مع فوج کیا حضرت سعدؓ نے اعدا اور احبا کے لشکروں کو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ وہ دونوں فوجیں فیل سفید اور اجرب کی لشکر کو برہم کرتی ہیں اہتمام اور کوشش کر کے ان دونوں فیلوں کے شر کو دفع کرو۔ قعقاعؓ ایک تیر دوشاخہ درست کر کے متوجہ فیل ابیض کے ہوئے اور جمال بن مالک نے اسی طرح سے فیل اجرب کا قصد کیا حق تعالیٰ نے دونوں کے تیروں کو دونوں ہاتھیوں کے ہدف چشم پر برابر پہنچایا فیل ابیض کی آنکھوں سے سیاہ پانی نکلا اور سر ہلا کر اپنے سواروں کو زمین پر پٹکا قعقاعؓ نے فیل ابیض کی سونڈ کو قطع کیا اور جمال رضؓ نے اجرب سے بھی دست برد کی فیل ابیض کافروں کی صفیں چیرتا ہوا بھاگا اور باقی فیلوں نے اس کی متابعت کی ایسے بھاگے کہ مدائن تک دم نہ لیا مسلمان فیلوں کے شر سے محفوظ رہے اور عشا تک جہاد میں رہے اور بعد نماز عشا کے پھر دونوں طرف سے شمع اور مشعلیں روشن ہوئیں اور جنگ میں مصروف ہوئے حق تعالیٰ نے اپنے لطف قدیم سے اہل اسلام کے دلوں میں صبر القا کیا وہ رات ایسی کٹی کہ کوئی ایسی رات نہ کٹی ہوگی اور عرب اور عجم کو ایسا امر در پیش آیا کہ مانند اس کے کبھی نہ آیا ہوگا سعدؓ محراب میں تضرع درازی مشغول ہوئے صبح صادق ہوتے آثار قبولیت کے ظاہر ہوئے اور یہ ندا کی کہ اے اہل اسلام چند روز سے رنج اٹھاتے ہو ایک ساعت اور بھی صبر کرو اَلنَّصرُ مَعَ الصَّبرِ لازم اور ملزوم ہیں حضرت سعد کا کلام سنتے ہی ان سعادتمندوں کو جوش وخروش آیا اور ایکبارگی کفار پر حملہ کیا رستم کا آفتاب سعادت واقبال سے میل کر کے زوال میں پہنچا اتفاقاً اس روز رستم اپنا تخت نہر عتیق کے کنارے رکھ کر سائبان کے تلے بیٹھا تھا باد دبور اس وقت ایسی چلی کہ اسی میدان سے خاک مذلت ان کے سروں پر ڈالی اہل اسلام کے نیزے اور شمشیر کی ضرب سے کفار عجم کا مرغ روح دار البوار کو اڑ گیا اور رستم کے خیمے کی طنابیں زمین سے اکھڑ گئیں وہ دھوپ میں رہ گیا اور آفتاب کی حرارت سے خزانے کے اونٹ کے بوجھے تلے پناہ لے گیا قعقاعؓ کئی پہلوانوں کو ہمراہ لیگئے اور اپنے تئیں اس بدبخت کے تخت تک پہنچایا اور بلال رضؓ صاحب اقبال نے اونٹ کے بوجھے کی رسی کو جس کے تلے رستم بیٹھا تھا کاٹا وہ بوجھا ایکبارگی رستم کی پیٹھ پر گرا اور اُسنے صدمے سے پانی میں اپنے تئیں ڈالا بلال رضؓ کو اس وقت معلوم ہوا کہ یہ رستم ہے پاؤں اسکا پکڑ کر پانی سے کھینچا اور سر کو تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھایا اور اس تاجدار عجم کے سر کو تاجدار سولی کیا سپاہ عجم کو جو قتل ہونا رستم کا محقق ہوا پاؤں قرار کا جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا نا پا بہادران اسلام نے کفار کے لشکر کا پیچھا کیا جالینوس ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا ایک امیر لشکر اسلام سے تین سو سوار لیکر دوڑا اور اس کو قتل کیا اور سب سامان لے لیا حضرت سعد رضؓ رستم کا تن ناپاک دیکھ کر سجدۂ شکر کیا اور رستم کا سلب یعنی سامان بلال رضؓ کو عنایت کیا روایت ہے کہ پٹکا اس کا ستر ہزار دینا اور تاج ایک لاکھ دینار کا تھا اور وہاں سے مال وافر اور خزانہ بے شمار اور تیغ یمانی اور کمانیں دمشقی اور نیزے خطی غنیمت مسلمانوں کی ہوئی اور دولت اہل اسلام کی بڑھی اور شوکت کفار کی گھٹی بعد اس کے سعدؓ نے ایک مکتوب مفصل کیفیت جنگ کا اور مدد پہنچنے کا

اور ظفر پاتے کا اور قتل رستم کا امیر المومنین عمرؓ کے حضور میں لکھ کر شتر سوار تیز رفتار کو روانہ کیا مال غنیمت اتنا جمع ہوا کہ محاسبان سریع الحساب بعضی مال کے حساب سے عاجز تھے کہتے ہیں کہ رستم کے ساتھ اس لشکر میں چھ کروڑ درہم و دینار تھے سعدؓ نے مال کا خمس نکالکر مدینے کو بھیجا اور باقی غازیوں پر قسمت کیا کہتے ہیں کہ ساٹھ ہزار مرد تھے ہر ایک سوار کو بارہ بارہ ہزار درہم یا دینار حصے میں ملے شتر سوار جب مدینے میں پہنچا اور یہ خبر فرحت اثر سردار انجمن اصحابؓ یعنی عمر بن الخطابؓ کے سمع مبارک میں پہنچی شکر خدا کا بجا لائے نہایت خوش ہوئے اہل مدینہ نے تہنیت اور مبارک بادیاں دیں سعدؓ نے پھر ایلچی دوسرا مع خمس و نقود و احوال کے اور مع خزانہ قلعہ قادسیہ کے بھیجا مہاجرینؓ اور انصار محظوظ ہوئے اور سعدؓ کو تحسین و آفرین لکھی اور حضرت عمرؓ نے فرمایا جب تک حضور سے حکم جدید نہ پہونچے تب تک لشکر کو قادسیہ میں آرام دو وَاللّٰہُ خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ یہ ایک معرکہ صدہا معرکوں کا نمونہ ہے اس واسطے احوال شہادت امیر المومنین رضی اللہ عنہ پر اکتفا کرتا ہوں ۔

## بیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا

روایت ہے کہ جب امیر المومنین عمرؓ حج سے تشریف لائے ایک روز مدینے کی بازار میں حضرت زبیرؓ پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام کہ جس سیہ رو کا نام فیروز اور کنیت ابو لولو تھی آیا اور کہا یا امیر المومنین مغیرہ بن شعبہ نے میرے ذمے ہر روز دو درہم ٹھہرائے ہیں اور میں اسکے ادا کرنے سے عاجز ہوں اگر آپ کے فرمانے سے کچھ تخفیف کرے تو بہتر ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا تو کیا پیشہ جانتا ہے کہا نجاری اور حدادی اور نقاشی جانتا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا اتنے پیشوں سے دو درم لینا نہایت انصاف ہے فیروز کے تئیں یہ بات نہایت سنگین معلوم ہوئی اور بغض امیر المومنین عمرؓ کا اپنے سینہ پر کینہ میں بھرا حضرت عمرؓ نے کہا میں نے سنا ہے کہ تو ایسی پن چکی بناتا ہے کہ پون پر چلتی ہے اگر تو بنا دے گا تو اہل مدینہ کو بہت فائدہ ہوگا فیروز نے کہا کہ میں آپ کے واسطے ایسی پن چکی بناؤں گا کہ جب تک آسمان کی چکی گردش میں رہے گی مشرق اور مغرب تک اسکا ذکر باقی رہے گا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس غلام نے میرے تئیں قتل کی تہدید دی القصہ فیروز نے اس بات کو دل میں رکھا اور ایک خنجر دو دھارا کہ جسکا دستہ درمیان میں تھا زہر آب دیکر تیار کیا اور منتظر فرصت کا رہا ایک روز حضرت عمرؓ نماز فجر میں کھڑے ہوئے اور صفوں کو برابر کرنے کا ارشاد کرکے اور تکبیر تحریمہ کہکر نماز میں مشغول ہوئے ابو لولو نے صف اولی سے پاؤں بڑھا کر تین ضرب کہ ایک ان میں سے زیر ناف تھی ماری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غش آگیا اور اصحابوں نے عبد الرحمانؓ بن عوف کو امام کرکے جلد نماز پڑھی اور ان کو گھر پہنچایا اور ابو لولو نے اٹھارہ آدمی زخمی کئے ایک جوان عراقی نے اپنا طاقیہ یعنی بھینٹا اس کی گردن میں ڈالکر زمین پر گرایا ابو لولو نے جب دیکھا کہ بری طرح مارا جاؤنگا اسی خنجر کو اپنے حلق پر رکھ کر کھینچ لیا اور جہنم رسید ہوا حضرت عمرؓ نے اصحاب کبار کو جمع کرکے فرمایا کہ اگر موت شتابی کرے تو ان چھ آدمیوں میں جس پر سب کا اتفاق ہو

خلیفہ کیجیو عثمانؓ و علیؓ و سعدؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم سب نے اتفاق و مشورت سے حضرت عثمان رضہ کو خلیفہ کیا جب روح خلیفہ پاک کی عالم افلاک پر گئی بعد تجہیز و تکفین جنازے کو مسجد میں لائے اور صہیبؓ نے نماز پڑھی حضرت عائشہؓ کی اجازت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں دفن کیا زہے سعادت و زہے قسمت ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ

## ذکر جامع القرآن امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا

اسم مبارک ان کا عثمان اور کنیت ابو عمرؓ ہے اور حضرت عثمان اعیان قریش سے تھے اور تمام قبیلے سے خوش عیش تھے محبوب تھے اور کرم بخشش میں معروف تھے اور بخل سے دور تھے اور سابق المومنین میں تھے صاحب الہجرۃ میں مصلی الی القبلتین تھے صاحب علم و حیا تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعظیم فرماتے تھے اور ان کی خلافت میں بہت سے ملک اور شہر اہل اسلام کے تصرف میں آئے ہمدان آذربائجان افریقہ اسکندریہ کازرون مازندران نیشاپور طوس ہرات بلخ قسطنطنیہ وغیرہ نقل ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ کے عہد میں بسبب کثرت فتحوں کے اسقدر مال وافر ہوا کہ ایک لونڈی اس کی ہموزن زر سے بکتی تھی اور ایک گھوڑے کی قیمت لاکھ درم اور ایک درخت خرمے کی قیمت ہزار درم کو پہنچتی تھی اور ذی النورین اس واسطے کہتے ہیں کہ رقیہ اور کلثوم دو صاحبزادیاں کہ ثمرۂ نور نبوت تھیں ان کے نکاح میں آئی تھیں کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں کسی شخص کے تئیں یہ سعادت یعنی نکاح دو بیٹیاں پیغمبر کی حاصل نہیں ہوئی اور اکثر رات کے وقت مقام ابراہیم میں تمام رات قرآن نوافل میں پڑھتے تھے کبھی ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کرتے تھے صائم الدہر قائم اللیل تھے سخاوت اور نفقہ فی سبیل اللہ اس درجے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت و مغفرت گناہ ہول اولین و آخرین کا مژدہ دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک کا عزم کیا تیس ہزار لشکر ابرار اصحاب کا مستعد ہوا اور لشکر پر خرچ کی تنگی تھی اسی واسطے اس لشکر کو جیش عسرت کہتے ہیں حضرت عثمانؓ نے اس لشکر کی امداد میں چھ سو پچاس اونٹ نصف غلے کے بھرے اور نصف غازیوں کی سواری کے لئے اور کئی ہزار دینار حضور میں گذران دیے حضرت کمال خوشنودی سے ٹہلتے تھے اور کہتے تھے الٰہی عثمانؓ کے اگلے اور پچھلے اور پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخشدے روایت ہے کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو پانی شیریں بہت دور تھا اور شور پانی سے صحابہؓ کو بڑی تکلیف تھی ایک یہودی کا میٹھا کنواں جس کا نام بیر رومہ ہے مدینے میں تھا حضرت نے فرمایا جو کوئی بیر رومہ کو واسطے رضائے خدا کے سبیل کرے تو میں ضامن ہوں کہ کل بہشت عنبر سرشت میں چشمہ آب معین اسکے نصیب ہوگا حضرت عثمانؓ نے اس کنوئیں کو یہودی سے قیمت گراں دیکر خریدا اسی وقت حضور کائنات میں جاکر اس کنوئیں کو سبیل کیا اور عسرت جیش مہاجرین کو تسہیل کیا اور مدینے کی مسجد جب حضرت کے وقت

میں تنگ ہوئی اور اسی طرح ایک شخص کے گھر کی عوض میں مضاعف قیمت دیتے تھے جب اس نے قبول کیا تو حضرت عثمان رض نے اس گھر کو سنگین بنادے کر مسجد نبوی میں داخل کیا اور حضرت عثمان رض کے زمانے میں جب لوگ تنگی مسجد سے بتنگ آئے تو بہت حویلیاں جوار مسجد کی اپنے مال سے خاطر خواہ مالکوں کو قیمت دے کر مسجد میں داخل کیں اور کمال تکلف سے تعمیر مسجد کی نقل ہے کہ حذیفہ بن الیمان رض نے حضرت عثمان رض سے عرض کی کہ ایک جماعت اصحاب کی قرآن میں اختلاف فاش کرتی ہے یہاں تک کہ نوبت تکفیر ایک دوسرے کی پہنچی اس امت کے تئیں قرآن میں اختلاف پڑنے سے اگر آپ نے نہ سنبھالا تو مانند یہود و نصاریٰ کے اختلاف قرآن میں بھی ہو جائے گا حضرت عثمان رض نے اعیان صحابہ سے مشورت کر کے زید بن ثابت رض اور سعد بن العاص رض و عبدالرحمان بن عوف رض کو امر کیا کہ قرآن موافق نعمت قریش کے جمع کرو اختلاف نکال ڈالو اس طرح سے جب مرتب ہوا تو ان کی نقلیں اور مقابلہ کر کے ایک ایک نقل ملک ملک میں بھیج دی تفصیل حوادث اور فتحوں کی مدت خلافت حضرت عثمان رض کی دفتر عظیم چاہتی ہے اسواسطے شہادت کے احوال پر اکتفا کرتا ہوں۔

# بیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا

سعد بن مسیب رض سے پوچھا گیا کہ لوگوں نے حضرت عثمان رض کو کس واسطے قتل کیا اور اصحابوں نے کس واسطے ان کی مدد نہ کی جواب دیا کہ عثمان رض مظلوم قتل ہوئے اور اصحاب مدد کرنے میں معذور تھے اس واسطے کہ جب حضرت عثمان رض سریر خلافت پر بیٹھے چھ سات برس تک بہت خوب گذران کی اور کسی نے ان پر حرف نہ رکھا بعد اس کے اصحابوں کو معزول کیا اور اپنے چچا کے بیٹوں کو اور اقربا کو ملک کی حکومت دینا شروع کی یہ بات لوگوں کو بہت شاق گذری اور عبداللہ ابن سرح کے تئیں والی مصر کیا اس نے ظلم کا طریقہ جاری کیا اسواسطے اہل مصر کی ایک جماعت نے مدینے میں آن کر اسکی شکایت کی حضرت عثمان رض نے ایک خط مشتمل تاکید اور تہدید کا عبداللہ ابن سرح کو لکھا کہ جماعت داد طلب کو راضی کر اور ظلم سے دست بردار ہو ابن سرح نے پروانے پر عمل نہ کیا بلکہ بعضے فریادیوں کو جو مدینے گئے تھے مارا اور قید کیا اس سبب سے سات سَو آدمی مدینے میں آئے اور ظلم ابن سرح کے اعیان اصحاب سے بیان کئے مصریوں کے التماس کرنے سے مرتضیٰ علی رض حضرت عثمان رض کے پاس گئے اور کہا مدعا ان لوگوں کا معزولی عبداللہ بن سرح کی ہے اگر اس کو حکومت مصر سے معزول کرو اور مظلوموں کی داد دو تو فی الجملہ اس فتنے کی تسکین ہوگی حضرت عثمان رض نے کہا تم ایک شخص کو تجویز کرو میں اس کو حکومت مصر پر بھیج کر عبداللہ کو معزول کروں سبھوں نے کہا محمد بن ابی بکر رض از روے نسب و حسب کے لائق اس کام کے ہے اس واسطے فرمان مصر کی حکومت کا محمد ابن ابی بکر رض کے نام لکھ کر ایک جماعت مہاجرین و انصار کی ان کے ساتھ بھیجی اور کہا کہ معاملہ مصریوں کا اور عبداللہ بن سرح کا دریافت کر کے بموجب عدل کے فیصل کریں جب یہ لوگ تین منزل پہنچے دیکھا کہ ایک

غلام سیاہ اونٹ پر سوار سراسیمہ و پریشان ایسا جلد ہانکے جاتا تھا گویا کسی کا طالب ہے یا کسی سے ہار رہے ہے یعنے بھاگا جاتا ہے کبھی کہتا تھا میں مروان کا غلام ہوں اور کبھی بولتا تھا کہ میں عثمانؓ کا غلام ہوں حاکم مصر کے پاس جاتا ہوں جب اس کی تلاشی لی تو ایک خط سر بمہر جسکا مضمون یوں تھا کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کیطرف سے عبداللہ بن سرح کو معلوم ہو کہ محمد بن ابی بکرؓ مع ایک طائفے کے آتے ہیں ان کے قتل کیواسطے کوئی حیلہ نکالیو اور فرمان جو دکھاویں اس کو مت مانیو محمد بن ابی بکرؓ نے خاص و عام کے روبرو نامے کو پڑھا سب سن کر مضطر و بیقرار ہوئے اور سب مدینے کو پھر آئے اور اصحاب صغار و کبار کو نامہ دکھلایا سب لوگ نہایت مغموم و متعجب ہوئے حضرت علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ نامے کو لیکر حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ غلام اور اونٹ تمہارا ہے فرمایا میرا ہے پھر پوچھا کہ یہ خط تم نے لکھا ہے حضرت عثمان نے کہا قسم وحدہٗ لاشریک کی ہے نہ میں نے لکھا نہ حکم لکھنے کا دیا ہے نہ کچھ اس کی خبر رکھتا ہوں حضرت علیؓ نے ان کی قسم کو تصدیق کیا مگر لوگوں نے کہا کہ مروان کا یہ کام ہے اور مروان حضرت عثمانؓ کے گھر میں تھا لوگ مروان کے طالب ہوئے حضرت عثمانؓ نے کہا بمجرد اس گمان کے مروان کو نہیں دیتا تم فوراً اس کو قتل کرو گے شاید یہ خط دوسرے نے دشمنی سے لکھا ہو اور میرے بے اطلاع مہر کر لی ہو اصحابوںؓ نے پھر اس مقدمے میں دخل نہیں دیا اور مروان کے سونپنے کے انکار سے دلوں میں شک پڑ گئے جب اہل فتنہ کو یہ خبر کیفیت معلوم ہوئی انھوں نے اپنی اپنی قوم سے مدد چاہی اور بعضے لوگ مدینے کے بھی مددگار ہوئے حضرت عثمانؓ کے گھر کو گھیر لیا مسجد نبوی واسطے نماز جماعت کے نہیں چھوڑتے تھے اور پانی آنا بند کیا کہ تنگ ہو کر خلافت سے دست بردار ہوں حضرت علیؓ نے یہ حال سن کر امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو گھر میں جانے سے منع کریں اور تین مشکیں میٹھے پانی کی بھیجیں اوباش اہل فتنہ نے تیر مارے اور مشکیں مانند دل عشاق سوراخ سوراخ ہوئیں حضرت امام حسنؓ زخمی ہوئے القصہ اہل بغی نے کسی کا کہا نہ مانا اور ہجوم کر کے پیچھے سے گھر کی دیوار پر چڑھ آئے حضرت عثمان نے جو یہ اژدھام دیکھا قرآن اپنی گود میں رکھا اور قرارت میں مشغول ہوئے ایک نے ان لوگوں میں سے ایک ضرب حضرت عثمان کے سر پر ماری اور قطرے خون کے آیۂ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰہ پر پڑے اور دوسرے ظالموں نے ان کا کام تمام کیا نائلہؓ نے جو ان کی بی بی تھیں اپنے ہاتھ کو انکی جان کا سپر کیا انگلیاں کٹ گئیں اور محمد بن ابی بکرؓ بھی ان قاتلوں کے ساتھ تھے روایت ہے کہ نائلہؓ نے بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے کوشک پر چڑھ کر فریاد کی کہ اے مسلمانوں امیر المومنین عثمانؓ قتل ہوئے حضرت علیؓ مرتضیٰ اور طلحہؓ اور زبیرؓ باہر دوڑے اور حضرت حسنین کو عتاب کیا کہ تم دروازے پر موجود ہو اور عثمانؓ مقتول ہوں حضرت علیؓ نہایت مغموم ہو کر مکان پر آئے اہل بلوی نے حضرت عثمانؓ کا گھر لوٹا اور مال و اسباب لے گئے نائلہ اور حضرت عثمان کی بیٹی مع پیراہنؑ کے اور کٹی ہوئی انگلیوں کے معاویہ بن ابوسفیان کے پاس شام میں گئیں

ع ۔ عثمانؓ خون آلودہ ۱۲

# ذکر امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا

اسم مبارک آپ کا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور کنیت آپکی ابوالحسن ہے القاب آپکے یعسوب المسلمین حیدر کرار اسد اللہ و ابوتراب ہیں لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت ولایت مآب نے جناب رسالت مآب کی رسالت کا اقرار کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا تو میرا بھائی اور رفیق ہے دنیا و آخرت میں اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو فخر ہے تین چیزوں کا اور آپ فخریہ فرماتے تھے کہ کسی کا سسرا ہے مانند میرے اور کسی کی بی بی ہے فاطمہ جیسی اور کسی کے فرزند ہیں حسنین جیسے اور فتح ہونا قلعہ خیبر کا ناصر حقیقی نے آپ ہی پر موقوف رکھا تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر عبادت ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا نام اور علی کا نام دونوں مشتق ہیں خدا کے نام سے اللہ کا نام مشتق ہے محمدؐ اللہ کا نام علی ہے اس سے مشتق ہے علی شجاعت اور سخاوت آپ کی فزوں از تقریر ہے اور محامد اور مناقب بیرون از تحریر ایک حکایت بطور نمونے کے لکھی جاتی ہے اس سے آپ کی احتیاط اور للہیت و شجاعت کو قیاس کر لینا چاہیئے کہتے ہیں کہ کسی جنگ و غزا میں اس شیر میدان وغا کے مقابل ایک یہودی قوی ہیکل القامتہ خود بر سر و تیغ در کف و زرہ در بر ہوا بعد چند طعن و ضرب کے اسد اللہ الغالبؓ نے اس گبر کو مغلوب کیا اور اس کے سینہ پر کینہ پر چڑھ کر ذوالفقار اس کے حلق پر رکھ کر چاہا کہ اسے مار کر دار البوار پہنچاویں اس یہود نابہبود نے حضرت علیؓ کے روئے مبارک پر تھوک دیا محاً اس گستاخی کے حضرت علیؓ اس کے سینے سے اتر پڑے اس نے کہا کہ یا علیؓ آج تک مجھے کسی نے ایسی ذلت نہیں دی اور تم نے مجھے اپنے قابو میں لا کر جو چھوڑ دیا اس کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ میں شیر الٰہی ہوں نہ شیر نفس اور تابع مولیٰ ہوں نہ فرمانبردار نفس و ہوا تیرے تھوکنے سے پہلے فقط تیرے کفر کے سبب میں تجھے مار ڈالتا جب تو نے مجھ پر تھوکا تو میرے نفس نے کہا کہ اس گبر نے بڑی بے ادبی کی جلد اس کو مار ہی ڈال اس واسطے میں نے تجھے چھوڑ دیا اور للہیت میں نفسانیت کو نہ ملایا سبحان اللہ اس سے بڑھ کر آپ کے اوصاف و مناصب و اخلاق و مناقب کتب سیر و خبر میں مذکور ہیں جب حادثہ حضرت عثمانؓ کا واقع ہوا حضرت علیؓ اپنے مکان میں بیٹھے اور لوگوں کی آمد و رفت موقوف کی مصر کے رئیس حضور میں گئے اور بیعت چاہی کہ مخلوق کو خلیفہ سے چارہ نہیں ہے اور تم مقتدا ہو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ کام اوپر اصحاب حل و عقد کے موقوف ہے بعد اس کے جمہور اصحاب جو مدینے میں تھے حضرت مرتضیٰ علی کے دروازے پر آئے اور درخواست بیعت کی حضرت علیؓ نے مسجد نبوی میں آن کر خطبہ پڑھا کہ اے لوگو تم راضی میری خلافت سے ہو سب خاص و عام راضی ہوئے اور بیعت کی لیکن حضرت علیؓ کی خلافت میں بسبب قتل ہونے حضرت عثمانؓ اور بعضی ہونے معاویہ بن ابو صفیان کے بڑا اختلاف ہو گیا اور فتنہ عظیم برپا ہوا طلحہؓ اور زبیرؓ تو مکے کو گئے وہاں جا کر حضرت عائشہؓ کو جو حج کو گئیں تھیں کہ خلیفہ رسول اللہ ناحق قتل ہو گیا۔ اور علیؓ کے لشکر میں قاتل موجود ہیں وہ قصاص نہیں لیتے شام کی طرف سے حضرت معاویہؓ نے لشکر کشی کی اور طالب

قصاص کے ہوئے اسی واسطے حضرت مرتضیٰ علیؓ کی خلافت میں کوئی نیا ملک نہیں فتح ہوا بلکہ تادم حیات آپس میں قتل وقتال رہا یہاں تک کہ خارجیوں نے حضرت علی مرتضیٰ کو بھی شہید کیا اکثر علماء نے لکھا ہے کہ اصحابوں میں جو نزاع وجنگ واقع ہوئی ہیں اسکا ذکر عوام سے کرنا موجب لغزش اعتقاد ہے اسواسطے کہ اول حضرت علیؓ کے اور طلحہؓ اور زبیرؓ و حضرت عائشہؓ کے جنگ عظیم ہوئی کہ زیادہ دس ہزار مرد سے حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے گرد و پیش مارے گئے حضرت مرتضیٰ علیؓ نے بعد فتح کے حضرت عائشہؓ کو بکمال احترام مدینہ کو روانہ کیا بعد اس کے امیر معاویہؓ کو ہر چند سمجھایا اور کہا کہ عثمانؓ کے قصاص کی طالب ان کی بیٹی ہیں یہاں ان کو روانہ کردو وہ اپنے باپ کے قاتلوں کو ثابت کریں گی بلوے کے خون کا بغیر اثبات کے قصاص کس سے لیا جاوے غرض کوئی حجت و دلیل حضرت علیؓ کی قبول نہ کی نوبت بجنگ پہنچی مدت تک لڑائی رہی قریب ایک لاکھ آدمی طرفین سے مارے گئے آخر طرفین کے لوگوں نے ناچار ہو کر پنچایت کی ابوموسیٰ اشعری تو حکم یعنی پنچ ہوئے حضرت علیؓ کی طرف سے اور عمرو بن العاص معاویہؓ بن ابی سفیان کیطرف اسکے فیصلے میں بھی اختلاف واقع ہوا اور کئی ہزار آدمی لشکر سے حضرت علیؓ کے خارج ہوئے اور ان کو بد کہنے لگے ان کو خوارج کہتے ہیں جب حضرت مرتضیٰ علیؓ کی فہمائش خیال میں نہ لائے ان سب کو قتل کیا لشکر مرتضیٰ علیؓ کا رات دن کی لڑائیوں سے اور ہزاروں کے مرنے اور زخمی ہونے سے عاجز آرہا تھا صلاح یہ ٹھہری کہ کوفہ نزدیک ہے وہاں جاکے معالجہ مجروحوں اور درستی سامان کی کرکے پھر معاویہؓ سے لڑیں گے ہر چند کہ حضرت مرتضیٰ علیؓ ان لوگوں کو ترغیب جنگ معاویہؓ کی دیتے تھے قبول نہیں کرتے تھے حضرت علیؓ ہمیشہ ملول اور غمگین رہتے تھے اسی عرصے میں خوارج نے حضرت علی مرتضیٰ کو کوفے کی مسجد میں شب یکشنبہ انیسویں رمضان ۴۰ھ میں شہید کیا اور ولادت آپکی مکہ معظمہ میں عام فیل سے تیسویں برس ہے اب غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک طرف تو حضرت عائشہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری طرف حضرت علیؓ ولایت پناہ اور دوسرے معرکے میں ایک طرف معاویہؓ و عمر ابن العاص اور بعضے اصحاب رسولؐ دوسری جانب حضرت علیؓ شوہر بتول پس اگر یہ معاملے بہ تفصیل لکھنے میں آویں تو البتہ بعضے لوگوں کے دل میں سستی اعتقاد کی صحابہؓ یا ازواج مطہرات کی طرف سے ہوجاوے اور یہ سب احوال اگر بہ تفصیل لکھے جاویں تو ایک کتاب علیحدہ ہووے اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کے طریق پر مستقیم کرے اور اصحاب کے بغض سے محفوظ رکھے اور ان کی محبت عنایت کرے آمین آمین ثم آمین۔

## ذکر امام حسن مجتبیٰ السلام اللہ علیہ وعلیٰ آبائہ الکرام

کنیت آپ کی ابو محمد اور لقب مجتبیٰ اور سید اور سبط اکبر ہے اور نقش آپکی خاتم کا العزۃ للہ تھا اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف میں جامع الاصول سے لکھا ہے کہ اصح روایت یہ ہے کہ پندرھویں تاریخ رمضان

شریف کی تیسرے برس ہجرت سے پیدا ہوئے اور تحریر الشہادتین میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ولادت آپکی پندرھویں شعبان ۳ سنہ ہجری میں ہوئی اور پیغمبر خدا نے آپ کا نام حسنؓ رکھا پھر جب دوسرے صاحبزادے پیدا ہوئے ان کا نام حسینؓ رکھا روایت ہے کہ جبرئیل امین یہ دونوں نام حریر پر لکھے ہوئے حق تعالیٰ کیطرف سے پیغمبر خدا کی خدمت میں ہدیہ لائے تھے کہ حسنؓ اور حسینؓ بہشت کے ناموں سے ہیں پہلے پہل ان ہی صاحبزادوں کے یہ نام رکھے گئے الغرض امام حسنؓ پیدا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور عقیقہ کیا اور امام حسنؓ سر سے پیر تک پیغمبر خدا سے نہایت مشابہ تھے اور آپ کے فضائل میں بہت حدیثیں آئی ہیں ترمذی میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا امام حسنؓ کو کاندھے پر سوار کیے کھڑے تھے کسی نے کہا اچھی سواری پر سوار ہے حضرت نے فرمایا اور اچھا سوار ہے اور ابن سعد محدث نے عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے کہ امام حسنؓ تمام اہل بیت میں پیغمبر خدا سے اشبہ تھے اور سب سے محبوب تر اور میں نے دیکھا کہ یہ آئے اور حضرت سجدے میں تھے یہ آپ کی گردن یا پیٹھ پر سوار تھے پھر آپ نے نہ اتارا یہاں تک کہ خود اترے اور دیکھا کہ حضرت رکوع میں ہوتے اور ان کے لئے دونوں پیروں کے بیچ میں فرجہ کر دیتے کہ یہ اس راہ سے ادھر ادھر نکل جاتے تھے اور بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ امام حسنؓ رسولؐ خدا کے کاندھے پر سوار تھے اور حضرت فرماتے تھے الٰہی میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست رکھ اور ایک روایت میں ہے کہ دوست رکھ اسے اور دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور بخاری میں ابوبکر ثقفیؓ سے روایت ہے کہ میں نے پیغمبر خدا کو منبر پر دیکھا اور امام حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے اور حضرت کبھی لوگوں کو دیکھتے اور کبھی حضرت امام حسنؓ کو اور فرماتے تھے کہ بیٹا میرا سید ہے اللہ سے امید ہے کہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے بڑے دو گروہوں میں صلح کروائے اور ابونعیمؓ نے کتاب حلیہ میں ابوبکر صدیقؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز جماعت پڑھاتے اور سجدے میں ہوتے اور امام حسنؓ صغیر سن تھے آکر کبھی آپ کی پیٹھ پر اور کبھی گردن پر سوار ہوتے حضرت انھیں نرم طرح سے اٹھائے رہتے جب نماز سے فارغ ہوتے لوگ کہتے یا رسول اللہ آپ ان کے ساتھ جو کرتے ہیں کسی کے ساتھ نہیں کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے یہ میرا ریحان ہے اور امید ہے کہ صلح کروائے اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہ میں اور حاکمؓ نے زبیر بن راقم سے روایت کی ہے کہ امام حسنؓ کھڑے ہوئے خطبہ پڑھتے تھے اتنے میں ایک شخص قبیلہ ازد شنوہ سے کھڑا ہو گیا اور کہا گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ انھیں اپنے کولے پر سوار کئے ہوئے تھے اور فرماتے تھے جو مجھے دوست رکھے وہ اسے دوست رکھے اور جو حاضر ہیں غائبوں کو یہ بات پہنچائیں اسی طرح سے بہت حدیثیں آئی ہیں اور امام حسنؓ دوازدہ امام میں دوسرے امام ہیں اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ کے پہلے خلیفہ ہیں اور فقر اور طریقت میں بہت نکتے اور اشارے آپ سے منقول ہیں چنانچہ فرمایا محفوظ رکھو اپنے باطن کو کہ حق تعالیٰ خطرات دل کو دیکھتا ہے اور کسی نے

ذکر کیا کہ حضرت ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ میرے نزدیک فقیری تونگری سے محبوب تر ہے اور بیماری تندرستی سے خوب تر امام حسنؓ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ابوذر پر رحم کرے میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اپنے حق میں اللہ کے بہتر اختیار پر توکل کریگا وہ شخص سوا اس حالت کے جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کی ہے اور کچھ تمنا نہ کریگا اور جناب امام حسنؓ نہایت کریم اور رحیم اور متواضع اور زاہد اور عابد اور سخی اور بردبار اور کمال باوقار تھے زہد کا یہ حال تھا کہ ابونعیمؒ نے کتاب حلیہ میں آپ سے روایت کی ہے فرمایا کہ میں شرماتا ہوں اپنے رب سے کہ اسکے سامنے جاؤں اور پیادہ پا اس کے گھر تک نہ گیا ہوں پھر پاپیادہ بیس حج کئے اور حاکمؒ نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ امام حسنؓ نے پچیس حج پاپیادہ کئے اور گھوڑے آپ کے آگے کوتل چلتے تھے اور خیرات کا یہ حال تھا کہ ابونعیمؒ نے کتاب حلیہ میں نقل کیا ہے کہ جناب امام حسنؓ نے دوبارہ سارا مال اپنا اللہ کی راہ میں لٹادیا اور تین بار للہ دیا یہانتک کہ ایک ایک نعل اور موزہ دیا اور ایک ایک رکھا صواعق میں لکھا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ سے دس ہزار درم مانگتا تھا حضرت امام حسنؓ نے سنا دس ہزار درم اس کے پاس بھیجدیے اور صواعق میں لکھا ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اپنی تکلیف بعد تونگری کے بیان کی آپ نے فرمایا تیرا سوال حق ہے اور میرے نزدیک تجھے بہت دینا چاہیے اور میرا ہاتھ تیرے لائق دینے سے عاجز ہے اور اللہ کی راہ میں بہت دینا بھی تھوڑا ہے اور میری ملک میں اتنا نہیں ہے کہ تیرے شکر کو وفا کرے لیکن اگر تو قبول کرے تو جو کچھ مجھے میسّر ہے اور اہتمام زائد کی تکلیف نہ دے تو میں خدمت کروں اس نے عرض کی اے نواسے رسول اللہ کے میں تھوڑا ہی قبول کروں گا اور تمہاری عطا کا شکر کروں گا اور تمہیں معذور رکھوں گا پھر آپ نے اپنے وکیل کو بلایا اور جمع وخرچ خانگی کا حساب کیا اور فرمایا جو مال بچ رہا ہے لے آ وہ پچاس ہزار درم لے آیا پھر فرمایا تیرے پاس پانچسو دینار بھی تھے وہ بھی لے آ وکیل وہ بھی لے آیا پھر آپ نے وہ پانچسو دینار اور پچاس ہزار درم سب اس شخص کو عطا کئے اور فصل الخطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن جناب امام حسنؓ کھانا کھاتے تھے ایک شخص آیا اور کہا دس ہزار درم مجھ پر قرض ہیں آپ للہ ادا کردیجئے حضرت نے دس ہزار درم اسے عنایت فرمائے اور یہ نہ کہا کہ کھانا کھالے جب وہ چلا گیا لوگوں نے عرض کی کہ آپ نے دس ہزار دینار بخشتے اور کھانے کی تواضع نہ فرمائی امام نے فرمایا کہ قسم ہے مجھ کو خدا کی جسنے میرے جد کو سچا دین دے کر خلق میں بھیجا کہ مجھے آج تک یہ معلوم نہ تھا کہ کھانے کے وقت اس کلام کے بھی کہنے کی حاجت ہے کہ آؤ اور کھاؤ اور ایک دن اپنے دروازے پر تشریف رکھتے تھے ایک اعرابی آیا اور آپ کی اور جناب امیر کی خدمت میں کلمات بے ادبانہ کہنے لگا امام نے فرمایا شاید تو بھوکا ہے اس نے جواب نہ دیا اور اسی طرح گستاخی میں مشغول رہا تب آپنے غلام کو اشارہ کیا کہ ایک توڑا دس سو درموں کا لاکر اسے دے غلام نے توڑا لاکر دیا اور امام نے فرمایا کہ اے اعرابی معذور رکھ اس وقت یہی موجود تھا اعرابی نے جو یہ کرم دیکھا فدا ہوا اور کہا گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول خدا کے بیٹے ہیں اور میں نے تمہاری مروت اور بردباری آزمانے کو یہ حرکت کی تھی اور صواعق میں لکھا ہے کہ

جناب امام حسن رضہ کا سالانہ ایک سال امیر معاویہؓ کے پاس سے نہ آیا تھا اور آپ کو خرچ کی تکلیف ہوئی جناب امام حسن رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوات و قلم منگوایا کہ بطور یاددہانی لکھ بھیجوں پھر رک رہا اتنے میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا پوچھا حسنؓ تیرا کیا حال ہے میں نے عرض کی بخیر ہوں اور سالانہ نہ آنے کی شکایت کی فرمایا تو لکھا چاہتا ہے ایسے کو کہ تیری طرح وہ بھی مخلوق ہے میں نے عرض کی کہ ہاں پھر کہا کیا کروں فرمایا یہ دعا پڑھا کر اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَائَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْا اَحَدًا غَیْرَكَ اَللّٰھُمَّ مَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِیْ وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَیْهِ رَغْبَتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْئَلَتِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِمَّا اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخُصَّنِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ واللہ ایک ہفتہ میں نے یہ دعا پڑھی نہ ہوگی کہ معاویہؓ نے میرے پاس ایک ہزار پانچ سو درم بھیجدے میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ وہ اپنے یاد رکھنے والوں کو نہیں بھولتا ہے اور اپنے دعا کرنے والے کو نا امید نہیں کرتا پھر پیغمبر خدا کو خواب میں دیکھا فرمایا حسنؓ کیا حال ہے میں نے عرض کی بخیر ہوں اور یہ حال کہا فرمایا ایسا ہی ہے جو خالق سے امید رکھے اور مخلوق سے التجا نہ کرے اور حلم آپ کا اس مرتبہ میں تھا کہ بزارؒ نے روایت کی ہے کہ امام حسنؓ جب خلیفہ روئے زمین ہوئے ایک دن نماز پڑھتے تھے کہ ایک شخص آپ پر چڑھ بیٹھا اور خنجر چبھو دیا پھر آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے عراق والو اللہ سے ڈرو ہمارے حق میں ہم امیر تمہارے ہیں اور مہمان تمہارے اور ہم اہل بیت ہیں ہیں کہ اللہ نے ان کے حق میں فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا آپ یہ فرماتے تھے اور مسجد میں کوئی باقی نہ تھا کہ روتا نہ تھا ایک روز مروان نے کہ مدینے کا حاکم تھا آپ سے درشتی کی آپ خاموش رہے پھر اس نے ناک چھنکی داہنا ہاتھ لگا کر تب امام حسنؓ نے فرمایا افسوس تجھ پر کیا نہیں جانتا کہ سیدھا ہاتھ منہ دھونے کے لئے اور الٹا ہاتھ غلاظت دفع کرنے کو وقف ہے تجھ پر پھر مروان ساکت ہو گیا اور ابن عساکرؒ جویریہ بنت اسماءؓ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسنؓ کا انتقال ہوا مروان آپ کے جنازے پر رونے لگا امام حسینؓ نے فرمایا کہ اب تو ان پر روتا ہے اور زندگی میں کیا کیا کڑوے گھونٹ نہیں پلاتا تھا تب اس نے پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں وہ باتیں ایسے کے ساتھ کرتا تھا جو اس پہاڑ سے حلیم زیادہ تھا اور امام حسنؓ سے کرامات جلیہ اور خرق عادات علیہ ظاہر ہوئے ہیں چنانچہ شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایک بار جناب امام حسنؓ اور ایک بیٹے حضرت زبیر کے ہمسفر تھے اثنائے راہ میں کسی باغ میں پہنچے ایک خرمے کے درخت کے نیچے آپ کا فرش لگا اور دوسرے کے تلے حضرت زبیر کے بیٹے کا بستر بچھا زبیر نے کہا کاش اس پیڑ میں خرمے لگے ہوتے کہ ہم سب کھاتے امام نے پوچھا کہ تم خرمے کھایا چاہتے ہو ابن زبیر نے کہا ہاں امام حسنؓ نے ہاتھ اٹھایا اور ہونٹوں میں کچھ پڑھا اسیوقت درخت ہرا ہو گیا اور پتے نکلے اور رطب پھلے شتربان نے کہا یہ سحر ہے امام نے فرمایا یہ سحر نہیں ہے بلکہ پیغمبر خدا کے فرزند کی دعا مستجاب ہوئی پھر اس پیڑ پر چڑھ کر خرمے توڑے اور سب نے کھائے اور امام حسنؓ

عورتوں کو بہت طلاق دیتے تھے اور ان ہی کو چھوڑ دیتے تھے جو آپ کو بہت چاہتی تھیں صواعق میں
لکھا ہے کہ آپ نے نو۹ے عورتوں سے نکاح کیا ہے ابن سعد محدث نے جناب امیر سے روایت
کی ہے کہ آپ نے فرمایا اے اہل کوفہ امام حسنؓ سے اپنی لڑکیوں کا نکاح نہ کرو کہ یہ بڑے طلاق دینے
والے ہیں اسی وقت قبیلۂ ہمدان کے ایک شخص نے کہا واللہ ہم اپنی لڑکیوں کو انھیں دیا کریں
گے پھر وہ جسے پسند کریں گے رکھیں گے اور جسے ناپسند کریں گے اسے طلاق دیں گے امام حسنؓ
نے یہ کلام سنا فرمایا اگر جنت کے دروازے پر ہوں گا اس کے قبیلے کو پہلے بہشت میں لے جاؤں
گا بعضوں نے لکھا ہے کہ از بسکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام طفولیت میں جناب امام حسنؓ
کی ناف پر بہت بوسے دیے تھے عورتیں اس امید سے کہ بدن ان کا موضع مساس خیر البشر سے
مس ہوا اور اس کی برکت سے آتش دوزخ سے نجات پائیں جناب امام حسنؓ کے نکاح کیطرف
بہت راغب تھیں اور آپ کو بھی یہی منظور تھا کہ اسی بہانے بہتوں کی نجات اور مغفرت ہو انیسویں
تاریخ رمضان شریف کی سنہ ۴۰ ہجری میں جب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت ہوئی امیر المومنین
امام حسنؓ کوفے میں مسند خلافت پر بیٹھے اور چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نے آپ کی بیعت کی اور چھ
مہینے تک اسلام کے خلیفہ رہے اور خلافت راشدہ پیغمبر خدا کی سید البشرؐ کے بعد مطابق حدیث صحیح
کے تیس برس تک تھی اسمیں سے بعد جناب امیر کے چھ مہینے باقی رہے تھے سو وہ چھ مہینے آپ
کے عہد دولت میں ختم ہوئے پھر معاویہ بن ابی سفیانؓ نے جناب حیدر کرارؓ کی شہادت کی خبر سنکر ساٹھ
ہزار سپاہ جمع کر کے عراق کیطرف کوچ کیا امیر المومنین امام حسنؓ نے چالیس ہزار کی جمعیت سے مراجعت
فرمائی صواعق میں لکھا ہے کہ جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں امیر المومنین امام حسنؓ نے دیکھا کہ ان
میں سے ایک لشکر غالب نہ ہوگا جب تک دوسرے کے اکثر لوگ مارے نجائیں گے تب آپنے
معاویہ بن ابی سفیان کو ملک اور سلطنت سپرد کرنے کا پیغام دیا ان شرطوں پر کہ بعد معاویہ کے پھر آپ
ہی خلیفہ ہوویں اور اہل مدینہ اور حجاز اور عراق سے آپ کے والد ماجد کے معاملوں پر کسی طرح کا مواخذہ
نہووے اور جو آپ پر قرضہ ہے ادا ہو جاوے پھر بعد رد و بدل کے امیر معاویہ نے سفید کاغذ بھجدیا
اور کہا اسمیں لکھدیجئے جو چاہیے کہ میں قبول کر دونگا یہ تو تواریخ میں لکھا ہے اور صحیح بخاری میں خواجہ
حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ امام حسنؓ نے پہاڑ سے فوجیں لیکر معاویہؓ کا سامنا کیا تب عمرو بن عاصؓ
نے کہا میں فوجیں دیکھتا ہوں کہ نہ ملیں گی جب تک اپنے برابر والوں کو قتل نہ کریں گی معاویہؓ نے کہا
اور وہ واللہ ان دونوں میں بہتر تھا اے عمرو اگر مارا انھوں نے انھیں اور انھوں نے انھیں پھر کون
مسلمان کے کام آویگا کون ان کی عورتوں کا متکفل ہوگا کون ان کے مال و زمین کی خبر لے گا پھر
دو شخص بنی عبد الشمس میں عبد مناف سے ایک عبد الرحمنؓ بن سمرہ دوسرے عبد اللہ بن عامر کو
مقرر کیا اور کہا کہ تم دونوں امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ ان کو صلح کی
رغبت دو پھر دونوں حضرات امام حسنؓ کی خدمت شریف میں آئے اور باتیں کیں اور مصالحت کی رغبت
دلوائی تب امام حسنؓ نے فرمایا کہ ہم بنی عبد المطلب منتفع ہوئے اس حال سے اور یہ گروہ اپنے لہو

لہو میں ڈوبے ہوئے ہیں انھوں نے کہا کہ معاویہؓ یہ پیش کش کریں گے اور مصالحت پر راضی ہیں امام نے فرمایا کون ان باتوں کا متکفل ہوگا وہ دونوں ذمہ دار ہوئے پھر جو آپ نے سوال کئے انھوں نے کہا ہم اس کے ذمہ دار ہیں پھر امام نے مصالحت کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے معاویہؓ بن ابی سفیان صلح کے طالب ہوئے بعد اس کے امام نے بھی لکھا ہوگا الغرض جب مصالحت ٹھہری امام حسنؓ نے سوائے عہد و مواثیق زبانی کے یہ صلحنامہ لکھدیا کہ صواعق سے بعینہ ترجمہ کیا گیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وہ یہ ہے جس پر حسن بن علیؓ نے معاویہؓ بن ابی سفیان سے صلح کی اس پر سپرد کردیں اُسے مسلمانوں کی ولایت ان شرطوں پر ہے کہ وہ اُن میں موافق کتاب اللہ اور سنت پیغمبر اور سیرت خلفائے راشدین مہدیین کے عمل کرے اور معاویہ کو نہیں پہنچتا کہ اپنے بعد کسی کو ولیعہد کرے بلکہ خلافت بعد اس کے مسلمانوں کے مشورے پر رہے اور لوگ اللہ کی زمین پر کہیں ہوں شام میں خواہ عراق میں خواہ حجاز میں خواہ یمن میں خواہ جہاں کہیں ہوں سب امن و امان سے رہیں اور اصحاب علیؓ اور گروہ ان کے کہیں ہوں اپنے جان و مال زن و بچے سے امان میں رہیں ان شرطوں میں معاویہؓ پر اللہ کا عہد اور میثاق ہے اور حسن بن علیؓ اور بھائی ان کے حسینؓ اور کسی اہل بیت رسول کے حق میں شر نہ چاہیے اور کسی کو ان سے کہیں ہو تکلیف نہ دے گواہ کرتا ہوں اسپر فلانے فلانے کو اور کافی ہے اللہ کی گواہی الغرض بعد اس کے جناب امام حسنؓ نے ملک و سلطنت امیر معاویہؓ کو سپرد کیا اور بیعت کی اور پیغمبر خدا کا معجزہ ظاہر ہوا کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ یہ بیٹا میرا امید ہے عنقریب صلح کروائے گا اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہ میں یہ مصالحہ ۴۱ھ ہجری ربیع الاول کے کے مہینے میں واقع ہوا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ پندرھویں جمادی الاول کی تھی اور اس سال کا نام عام جماعت ہوا اور امام حسنؓ نے فرمایا کہ یہ صلح میں نے دبکر نہیں کی بلکہ مسلمانوں کا خون بچایا اور فرمایا عرب کی کھوپڑیاں میرے ہاتھ میں ہیں جس سے میں صلح کروں صلح کریں اور جس سے میں لڑوں وہ لڑیں سو میں نے اس سلطنت کو اللہ کے واسطے اور مسلمانوں کے خون کے بچلانے کے لئے چھوڑ دیا بعد اس کے آپ مدینہ میں آئے اور آخر عمر تک وہیں رہے۔

## بیان شہادت شریف امام عالی مقام حسن علیہ التحیۃ والسلام کا

اور شہادت آپ کی اسطرح ہوئی کہ آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی کو یزید نے بہکایا اور کہا کہ اگر تو امام حسنؓ کو زہر دے تو میں تجھ سے نکاح کروں گا اس نے آپ کو زہر دیا چالیس دن بیمار رہے اسہال کبدی ہو گیا کلیجہ اور آنتیں کٹ کر دستوں میں نکلتی تھیں پھر انتقال فرمایا تب جعدہ نے یزید سے چاہا کہ وعدہ وفا کرے اس نے کہا کہ میں امام حسنؓ کے پاس تیرے رہنے کا روادار نہ تھا اپنے پاس کب روادار ہوں گا پس دین اور دنیا اس کی دونوں برباد ہوئیں عمرو بن اسحاقؓ سے روایت ہے کہ میں امام حسنؓ کی خدمت میں گیا آپ نے فرمایا کہ میرے کلیجے کے ٹکڑے کٹ کر دستوں

میں آئے اور مجھے کئی بار زہر دیا ایسا تیز کبھی نہیں دیا۔ پھر میں آپکی خدمت میں گیا آپ کا دم ٹوٹتا تھا اور جناب امام حسینؓ سرہانے بیٹھے تھے اور پوچھتے تھے کس نے آپ کو زہر دیا فرمایا اگر وہ ہے جس پر میرا گمان ہے تو اللہ بڑا منتقم ہے والا میں نہیں چاہتا کہ میرے لئے کوئی بیگناہ مارا جائے واللہ نہ کہونگا کس نے دیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ہم اہل بیت نبوت ہیں بدگمانی کرنا ہمارا طریقہ نہیں ہے اور وفات کیوقت آپ نے جناب امام حسینؓ کو وصیت کی اور فرمایا کہ واللہ میں نہیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم میں نبوت اور خلافت جمع کرے سو فریب نہ کھانا سفہائے کوفہ سے کہ تمہیں ابھاریں اور خروج کروائیں اور دشمنوں میں پھنسائیں پھر پچتاؤ گے اور بچاؤ کا وقت نہ رہیگا اور فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے زمین مانگی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہوں انھوں نے قبول کیا تھا تم میری وفات کے بعد مانگیو اور میرے گمان میں ہے کہ لوگ روکیں گے پھر اگر روکیں اُن سے ردوبدل نہ کرنا اور بقیع غرقد میں دفن کرنا کہ مجھے وہاں والوں کی اقتدا ہے اور عمر بن عبداللہ بن طلحہؓ سے روایت ہے کہ جناب امام حسنؓ نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ کی دونوں آنکھوں کے مابین میں سورہ قل ھو اللہ احد لکھی ہے گھروالے خوش ہوئے سعید بن مسیب نے سنا اور کہا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو آپ کی اجل میں بہت کم وقت باقی رہا ہے اور ویسا ہی ہوا کہ کئی دن کے بعد آپ نے انتقال کیا اور وفات شریف آپ کی بقول مشہور صفر کی اٹھائیسویں تاریخ یا ربیع الاول کی پانچویں تاریخ سنہ پچاس ہجری واقع ہوئی لیکن واقدیؒ کے نزدیک تحقیق یوں ہے کہ وفات آپ کی سنہ انتالیس ہجری میں ہوئی اور شیخ ابن حجر عسقلانیؒ نے تقریب میں اس کو اختیار کیا ہے اور تحریر الشہادتین میں لکھا ہے کہ قول ارجح یہی ہے پس بقول سن مبارک آپ کا چھیالیس برس پانچ مہینے چند روز اوپر تھا اور مطابق روایت مختار شہادتین کے سینتالیس برس چھ مہینے کچھ دن اوپر ہوا اور جب وفات ہوئی تو امام حسینؓ اور محمد بن حنفیہؒ اور عباسؓ ابن علیؓ نے آپ کو غسل دیا اور سعید بن العاصؓ حاکم مدینہ نے آپ کے جنازے پر نماز پڑھی اور جناب امام حسین نے موافق وصیت کے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے مقبرہ نبوی میں مدفن کے لئے جگہ مانگی انھوں نے اجازت دی اور فرمایا نعم حُبًّا وَکَرَامَۃً یہ خبر مروان کو پہونچی اس نے کہا یہ جھوٹ ہے کبھی وہاں دفن نہ ہونے پائیں گے حضرت عثمانؓ کو وہاں دفن نہ ہونے دیا اور حسنؓ بن علیؓ کو دفن کیا چاہتے ہیں یہ خبر جناب امام حسینؓ نے سنی آپ مع ہمراہیوں کے مسلح ہوئے اور مروان نے بھی ہتھیار سنبھالے ابو ہریرہ نے یہ حال سنا کہا واللہ یہ سراسر ظلم ہے امام حسنؓ تو بیٹے رسول اللہ کے ہیں سو بیٹا باپ کے پاس دفن نہ ہونے پائے پھر حضرت امام حسینؓ کی خدمت میں گئے اور فرمایا آپ کے بھائی یہ بھی تو فرما گئے ہیں کہ اگر لڑائی جھگڑے کا کھٹکا ہو تو مجھے مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا پھر آپکے جنازے کو بقیع میں لائے اور آپ کی دادی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہما کی قبر کے قریب دفن کیا اور حضرت عباس بن عبدالمطلب کی قبر بھی وہیں ہے۔

## ذکر اولاد امام کرام حسن علیہ السلام کا

حافظ آبرو کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جناب امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ کے پندرہ بیٹے تھے حسن مثنیٰ زید عمر حسین عبداللہ عبدالرحمٰن عبیداللہ اسمٰعیل محمد یعقوب جعفر طلحہ حمزہ ابوبکر قاسم اور پانچ بیٹیاں تھیں ام حسین زینب ام عبداللہ سلمہ فاطمہ اور حسن مثنیٰ اور زید بن حسن سے اولاد باقی رہی اور کسی صاحبزادے کی اولاد باقی نہیں اور اسماء الرجال مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ حسن مثنیٰ کے پانچ بیٹوں سے اولاد باقی رہی عبداللہ محض سو برس کے ہوئے اور حسن مثلث اور ابراہیم یہ تینوں فاطمہ بنت حسین بن علی سے پیدا ہوئے چوتھے جعفر پانچویں داؤد دونوں ام ولد سے پیدا ہوئے تھے اور زید ابن حسن کی اولاد فقط ایک بیٹے سے باقی رہی ان کا نام حسن بن زید بن حسن تھا۔

## ذکر شریف جناب سید الشہدا امام حسین شہید کربلا علیہ و علیٰ آبائہ الصلوٰۃ والسلام کا

کنیت آپکی ابو عبداللہ اور لقب شہید اور سید الشہدا اور سبط اصغر ہے اور نقش آپ کے خاتم کا اِنَّ اللّٰہ بالغ اَمرِہٖ تھا آپ تیسری خواہ پانچویں تاریخ شعبان کی سنہ چار ہجری میں پیدا ہوئے اور پیغمبر خدا صلعم نے آپ کا نام حسین رضی اللہ عنہ رکھا اور عقیقہ کیا روایت ہے کہ آپ کو ام الفضل بنت حارث حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی بیوی نے دودھ پلایا ہے اسی سبب سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے دودھ شریکی بھائی ہوتے ہیں جناب امام حسین رضی اللہ عنہ ناف سے قدم تک جناب رسالتمآب سے کمال اشبہ تھے اور پیغمبر خدا نے جناب امام حسن رضی اللہ عنہ اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت سی حدیثیں فرمائیں چنانچہ ترمذی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ترمذی نے اسامۃ رضی اللہ عنہ بن زید سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں الٰہی میں انھیں دوست رکھتا ہوں تو بھی انھیں دوست رکھ اور اُسے جو انھیں دوست رکھے اور ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت سے پوچھا گیا کہ اہلبیت میں آپ کو کس سے محبت زیادہ ہے فرمایا حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے اور آپ حضرت فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ میرے دونوں بیٹوں کو لے آؤ پھر آپ دونوں کو سونگھتے تھے اور سینے سے چمٹا لیتے اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی حدیثیں آئی ہیں چنانچہ ترمذی میں یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے دوست رکھے اللہ اسے جو حسین رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے حسین رضی اللہ عنہ سبط ہے اسباط سے اور صحیح بخاری میں روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک عراقی نے پوچھا کہ حالت احرام میں مکھی مارنا درست ہے انھوں نے کہا اہل عراق مجھ سے مکھی مارنے کو پوچھتے ہیں حالانکہ رسول اللہ کے نواسے کو شہید کیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ میرے دنیا کے ریحان ہیں اور مشکوٰۃ میں ام الفضل بنت حارث

سے روایت ہے کہ وہ پیغمبر خدا کی خدمت میں گئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آج کی رات میں نے برا خواب دیکھا ہے فرمایا کیا دیکھا ہے کہا میں نے دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے بدن مبارک کا میں نے کاٹ کر اپنی گود میں رکھ لیا حضرت نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہؓ کا بیٹا ہوگا وہ تیری گود میں رہے گا۔ جب حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے وہ میری گود میں رہنے لگے پھر ایک روز میں حضرت کی خدمت میں انھیں لے گئی اور گود میں دیدیا حضرت کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے میں نے پوچھا کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں یہ آپکو کیا ہوا فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے اور خبر دی کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی تب میں نے پوچھا یہ ہوگا انھوں نے کہا ہاں پھر میرے پاس لال مٹی لے آئے یعنی کربلا کی نشانی اور شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا کے داہنے زانو پر حضرت امام حسینؓ اور بائیں زانو پر حضرت ابراہیمؓ آپ کے صاحبزادے بیٹھے تھے حضرت جبرئیل آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ دونوں کو آپ کے پاس نہ رکھے گا دونوں میں سے ایک کو اختیار کیجئے حضرت نے فرمایا کہ اگر حسینؓ نہ ہوگا میرا اور علیؓ اور فاطمہؓ کا دل رنج پائیگا اور اگر ابراہیم نہ ہوگا تو میری ہی جان پر رنج گزرے گا میں نے اپنا رنج اختیار کیا پھر تین دن کے بعد حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا پھر حضرت امام حسین پیغمبر خدا کی خدمت میں آئے آپ بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے۔ اَھلاً وَّ مَرحَباً بِھَافَدَیتُہٗ یعنی مرحبا ایسے کو کہ فدا کیا میں نے اس پر بیٹا اپنا اور کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ پیغمبر خدا کی خدمت میں گئے دیکھا کہ جناب امام حسینؓ آپ کی پیٹھ پر سوار ہیں اور حضرت ایک ڈوری دہن مبارک میں لئے ہیں کہ ایک سرا اسکا باگ کیطرح جناب امام حسینؓ کے ہاتھ میں ہے جناب امام حسینؓ ہانکتے ہیں اور آپ زانو کے بل چلتے ہیں حضرت عمرؓ نے عرض کی کیا اچھی سواری ہے حضرت نے فرمایا اور کیا خوب سوار ہے اور جناب امام حسینؓ بہت خوبصورت اور نہایت باجمال تھے چہرۂ مبارک ایسا روشن تھا کہ اگر اندھیرے میں بیٹھے ہوتے تو پیشانی اور چہرے کی چمک سے صاف معلوم ہو جاتے تھے اور آپ تیسرے امام ہیں دوازدہ امام میں سے اور جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب کے دوسرے خلیفہ ہیں اور اکثر حقائق اور معارف آپ سے منقول ہیں ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ بندگی کیا ہے آپ نے فرمایا کہ بندگی وہی ہے کہ اپنے اختیار کو چھوڑ دے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ایک دن ایک شخص جناب امام حسینؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ بہت درماندہ و محتاج ہوں اور عیال واطفال رکھتا ہوں آپ نے اسے ٹھہرایا اتنے میں پانچ توڑے دیناروں کے معاویہ بن ابی سفیان نے بھیجے امام حسین نے پانچوں توڑے اس فقیر کو عنایت کیے اور عذر کیا کہ تجھے انتظار میں بہت تکلیف ہوئی اور فصل الخطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھے خادمہ آش گرما گرم کاسے میں بھرا ہوا مجلس میں لائی اتفاقاً اسکا پاؤں کانپا اور کاسہ آپ کے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا امام حسین نے تادیب کی نظر سے اسکی طرف دیکھا اس نے کہا وَالکَاظِمِینَ الغَیظَ آپ نے فرمایا میں نے غصہ کو روکا اس نے کہا وَالعَافِینَ عَنِ النَّاسِ

---

ع ۵ یہ روایت ضعیف ہے۔

آپ نے فرمایا میں نے معاف کیا اس نے کہا وَاللّٰہ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن آپ نے فرمایا میں نے اللہ کی راہ میں آزاد کیا

## یزید کا امام حسین رض سے بیعت طلب کرنا اور امام کا مکۂ معظمہ کو سدھارنا اور حضرت مسلم رض بن عقیل کو کوفے کیطرف بھیجنا اور انکا شہید ہونا

بیان اس کا بطریق اجمال یہ ہے کہ سنہ ساٹھ ہجری میں آٹھ دن رجب کے باقی تھے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے انتقال کیا اور یزید بن معاویہ تمام ممالک اسلام پر مسلط ہوا اور ولید بن عتبہ کو کہ مدینے کا حاکم تھا لکھا کہ میری بیعت امام حسین رض وغیرہ عمائد مدینے سے لے ولید نے آپ کو طلب کیا جناب امام حسین رض تیس جوان مسلح ہمراہ لے کر تشریف لے گئے اس نے حکم سنایا امام نے فرمایا کل مسجد میں جب معاویہ رض بن ابی سفیان کی وفات اور یزید کی سلطنت کی خبر لوگوں کو سناؤ گے اس وقت جو مصلحت ہوگی عمل میں آئے گی ولید چپ رہا مروان نے کہا ابھی انھیں روکنا مناسب ہے پھر قابو نہ ملیگا امام نے برافروختہ ہو کر فرمایا جو میری طرف قصد کریگا زمین کو خون سے تر کر دوں گا اور اُٹھے چلے آئے اور شب روضہ منورہ خیر البشر صلعم میں بسر کی حضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ عنقریب تم تشنہ لب شہید ہوگے اور بہشت میں بڑے درجے ہیں کہ بدون شہادت کے انھیں نہیں پا سکتے ہو امام بیدار ہوئے اور سامان سفر تیار کیا اور چوتھی تاریخ شعبان کی مع اہل وعیال اور خدام اور موالی کے مکہ معظمہ کو کوچ کیا وہاں پہونچ کر بقیہ شعبان اور تمام رمضان اور شوال اور ذیقعد امن وامان سے رہے اور کوفے کے لوگ معاویہ بن ابو سفیان کے زمانہ سے ہمیشہ آپ کو طلب خلافت اور خروج کی تحریص کیا کرتے تھے لیکن آپ ان کے قول اور فعل پر اعتماد نہ کرتے تھے جب انھوں نے یزید کی سلطنت اور آپ سے بیعت طلب کرنا اور آپ کا انکار کرنا اور مکے میں تشریف لانا سنا متواتر عرایض آپ کی طلب میں لکھے اور قیس بن عمرو اور محمد بن عمیر وغیرہ رئیسان کوفہ نے انواع واقسام کے عہد اور پیمان اطاعت اور جانفشانی کے اپنے عرائض میں مندرج کئے امام نے احتیاطاً اول مسلم بن عقیل رض بن ابی طالب رض کو مع کچھ لوگوں کے کوفے کیطرف روانہ کیا روضۃ الصفا میں لکھا ہی کہ حضرت مسلم رض مدینہ منورہ کی راہ سے چلے اور حرم نبوی میں پہونچکر مسجد شریف میں دوگانہ ادا کر کے دو راہبر بنی قیس بن عیلان سے ساتھ لے کر درے کی راہ چھوڑ کر شاشب آگے بڑھے راہبر اندھیری رات میں راہ بھٹکے دن کو تمازت آفتاب اور نایابی آب سے کمال تکلیف اٹھائی آخر ان راہبروں نے ایک راہ بتائی کہ ادھر سے چلے جاؤ اور دونوں کہ جان بلب رسیدہ تھے ہلاک ہوئے حضرت مسلم رض نے وہ مصائب جناب امام کی خدمت میں لکھے اور یہ بھی لکھا کہ آثار سے یہ سفر نامبارک معلوم ہوتا ہے اگر ارشاد ہو پلٹ آؤں کسی اور کو اس کام پر مامور فرمائیے۔ امام نے لکھ بھیجا کہ ایسے خیالات علامت

جبن اور بزدلی سے ہیں ہمت بلند کرو اور جس کام پر مامور ہو انجام دو مسلمؓ مطابق حکم محکم کے کوفہ کو روانہ ہوئے وہاں پہونچ کر مختار بن ابو عبید ثقفی کے گھر میں اترے خلقت جمع ہوئی حضرت مسلمؓ نے جناب امام کا نامہ سنایا بارہ ہزار مرد سے زیادہ نے امام عالی مقام کی بیعت حضرت مسلم کے ہاتھ پر کی یہ خبر نعمان بن بشیر صحابی کو کہ حاکم کوفہ تھے پہونچی انھوں نے ظاہر میں لوگوں کو دھمکایا پر فقط دھمکی پر ٹالا اور کچھ تعرض نہ کیا پھر مسلم بن یزید حضرمی اور عمارۃ بن ولید بن عقبہ نے یزید کو یہ خبر لکھ بھیجی یزید نے سرجون رومی کی صلاح سے کہ اس کا وزیر تھا نعمان بن بشیر کو معزول کیا اور عبید اللہ بن زیاد کو کہ بصرے کا حاکم تھا کوفے پر مامور کیا۔ ابن زیاد بصرے سے کوفے میں آیا اور ان دلوں جناب امام حسینؓ کی آمد آمد کی خبر کوفے میں منتشر تھی اس لئے بھیس بدلا سیاہ عمامہ باندھا اور چادر اوڑھی اور بصرے کی راہ کترا کر حجاز کی راہ سے رات کو کوفے میں داخل ہوا اور دھوکا دیکر اپنے تئیں جناب امام حسینؓ ظاہر کیا اور اہل کوفہ سمجھے کہ امام عالی مقام تشریف لائے استقبال کو نکلے اندھیری رات میں امام کے دھوکے سے اسے سلام کیا اور کہا مَرحَبًا یَا ابنَ رَسُولِ اللّٰہِ قَدِمتَ خَیرَ مَقدَمٍ یعنی خوب آئے آپ اے فرزند پیغمبر خدا کے آپ کا آنا مبارک ہو ابن زیاد کیا دم چپکا رہا یہاں تک کہ حاکم نشین مکان میں داخل ہو گیا اسوقت سب کو رخصت کر دیا اور صبح کو اکابر کوفہ کو جمع کر کے اپنی حکومت کا فرمان سنایا اور سب کو بہت دھمکایا اور یزید کی مخالفت سے ڈرایا اور حیلہ اور فریب کر کے مسلمؓ کی کی جماعت کو توڑ دیا مسلمؓ مضطرب ہوئے اور ہانی بن عروہ کے گھر میں چھپ گئے ابن زیاد نے محمد بن اشعث کو مع کچھ لوگوں کے بھیجا وہ ہانی کو پکڑ لائے پھر ہانی اور تمام رئیسان کوفہ کو اپنے پاس قید کیا یہ خبر حضرت مسلم کو پہونچی انھوں نے بلوا کیا قریب چالیس ہزار آدمی کے جمع ہوئے اور مکان حاکم نشین کو گھیر لیا تب ابن زیاد نے رئیسان کوفہ کو کہ کثیر بن شہاب اور محمد بن اشعث اور ابن ربعی اور شمر ذی الجوشن وغیرہ تھے حکم دیا کہ ان کو فہمائش کر کے ٹال دو انھوں نے سمجھا کر سب کو تتر بتر کر دیا شام تک پانچ سو آدمی رہ گئے جب اندھیرا ہوا وہ بھی چلدیے اور حضرت مسلمؓ اکیلے رہ گئے جب حضرت مسلمؓ نے اس گروہ کوفی لا یوفی کی بیوفائی اور جو فروشی گندم نمائی کا یہ انجام دیکھا ناچار وہ بھی چل کھڑے ہوئے راہ میں ایک عورت کے گھر پہونچے اس سے پانی مانگا اس نے پلایا اور گھر میں چھپا رکھا اتفاقاً اس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا چیلہ تھا اس نے اپنے آقا کو یہ خبر پہونچائی اس نے ابن زیاد کو سنائی ابن زیاد نے عمر بن حریث کوتوال شہر اور محمد بن اشعث کو مع تین سو سپاہی کے بھیجا انھوں نے آکر وہ گھر گھیر لیا تب حضرت مسلم تلوار لے کر باہر نکلے اور خوب ہتھیار کا وار کیا اور بہت لوگوں کو فی النار کیا آخر زخمی ہو کر گرے دشمنوں نے گرفتار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ بعد زخمی ہونے کے محمد بن اشعث نے امان دی پھر ابن زیاد کے پاس لے گئے حضرت مسلمؓ آیہ رَبَّنَا افتَح بَینَنَا وَبَینَ قَومِنَا بِالحَقِّ وَاَنتَ خَیرُ الفَاتِحِینَ ۔ پڑھتے ہوئے ابن زیاد کے مکان میں جانے لگے سپاہیوں نے کہ پہلے سے حاکم کے اشارے پر لگے ہوئے تھے آپ کو شہید کیا یہ حادثہ تیسری تاریخ ذی الحجہ کی سنہ ساٹھ ہجری میں واقع ہوا پھر ابن زیاد نے ہانی کو سولی دی اور دونوں کے سر یزید کے پاس بھیج دیے

اور حضرت مسلم کے ہمراہ محمد اور ابراہیم دونوں صاحبزادے ان کے کوفے میں آئے تھے ان معصوموں پر یہ مصیبت گذری کہ روضۃ الشہدا وغیرہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت مسلم شہید ہوئے قاضی شریح نے کوفے کے قاضی تھے ان دونوں معصوموں کو کہ سات آٹھ برس کا سن وسال ان کا تھا ازراہ دیگر مدینے کی طرف روانہ کیا قضائے الٰہی سے وہ راہ بھٹک گئے اور کوتوال کے ہاتھ لگے اس نے انھیں قید کیا داروغہ محبس نے رحم کھا کر دوسری شب انھیں قید خانے سے نکالکر قادسیہ کی راہ پر پہونچا دیا تقدیر سے اس رات کو بھی راہ بھٹک گئے جب دن ہوا تو ایک درخت کے کول میں بیٹھ رہے اتفاقاً ایک لونڈی نے دیکھا اپنے گھر لے گئی بی بی اس کی دیکھ کر خوش ہوئی اور لونڈی کو آزاد کیا رات کو خاوند اس کا کہ نام اس کا حارث بن عروہ تھا گھر میں آیا اور کہنے لگا کہ ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ جو مسلمؓ کے لڑکوں کو پکڑ لاوے اسے انعام دوں گا اس لئے میں آج تمام دن ان کی تلاش میں سرگرداں رہا اور تھوڑا ماندہ ہو گیا عورت نے اس کے خوف سے لڑکوں کو چھپا رکھا اور نہ بتایا وہ سو رہا حسب تقدیر شب کو لڑکوں نے خواب دیکھا رو اٹھے اور حارث جاگ پڑا اور انھیں دیکھا اور پہچانا اور مضبوط باندھا اور دروازے میں قفل لگایا صبح دونوں کو گھوڑے پر بٹھا کر لے چلا اسکی بی بی رونے لگی پیچھے دوڑی اور بیٹا اور غلام اسکا بھی آکر بی بی کی تائید کرنے لگے اس شقی نے بیٹے اور غلام کو قتل کیا اور دونوں معصوموں کا سر کاٹ کر توبڑے میں رکھ لیا اور ابن زیاد کے پاس لے گیا اس نے کہا انھیں کیوں قتل کیا کہا لوگوں کے خوف سے ابن زیاد نے کہا کیوں زندہ نہ لے آیا اور مجھے خبر نہ کی وہ جواب میں عاجز رہا پھر ابن زیاد نے اسے بھی قتل کیا۔

## تشریف لے جانا جناب سید الشہدا امام حسین کا مع اہلبیت طہارت کے کوفے کی طرف اور شہادت پانا میدان کربلا میں

جب حضرت مسلمؓ نے کوفے میں آن کر خلائق سے اطاعت امام عالی مقام کی بیعت لی اور روز بروز رجوعات خلق زیادہ تر ہونے لگی تب یہ حال مفصل جناب امام کی خدمت میں لکھا اور آپکے تشریف لانے کی استدعا کی امام ذوالاحترام نے بعد دریافت حقیقت حال کے کوفے کی طرف عزیمت مصمم کی اور عزیزوں اور رفیقوں کو سامان سفر کی تیاری کے لئے فراخور حال نقد و جنس عطا فرمایا اور مخدرات حجاب عصمت کے واسطے محمل آراستہ کئے۔ جب سارا سامان درست ہوا اور چلنے کی تیاری ہوئی خبر شہر میں پھیلی عبد اللہ بن عباسؓ نے سنا آئے اور منع کیا اور کوفیوں کے مکر و فریب اور بدعہدیاں اور آپ کے والد ماجد کو شہید کرنا اور جناب امام حسنؓ سے دغا کرنا سب مفصل بیان کیا آپنے پذیرا نہ کیا پھر اہل و عیال کے لے جانے کو روکا آپ نے وہ بھی نہ مانا تب عبد اللہ بن عباس نے رو کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی عورتوں میں شہید ہوں گے جیسے حضرت عثمان شہید ہوئے آپنے فرمایا

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضرت نے مجھے ایک حکم کیا ہے میں آپ کے حکم کو بجا لاؤں گا اور رضا ان کی اللہ کی رضا ہے وہ اپنی ملک میں تصرف کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ نے منع کیا آپ نے فرمایا کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک مینڈھے کے سبب سے مکے میں خونریزی ہوگی میں وہ مینڈھا نہ بنوں گا اسی طرح ابو سعید خدریؓ اور ابو واقد لیثیؓ اور جابر انصاری وغیرہ نے سمجھایا لیکن آپ نے عزیمت پر اصرار فرمایا محمد بن حنفیہؓ نے کہ آپ کے علاتی بھائی تھے یہ حال سنا آنسو بہا دیئے کہ منہ دھونے کا طشت بھر گیا اور تمام مکے کے لوگوں کو رنج اور غم ہوا پھر آپ نے آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی کہ یوم ترویہ کہلاتا ہے خواہ تیسری تاریخ کہ حضرت مسلم کی شہادت کا دن تھا مع اہل وعیال اور عزیزوں اور رفیقوں کے کہ انیس ستر سوار تھے اور باقی پیادے تھے کوفے کی طرف کوچ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے اہلبیت اور اصحاب اور موالی سے بیاسی مرد آپ کے ہمراہ تھے اور جس وقت آپ نے کوچ کیا عمرو بن سعد نے کہ مکے کا حاکم تھا سپاہی بھیجے کہ آپ کو پھیر لاویں امام عالی مقام نے پھر جانے سے انکار کیا قریب تھا کہ فساد ہو تا وہ فتنے سے ڈرا اور لوگوں کو بلوا لیا آپ نے آگے کوچ کیا جب موضع بطن رملہ میں پہنچے ایک نامہ اپنی روانگی کے مضمون کا اہل کوفہ کے نام لکھ کر روانہ کیا قاصد قادسیہ میں لے گیا وہاں سے حصین بن نمیر نے اسے کوفے میں پہنچایا ابن زیاد نے اسے قتل کیا اور شعبیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مدینے میں آئے تھے اتنے میں سنا کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف کوچ کیا تب عبداللہ بن عمر وہاں سے چلے اور موضع ربذہ کہ دو منزل ہے ادھر امام انام سے جا ملے اور سمجھایا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دنیا و آخرت میں مختار کیا تھا آپ نے آخرت اختیار کی اور دنیا نہ چاہی اور آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارہ ہیں واللہ تم میں سے کسی کو کبھی دنیا نہ ملے گی اور اللہ نے اسے تم سے باز نہیں رکھا مگر تمہاری بہتری کے لئے مناسب ہے کہ آپ پھر چلیں جناب امام نے انکار کیا تب عبداللہ بن عمر گلے لگ کر ملے اور کہا کہ تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اے شہید ہونے والے اور تحقیق یہ ہے کہ پہلے حضرت عبداللہ بن عمرؓ آپ کی خدمت میں پہونچے بعد اسکے آپ منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے بطن رملہ میں تشریف لائے اور عبداللہ بن یقطینؓ کے ہاتھ کہ آپ کے دودھ شریکی بھائی تھے کوفیوں کے نام نامہ بھیجا اور اس عرصہ میں ابن زیاد نے آپ کی آمد کی خبر سن کر حصین بن نمیر کو مع فوج روانہ کیا تھا اس نے قادسیہ کے گرد وپیش کی راہیں روکیں تھیں اس سے حضرت عبداللہ بن یقطینؓ پکڑے گئے آخر ابن زیاد نے شہید کیا الغرض جب آپ بطن رملہ سے آگے بڑھے زہیر بن قیس بجلیؓ کہ حج سے پھرے تھے آپ کو ملے اور اہل وعیال کو چھوڑ کر ہمراہ ہوئے جب منزل ثعلبیہ میں پہونچے بکر اسدی کوفے سے آتا تھا اس نے عبداللہ بن زیاد کا کوفے میں آنا اور کوفیوں کا اس سے ملجانا اور حضرت مسلم بن عقیلؓ اور ہانی کا شہادت پانا مفصل عرض کیا تب لوگوں نے مراجعت کی صلاح دی آپ نے چاہا پلٹ چلیں حضرت مسلم کے بھائیوں نے کہا واللہ ہم جب تک بدلہ نہ لیں گے یا مارے نہ جائیں گے نہ پلٹیں گے امام نے فرمایا تمہارے بعد زندگی بے لطف ہے پھر جو لوگ طمع دنیا سے ہمراہ تھے متفرق ہو گئے اور

رفیق اور عزیز باقی رہ گئے آپ نے آگے کوچ کیا پھر فرزوق شاعر آپ کو ملا اور کوفیوں کی بیوفائی اور حضرت مسلم کی شہادت مفصل عرض کی آپ چشم پر آب ہوئے اور فرمایا **ابیات** فَاِنْ تَکُنِ الدُّنْیَا تُعَدُّ نَفِیْسَۃً ؛ فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَنْبَلُ + وَاِنْ تَکُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ فَقَتْلُ امْرِءٍ بِالسَّیْفِ فِی اللّٰہِ اَفْضَلُ ۔ پھر جب آگے بڑھے زبالہ میں پہونچے عبداللہ بن یقطین رض کی شہادت کی خبر سنی بہت افسوس کیا اور آگے بڑھے جب دو منزل کوفہ باقی رہا حر بن یزید ریاحی ہزار سوار کی جمعیت سے حسب الحکم ابن زیاد کے آپہونچے اور عرض کی کہ ابن زیاد نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو اس کے پاس لے چلوں اور میں واللہ مجبور ہوں امام نے فرمایا کہ میں نے اہل کوفہ کے اصرار سے ادھر کا قصد کیا اور تم بھی اہل کوفہ ہو اگر تم اپنے عہد پر قائم رہو تو میں تمہارے شہر میں چلوں گا نہیں تو پلٹ جاؤں گا پھر اہل کوفہ کے خطوط دکھلائے حر نے قسم کھائی کہ مجھے اس کی خبر نہیں اور کہا کہ اب میں آپ کو چھوڑ نہیں سکتا جب تک ابن زیاد کے پاس نہ لیجاؤں پھر آپ نے چاہا کہ کسی گاؤں کے قریب پانی کے متصل اتریں حر نے نہ مانا ناچار امام عالی مقام راہ سے ہٹ کر دوسری تاریخ محرم کی ۶۱ھ سنہ ہجری میں میدان بے آب وگیاہ میں اترے اور لوگوں سے اس کا نام پوچھا عرض کیا اس کو کربلا کہتے ہیں فرمایا یہ کرب وبلا کا مقام ہے ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین رض جب کربلا میں پہونچے حر نے بطریق خیر خواہی عرض کیا کہ فوجیں متواتر چلی آتی ہیں آپ شبا شب کسی سمت کو کوچ کر جائیے حضرت نے شب کو کوچ کیا اور تمام شب قطع مسافت کی اور تقدیر سے صبح کو دیکھا کہ وہی میدان کربلا ہے اور بعضی روایت میں ہے کہ سات دن برابر یوں ہی اتفاق ہوا آخر یہ نوبت پہونچی کہ اونٹوں کو مارتے تھے اور وہ جگہ سے نہ ہلتے تھے اور جہاں میخ گاڑتے تھے یا لکڑی توڑتے تھے وہاں سے خون نکلتا تھا تب آپ نے فرمایا معلوم ہوا کہ یہی مقتل ہمارا ہے الغرض جب آپ نے کربلا میں نزول کیا ابن زیاد کا خط بیعت یزید کی طلب میں آپ کی خدمت میں آیا آپ نے پڑھ کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے ابن زیاد سن کر غیظ میں آیا اور فوج جمع کی اور عمر بن سعد کو کہ حکومت رے یعنی ولایت خراسان کی امارت اُسے تھی اس مہم کا سردار کیا ابن سعد نے جناب امام کے مقابلہ سے انکار کیا اس نے کہا یا فوج لیکر جا یا حکومت رے سے باز آ اور اپنے گھر بیٹھ رہ اس نے باغوائے شیطانی دنیا کو اختیار کیا اور فوج لیکر کربلا میں آیا پھر آپ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ کیوں تشریف لائے ہیں آپ نے فرمایا کوفیوں کی طلب سے آیا تھا جب ان کی بیوفائی معلوم ہوئی چاہا پلٹ جاؤں حر نے روک رکھا ہے تو اگر قرابت کا پاس کرے اور مزاحمت سے باز رہے تو وطن کو چلا جاؤں ابن سعد نے ابن زیاد کو اس کی اطلاع کی اسنے سوا بیعت یزید کے پذیرا نہ کیا اور شمر ذی الجوشن اور شیث بن ربعی وغیرہ اشقیا کو فوجیں لیکر بھیجا اور پانی بند کرکے اور ہر طرح کی اذیت دینے کا حکم دیا اور برابر فوج پر فوج بھیجتا چلا جاتا تھا یہانتک کہ بائیس ہزار سوار وپیادے جمع ہوئے اور دریائے فرات

ل یعنی پھر اگر دنیا کو نفیس شمار کریں پس گھر اللہ کے ثواب کا برتر اور بزرگ ہے اور اگر بدن مرنے کے لئے پیدا ہوگئے ہیں پس قتل ہونا آدمی کا تلوار سے اللہ کے لئے افضل ہے ۱۲

کے کنارے اترے اور آپ کے لوگوں کو پانی لینے سے مانع ہوئے اور اکثر ان میں وہی لوگ تھے جنہوں نے عرائض لکھ کر اور عہد و پیمان کر کے آپ کو مکے سے بلوایا تھا اور حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی روایت ہے کہ جب امام عالی مقام نے دیکھا کہ یہ لوگ بیوفائی پر مصر ہیں اور اب لڑائی سے چارہ نہیں تب آپ نے خیمے کے گرد خندق کھدوائی اور ایک راہ رکھی اور اس کھائی میں آگ جلادی تھی تاکہ کوئی شقی وہاں تک نہ جاسکے الغرض ساتویں تاریخ سے کوفیان بے ایمان نے آپکے قافلے کو آب فرات سے روکا حضرت کے لشکر میں تلاطم پڑا اور العطش کا غل مچا آپ نے حضرت عباسؓ کو تیس سوار اور بیس پیادے کی جمعیت سے بھیجا وہ اشقیا سے جنگ کر کے غالب آ کر مشک بھر لائے آٹھویں تاریخ پھر پانی نہ رہا آپ نے ایک جگہ کو کھدوایا تھوڑی دور پر چشمہ نکلا سب سیراب ہوئے پھر خشک ہوگیا روایت ہے کہ جب پیاس سے لبوں پر دم آئے یزید ہمدانی حضرت کی اجازت سے ابن سعد کے پاس گئے اور کہا وائے اس مسلمانی پر کتے اور سور فرات کا پانی پئیں اور تو اہلبیت رسول اللہ کو اس سے مانع آئے ابن سعد نے کہا سچ ہے پر حکومت رے کی مجھ سے چھوڑی نہیں جاتی روایت ہے کہ جب پیاس سے کسی کو طاقت بات کرنے کی نہ رہی جناب امام حسینؑ نے عباسؓ کو کچھ لوگ دے کر پانی کو بھیجا یزید والوں نے پانی لینے نہ دیا اور حضرت عباسؓ کو زخمی کیا اور ہمراہیوں کو شہید کیا روایت ہے کہ آخر امام مظلوم نے ابن سعد کو لکھ بھیجا کہ تین کام میں ایک کر یا مجھے چھوڑ دے کہ وطن کو جاؤں یا کسی اور ہی طرف جانے دے یا یزید کے پاس بھیجدے ابن سعد نے یہ حال ابن زیاد کو لکھ بھیجا اس مایہ فساد نے ابن سعد کو دھمکا کر لکھ بھیجا کہ اگر امام حسینؑ یزید کی بیعت کریں تو بہتر نہیں تو بے درنگ قتل کر کہ میں نے تجھے لڑنے کو بھیجا ہے نہ صلح کرنے کو اور جو تو نے اس میں سستی کی تو اپنی جگہ پر دوسرے کو پہونچا جان ابن سعد نے اس نامے کو دیکھتے ہی لشکر تیار کیا اور امام عالی مقام کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میں نے ہر چند چاہا کہ آپ یزید کی بیعت کر لیں اور میں آپ کے خون میں مبتلا نہ ہوں پر آپ نے نہ مانا اب سرانجام لڑائی کا کیجئے آپ نے اس روز ٹالا اور دوسرے روز پر حوالہ کیا روایت ہے کہ شب شہادت کو امام عالی مقام نے خواب میں دیکھا کہ کتوں نے آپ پر حملہ کیا اور ایک ان میں سپید داغ رکھتا تھا وہ زیادہ تر آپ سے بھڑا اس کی تعبیر امام نے یہ فرمائی کہ قاتل میرا سپید داغ رکھتا ہوگا اور ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسالتمآبؐ فرشتوں کی جماعت کیساتھ تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ دشمن تیرے مارنے کے درپے ہیں قیامت میں تیری شفاعت سے محروم رہیں گے اور عنقریب تو شہید ہوگا بہشت تیرے لئے سجی جاتی ہے ماں باپ تیرے منتظر ہیں پھر دست مبارک آپکے سینے پر پھیرا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا ۔ یعنی الٰہی حسینؑ کو صبر دے اور اس کا اجر عطا کر صبح کو کہ دسویں تاریخ محرم کی تھی ابن سعد نے فوج تیار کی اور میدان میں آیا امام عرش مقام نرغہ شیاطین لیام سے آگاہ ہوئے اور مسلح ہو کر باہر تشریف لائے اور شجاعان بنی ہاشم اور اصحاب اور موالی آپ کے کمال شجاعت اور جلادت سے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوئے اور حضرت عباسؑ اس گروہ فلک شکوہ کے پیش پیش علم لے کر چلے جب

خیمہ گاہ سے باہر نکلے آپ پہلے اتمام حجت کے واسطے اونٹ پر سوار ہو کر میدان معرکہ میں تشریف لائے اور آپ نے اپنی حقیقت کے دلائل اور بے جرمی اور مظلومی کا حال اور ظالموں کا مآل اور عہد شکنوں کا وبال کمال فصاحت اور بلاغت سے بیان فرمایا لیکن کسی سے سوا سرکشی اور بے حیائی کے جواب باصواب نہ پایا ناچار گھوڑے پر سوار ہوئے اور مقابلہ کا ارادہ کیا وابستگان رکاب کرامت انتساب نے عرض کی کہ جب تک ہم لوگ زندہ ہیں آپ کو مقابلہ کرنے نہ دیں گے پھر آپ کے اصحاب وفا شعار ایک ایک نکلے اور دشمنوں سے مقابل ہو کر صدہا کو واصل جہنم کیا آخر خود بھی سلسبیل شہادت سے سیراب ہوئے جب قریب پچاس جانباز وفاطراز کے شہید ہو چکے تب جناب سید الشہدا نے باآواز بلند ندا فرمائی کہ ہے کوئی فریاد کا پہونچنے والا ہماری فریاد کو اللہ کے واسطے ہے کوئی بچانے والا کہ بچائے حرم رسول اللہ کو یہ آواز سن کر حُر بن یزید ریاحی گھوڑا بڑھا کر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ میں نے پہلے آپ پر فوج کشی کی تھی اب میں ہی پہلے آپ کے گروہ میں آپہونچا ارشاد کیجئے کہ آپ پر فدا ہوں اور قیامت میں آپکے جدّ نامدار کی شفاعت پاؤں پھر حُر اور ان کا بھائی اور بیٹا اور غلام آزاد چاروں نے فوج اعدا پر حملہ کیا اور بہت اشقیا کو تلوار کے گھاٹ اتارا آخر کار موجۂ شہادت نے چاروں کا بیڑا پار کیا پھر باقی اصحاب جان نثار اور تیران نامدار اہلبیت اطہار ایک ایک رونق بخش میدان کارزار ہوئے اور تیغ زنی اور دشمن کشی میں غیرت دہ رستم واسفندیار ہوئے ہزاروں اعدا طعمۂ شمشیر آبدار کیے اور صدہا صید اجل گرفتہ تیر و تیزے سے شکار کیے رفتہ رفتہ جام شہادت سے سیراب اور چشمۂ کوثر تسنیم سے کامیاب ہوئے چنانچہ کتب مصائب اور تواریخ میں اکثروں کا حال اور ان کا نبرد وقتال مفصل مذکور ہے اس مختصر میں تبرکاً ان کے اسامی کے ذکر پر اکتفا کی روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ بہتر آدمی آپ کے متعلقوں سے معرکۂ کربلا میں شہید ہوئے ظاہرا متعلقوں سے یہی لوگ مراد ہیں کہ انھوں سے باسٹھ کا نام مذکور ہوتا ہے ۔

## ذکر اسامی اصحاب شہادت مآب جناب سید الشہدا خاتم آل عبا علیہ وعلیٰ آبائہ وذریتہ واصحابہ التحیۃ والثنا کا کہ معرکۂ کربلا میں راہ خدا میں فدا ہوئے

مسلم[1] بن عوسجہ اسدی ۔ سعید[2] بن عبداللہ حنفی ۔ بشیر[3] بن عمر حضری ۔ بریر[4] بن حضیر ہمدانی ۔ نعیم[5] بن عجلان انصاری ۔ زہیر[6] بن قیس بجلی ۔ حبیب[7] بن مظاہر اسدی ۔ عبداللہ[8] بن عمر کلبی ۔ ہلال[9] بن نافع بجلی ۔ انس[10] بن کاہل اسدی ۔ قیس[11] بن مصہر صیدادی ۔ عبداللہ[12] اور عبدالرحمن[13] دو بیٹے عروۃ بن حراق غفاری کے ۔ جون[14] غلام آزاد ابوذر غفاری کا شبیب[15] بن عبداللہ نہشتی ۔ قاسط[16] اور کردوس[17] دو بیٹے زہیر تغلبی کے ۔ کنانہ[18] بن عتیق ۔ ضرغامہ[19] بن مالک ۔ جوین[20] بن مالک ۔ عمر[21] بن ضبیعہ ضبعی ۔ یزید[22] بن ثبیت قیسی ۔ عبداللہ[23] اور عبیداللہ[24] دو بیٹے یزید بن ثبیط قیسی کے عامر[25] بن مسلم ۔ نعیث[26] بن عمرو نمردی ۔ سالم[27] غلام آزاد عامر بن مسلم کا ۔ سیف[28] بن مالک ۔ زہیر[29] بن بشر خثعمی ۔ بدر[30] بن

معقل جعفی ۔ حجاج بن مسروق جعفی بن حجاج اور ان کا بیٹا اور مجمع بن عبداللہ حامدی ۔ عمار بن حسان بن شریح طائی ۔ حباب بن حارث سلیمانی اسدی ۔ جندب بن حجر خولانی ۔ عمر بن خالد صیداوی ۔ سعید غلام آزاد ان کا یزید بن زیاد بن مظاہر کندی ۔ طاہر غلام آزاد دین الحق خزاعی کا ۔ حنبلہ بن علی شیبانی سالم کلبی غلام آزاد بنی مرتبہ کا اسلم بن کثیر بن اعرج ازدی ۔ زہیر بن سلیم ازدی ۔ قاسم بن حبیب ازدی ۔ عمرو بن جندب حضرمی ۔ ابو ثمامہ عمرو بن عبداللہ صائدی ۔ حنظلہ بن اسعد شیبانی ۔ عبدالرحمن ۔ عبداللہ بن کدن ارجی ۔ عمار بن ابی سلامہ عابس بن حبیب شاکری ۔ شوذب غلام آزاد شاکر کا ۔ شبیب بن حارث بن شریح ۔ مالک بن شریح ۔ حر بن یزید ریاحی اور انکا بھائی اور بیٹا ۔ اور غلام آزاد اور سلیمان اور قارب اور منجح تینوں غلام آزاد جناب سیدالشہدا امام حسینؑ کے

## ذکر اسامی شہدائے عالی تبار اہلبیت اطہار کا کہ میدان کربلا میں شہید تیغ جفا ہوئے

اس معرکے میں عترت رسول مقبول صلعم سے حضرت عباس اور حضرت عثمان اور حضرت محمد اور حضرت عبداللہ اور حضرت جعفر اور حضرت عبیداللہ جناب امیرالمومنین علیؑ کے صاحبزادے اور حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ اور حضرت عمر اور حضرت ابوبکر ۔ جناب امام حسنؑ کے جگر پارے اور حضرت علی اکبر اور حضرت عبداللہ معروف بہ علی اصغر جناب امام حسینؑ کے لخت جگر اور حضرت محمد اور حضرت عون اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے فرزند حضرت عبداللہ اور حضرت جعفر اور عبدالرحمن بن عقیل ابی طالب کے بیٹے اور حضرت عبداللہ حضرت مسلم بن عقیل کے بیٹے اور حضرت محمد بن ابی سعد بن حضرت عقیل تشنہ زبان تفتہ جان کشتۂ تیغ و تبر و سناں ہو کر گلشن فردوس کو سدھارے اور صواعق میں لکھا ہے کہ حضرت سیدالشہدا کے بھائی اور بھتیجے اور بیٹے اور حضرت جعفر طیار اور حضرت عقیل کی اولاد سب انیس نامدار معرکۂ کربلا میں شہید ہوئے اور بعضے اکیس کہتے ہیں ۔

## تتمہ ذکر پرشور و شین شہادت امیرالمومنین امام حسینؑ سلام اللہ علیہ و علی آبائہ کا

الغرض جب سارے اصحاب اور موالی اور تمام شجاعان اہلبیت عظام کہ ہر ایک رستم میدان قتال اور صاعقۂ آسمان جلال تھے اس میدان قیامت سامان میں ہزارہا اعدا اور بے انتہا اشقیا کو فی النار کر کے تشنہ لبان العطش گویان کشتہ ہو کر بار الحیات شہادت سے زندہ جاوید ہوئے تب یکہ تاز میدان کرب و بلا شیر خدا جناب سیدالشہدا بنفس نفیس معرکۂ قتال میں تشریف لائے اور شمشیر آبدار میان سے لے کر یہ رجز پڑھا اشعار

أَنَا ابْنُ عَلِيٍّ خَيْرٌ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ ✦ كَفَانِي بِهٰذَا مَفْخَرًا حِيْنَ أَفْخَرُ ✦ وَجَدِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ أَكْرَمُ مَنْ سِرَاجُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ يَزْهَرُ ✦ وَفَاطِمَةُ أُمِّي سُلَالَةُ أَحْمَدَ ✦ وَعَمِّي يُدْعٰى ذَا الْجَنَاحَيْنِ جَعْفَرُ ✦ وَفِيْنَا كِتَابُ اللّٰهِ

۱ یعنی میں بیٹا علی کا ہوں کہ بہتر اولاد ہاشم کے تھے کافی ہے مجھے اسکا فخر جب فخر کروں اور نانا میرا رسول اللہ بہتر ان کا چلتے عالم میں اور ہم چراغ اللہ کے ہیں زمین میں روشن ۱۲ اور فاطمہ ماں میری خلاصہ پیغمبر کی اور چچا میرا جعفر ہیں جو کہلاتے تھے صاحب دو بازوؤں کے اور ہم میں کتاب اللہ کی آتاری گئی اور ہم میں ہدایت صدق مذکور ہوتی ہے ۱۲

اُنْزِلَ صَادِقًا + وَ نَبِیًّا الْھُدٰی وَالْوَحْیُ وَالْخَیْرُ یُذْکَرُ + پھر صف اعدا پر حملہ فرمایا اور جو مقابل ہوا قعر جہنم کو پہونچایا جس پر وار کیا ایک ہی ہاتھ میں فی النار کیا اور جدھر نگاہ پلٹی صف کی صف الٹی اتنے میں شمر ذی الجوشن شقی ایک ٹکڑی فوج کی لیکر آپ کے حرم سرا کے درمیان حائل ہوا جناب امامت مآب نے للکار کر فرمایا اے گروہ شیطان میں تم سے لڑتا ہوں عورتیں تو نہیں لڑتیں پھر حرم سرا سے تعرض کرنا تمہارا بیجا ہے شمر نے لوگوں سے کہا عورتوں کی طرف نجاؤ ان ہی پر حملہ کرو پھر وہ شیاطین امام مظلوم کی طرف جھکے اور چاروں طرف سے تیروں کی بوچھار اور نیزوں کی مار شروع کی اور تمام جسم مبارک زخموں سے چور ہوا آخر وہ شیر بیشۂ کبریائی گھوڑے سے جدا ہوئے پھر نصر بن خرشہ نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا مگر ہیبت سے ہاتھ کانپا تب خولی بن یزید اترا اور سر انور کو جسم اطہر سے جدا کیا اور ایک روایت میں یوں تفصیل ہے کہ ایک لعین کا تیر حضرت کے تالو سے پار ہو گیا تب آپ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور شمر نے چہرۂ مبارک پر تلوار ماری جس سے روح مقدس گلشن فردوس کو سدھاری پھر سنان بن انس نخعی نے نیزہ مارا اور خولی بن یزید سر ہمایوں فر کاٹنے کو اترا اس کے ہاتھ رعب سے کانپنے لگے تب بھائی اس کا شبل بن یزید اترا اور اس ملعون نے سر انور آگیں تن نازنین سے جدا کیا اور خولی کو دیا تحریر الشہادتین میں لکھا ہے اگرچہ امام حسینؑ کے قتل میں بہت ملعون شریک تھے پر پرواز روح مبارک شمر کی تلوار اور سنان بن انس کے نیزہ لگنے کے ساتھ واقع ہوئی اسی جہت سے یہ دونوں قاتل مشہور ہیں پھر وہ شیاطین حرم شریف میں گھسے اور اور بارہ صاحبزادے کہ اہل بیت نبوت سے ہمراہ تھے اور مخدرات حجاب عصمت کو اسیر کیا اور شمر اور ابن سعد کے حکم سے سواروں نے لاش کرامت پاش پر گھوڑے دوڑائے اور سر اعجاز گستر مع سرہائے شہدائے نامدار اور مظلومان اہلبیت اطہار کے کہ مطابق ایک روایت کے اٹھہتر سر تھے بشیر بن مالک اور خولی بن یزید کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس بھیجدیئے روایت ہے کہ جب کوفے میں پہونچے خلقت وہاں کی دیکھ کر رونے پیٹنے لگی جناب امام سجاد علیہ السلام نے بآواز حزیں فرمایا کہ یہ لوگ ہمارے لئے نوحہ کرتے ہیں پھر وہ کون تھے جنھوں نے ہمیں قتل کیا کہتے ہیں کہ ابن سعد نے کربلا میں ایک دن مقام کر کے اپنے طرف کے کشتوں کو دفن کیا اور شہیدوں کی لاشیں تین دن تک ویسی ہی پڑی رہیں تیسرے دن فرات کے کنارے ایک گاؤں ہے عامریہ نام وہاں کے لوگوں نے کہ قبیلہ بنی اسد سے تھے جمع ہو کر جناب امام حسینؑ کو ایک قبر میں دفن کیا اور بنی ہاشم کو پائیں آپ کے ایک جا اور باقی گنج شہیداں کو ایک جا دفن کیا مگر حضرت عباس کہ عامریہ کی راہ پر جہاں شہادت پائی تھی وہیں دفن ہوئے اور ابن زیاد بدنہاد شقاوت بنیاد نے ان سروں کو کوفے میں تشہیر کیا اور مع اسیران اہلبیت طہارت کے شمر ذی الجوشن شقی کے ہمراہ دمشق میں یزید کے پاس بھیج دیا سر الشہادتین میں لکھا ہے کہ یزید نے اسیران اہلبیت اور سر مبارک جناب امام حسینؑ کو حضرت امام زین العابدین علیہما السلام کے ہمراہ مدینہ طیبہ کو روانہ کیا اور تحریر الشہادتین میں مذکور ہے کہ سر مبارک کے دفن میں اختلاف ہے قرطبی نے لکھا ہے کہ صحیح تر یہ ہے کہ یزید نے سر اطہر کو مدینے نہیں بھیجا اور تجہیز و تکفین کر کے بقیع میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پہلو میں دفن کیا اور خلاصۃ الوفا میں لکھا ہے کہ جناب امام حسنؑ کے پہلو میں مدفون

ہے اور بعض روایت میں ہے کہ یزید کے خزانے میں رہا آخر سلیمان بن عبدالملک نے اپنے عہد میں خوشبو لگا کر اور کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کیا پر کسی روایت میں یہ نہیں ثابت ہوا کہ کربلا میں اپنے جد مبارک کے پاس دفن ہوا اور واقعۂ ہائلہ شہادت کا روز جمعہ عاشورے کے دن یعنے دسویں تاریخ محرم کی سنہ ۶۱ ہجری میں واقع ہوا اور سن مبارک امام انام کا بروایت سرالشہادتین چھپن برس پانچ مہینے پانچ دن کا تھا اور صواعق وغیرہ میں مصرح ہے کہ جب امام عالی مقام کی شہادت ہوئی آسمان سے خون برسا اور دیواریں رنگین ہو گئیں جیسے کسم سے رنگین ہوں اور آسمان سیاہ ہو گیا اور سورج کو گہن لگا اور دن کو ستارے جھلملاتے نظر آئے اور جو پتھر اٹھایا اس کے نیچے تازہ خون پایا اور یہ حال ہوا کہ لوگوں نے جانا کہ قیامت آئی اور چھ مہینے تک آفاق عالم میں شفق کی سرخی رہی اور ایک اونٹنی لشکر اعدا میں ذبح ہوئی اس کے منہ سے آگ نکلی تھی اور جب پکی خون کا لوتھڑا ہو گیا اور سوا اسکے بہت آثار غضب الٰہی کے ظاہر ہوئے اور جنات مرثیے پڑھتے تھے ان میں سے ایک تھا اشعار مَسَحَ الرَّسُوْلُ جَبِیْنَہٗ[1] + فَلَہٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ + اَبَوَاہُ فِیْ عُلْیَا قُرَیْشٍ + وَجَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ اور بعضے جنات یہ مرثیہ پڑھتے تھے اشعار اَلَا یَا عَیْنُ[2] فَاحْتَفِلِیْ بِجُھْدٍ + وَمَنْ یَّبْکِیْ عَلَی الشُّھَدَاءِ بَعْدِیْ + عَلٰی رَھْطٍ تَقُوْدُھُمُ الْمَنَایَا + اِلٰی مُتَجَبِّرٍ فِیْ مُلْکِ عَبْدٍ اور بعضے جن یہ پڑھتے تھے شعر اَنْعِیْ[3] حُسَیْنًا ھَبِیْلًا + وَکَانَ حُسَیْنًا جَبَلًا + اور اس واقعۂ ہائلہ کی خبر اول سے جناب خیرالبشر کو وحی الٰہی سے دریافت ہو گئی تھی اور آپ نے بالاجمال بارہا ارشاد فرمایا تھا چنانچہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا کہ میرا بیٹا حسین مارا جائے گا طف کی سرزمین میں یعنی کربلا میں اور وہاں کی مٹی میرے پاس لائے کہ یہ خوابگاہ اس کی ہو گی اور انسؓ سے روایت ہے کہ مینھ کا فرشتہ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں پیغمبر خدا کی زیارت کو آیا اتنے میں جناب امام حسینؑ آئے اور حضرتؐ کے اوپر کودنے لگے اور آپ ان کے بوسے لینے لگے تب اس فرشتے نے کہا آپ ان کو پیار کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں اس نے عرض کی کہ آپ کی امت ان کو شہید کریگی اور لال اور وردی مٹی لا کر دکھائی کہ یہاں انکا مدفن ہو گا ام سلمہؓ نے اسے باندھ رکھا راوی کہتا ہے کہ ہم اسے کربلا کہتے ہیں اور ام سلمہؓ کی روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا تھا کہ جب یہ مٹی خون ہو جاوے تو جانیو کہ میرا بیٹا مارا گیا پھر میں نے اسے شیشے میں رکھ چھوڑا اور یہ روایت طرق کثیرہ سے متحد المعنے آئی ہے اور یحییٰ حضرمیؒ سے روایت ہے کہ میں جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؑ کے ہمراہ سفر صفین میں تھا جب نینویٰ کے مقابل پہونچے فرمایا ٹھہر اے اباعبداللہ فرات کے کنارے میں نے عرض کی یہ کیا ارشاد ہوا فرمایا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ حسینؑ شہید ہو گا فرات کے کنارے اور دکھائی مجھے پھر وہاں کی مٹی اور اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ کے ساتھ موضع قبر جناب امام حسینؑ پہ پہونچے آپ نے فرمایا کہ یہ

[1] مسح کی پیغمبرؐ نے پیشانی اسکی۔ پس چمک دمک تھی اسکے رخساروں میں ماں باپ اسکے بزرگ قریش کے ہیں اور نانا اس کے بہتر ناناؤں کے ہیں ۱۲
[2] خبردار اے آنکھ روجتنا ہو سکے اور کون روئے گا شہیدوں پہ بعد میرے اور اوپر ان لوگوں کے کہ کھینچے لئے جاتی ہے انھیں موت طرف جابر کے عہد سلطنت میں ۱۲ [3] خبر شہادت دیتا ہوں حسین کی رو کر اور تھے حسین صبر کے پہاڑ ۱۲

شہیدوں کے اونٹ بندھنے کا اور ان کے کجاوے رکھنے کا اور خون بہنے کا مقام ہوگا ایک گروہ آل محمدؐ سے مارے جائیں گے اس مقام میں رو دے گا ان پر آسمان اور زمین اور محمد بن عمرو بن حسین علیہم السلام سے روایت ہے کہ جناب امام حسینؑ کے ساتھ کربلا کی دو نہروں پر تھا کہ آپ نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا فرمایا اللہ و پیغمبر اس کے سچے ہیں پیغمبر خدا نے فرمایا تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں ابلق کتے کو منھ ڈالتا ہے میرے اہلبیت کے خون میں یہ کلام اس جہت سے فرمایا کہ شمر کے بدن میں سفید داغ تھے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن دوپہر کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا بال بکھرے غبار آلودہ اور ہاتھ میں ایک شیشہ خون سے بھرا میں نے پوچھا یہ کیا ہے فرمایا حسینؑ اور ان کے اصحابوں کا لہو ہے آج اب تک میں اسے اٹھا رہا ہوں ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے وہ وقت یاد رکھا پھر معلوم ہوا کہ اسی روز جناب امام حسینؑ شہید ہوئے تھے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبر خداؐ کو وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے خون کے عوض میں ستر ہزار کو مارا اور تیرے نواسے کے بدلے ستر اور ستر ہزار ماروں گا اور سہال بن عمروؒ سے روایت ہے کہ میں دمشق میں تھا جب سر مبارک جناب امام حسینؑ کا گیا ایک شخص سورہ کہف پڑھتا تھا جب اس آیت پر پہونچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا(۵)۔ تب اللہ تعالیٰ نے سر اطہر کو گویا کر دیا بزبان فصیح فرمایا کہ اصحاب کہف کے قصے سے بھی عجیب تر ہے میرا قتل کرنا اور ابی قنبلؒ نے کہا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے اور سر کاٹ کر لوگ شام کو لے چلے پہلی منزل میں بیٹھ کر نبیذ پینے لگے اتنے میں غیب سے ایک لوہے کا قلم ظاہر ہوا اور خون سے یہ شعر لکھا شعر اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا + شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْجَزَاءِ یعنی آیا امید رکھتے ہیں وہ لوگ جنھوں نے امام حسینؑ کو قتل کیا شفاعت ان کی نانا کی روز قیامت کو اور شواہد النبوۃ میں لکھا ہے صحیح اور ثابت ہوا ہے کہ جناب امام حسینؑ کے قاتلین سے کوئی نہیں بچا کہ موت سے پہلے گرفتار بلا نہیں ہوا اور صواعق میں زہریؒ سے روایت ہے کہ جتنے اس خون ناحق میں شریک تھے گرفتار عذاب ہوئے یا قتل ہوئے یا اندھے ہو گئے یا منہ کالا ہو گیا حکومت اور سلطنت ان کی تھوڑے دنوں میں خاک میں ملی۔

# ذکر اولاد کرام عالی مقام امام حسین علیہ التحیۃ والسلام

اکثر علماء اخبار لکھتے ہیں کہ جناب امام حسینؑ کی چھ اولاد تھیں چار بیٹیاں اور دو بیٹے اور خواجہ محمد پارساؒ نے اپنی تحقیقات میں اسی کو اختیار کیا ہے اور ثابت ہوا ہے کہ آپ کے صاحبزادوں میں تین کا نام علی تھا پہلے صاحبزادے سب سے بڑے جناب زین العابدین علی بن الحسینؓ تھے کہ انکو بعضے علی اکبر اور بعضے علی اوسط اور اکثر علی اصغر لکھتے ہیں والدہ ان کی شہر بانو یزدجرد بن شہریار بادشاہ ایران کی بیٹی تھیں اسماء الرجال مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ولادت آپ کی بقول اصح ۳۸ھ

یں واقع ہوئی اس سے آپ کا نام علی اصغر ہوا اور وفات آپ کی بقول راجح سنہ ۹۴ چورانوے ہجری میں
واقع ہوئی اور معرکہ کربلا میں بیماری کے سبب جہاد سے معذور رہے اور تمام اہلبیت کیساتھ اسیر ہوئے
روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ شمر لعین نے چاہا تھا کہ آپکو بھی شہید کرے لیکن ابن سعد کی منت اور ملامت
سے اور حمید بن مسلم کی فہمائش سے باز رہا آپ جناب امام حسینؑ کے خلیفہ اور حامل اسرار اور آئمہ
اہلبیت سے چوتھے امام تھے اور نسل جناب امام حسینؑ کی فقط آپ ہی کی اولاد سے باقی رہی دوسرے
علی اکبرؑ کہ بعضے انھیں علی اوسط جانتے ہیں وہ ہمشکل جناب سید المرسلین تھے اٹھارہ برس کا سن تھا کہ معرکہ
کربلا میں کمال شجاعت سے جہاد فرمایا اور بہت اشقیا کو تہ تیغ کیا آخر شہید ہوئے والدہ انکی لیلیٰ
دختر ابی مرہ قبیلہ ثقیف سے تھیں تیسرے حضرت عبد اللہ کہ علی اصغر مشہور ہیں شیر خوار تھے والدہ ان کی
رباب امراء القیس بن علی قبیلہ سعد سے تھیں وہ معرکہ کربلا میں پیاس سے تڑپتے تھے جناب
سید الشہدا باہر لائے اور اشقیا کو ان کا حال دکھایا کہ شاید رحم کریں اور پانی دیں ایک لعین نے تیر
مارا گلے کے پار ہو گیا آب پیکاں حلق میں پہونچتے ہی زلال موت نوش کیا چوتھے حضرت جعفر کہ ان کی
ماں قبیلہ قضاعہ سے تھیں چار برس کا سن تھا کہ جناب امام حسینؑ کی حیات میں وفات پائی اور صاحبزادیوں
میں آپ کی بڑی صاحبزادی کا نام فاطمہ تھا والدہ ان کی اسحاق طلحہ بن عبید اللہ تیمی کی بیٹی تھیں کہ عشرہ
مبشرہ سے ہیں جناب امام نے ان کی شادی حضرت حسن مثنیٰ جناب امام حسنؑ کے صاحبزادے سے کی تھی
چنانچہ امام حسینؑ کی اولاد کے ذکر میں مذکور ہوا اور چھوٹی صاحبزادی کا نام حضرت سکینہ تھا وہ رباب کی بیٹی
اور حضرت عبد اللہ شہید کی حقیقی بہن تھیں جناب امامؑ ان سے اور ان کی والدہ سے بہت محبت رکھتے تھے ان
کا مصعب بن زبیر سے بیاہ ہوا نہایت جمیلہ فصیحہ بلیغہ تھیں جب مصعب کو کوفیوں نے شہید کیا حضرت سکینہ کوفے
کو گئیں اہل کوفہ استقبال کو نکلے انھوں نے فرمایا برا ہو تمہارا اے کوفے والو تمنے مجھے بچپن میں یتیم کیا اور
جوانی میں بیوہ کر دیا تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے وفات ان کی مدینے میں پنجشنبے کو پانچویں تاریخ ربیع الاول
کی ۱۱۷ھ ایکسو سترہ ہجری میں ہوئی اور اسماء الرجال مشکوٰۃ میں ذخائر العقبےٰ سے لکھا ہے کہ امام حسینؑ کی نو
اولاد تھیں چھ بیٹے اور تین بیٹیاں اور منازل اثنا عشر میں تفصیل ان چھ بیٹوں کی مذکور ہے حضرت علی اکبر اور
حضرت علی اوسط مشہور بہ جناب امام زین العابدینؑ اور حضرت علی اصغر اور حضرت عبد اللہ اور حضرت جعفر اور
حضرت محمد اور تاریخ معالم سے نقل کیا ہے کہ بعضوں نے محمد کے عوض عمر ذکر کیا ہے اور اس قول سے معلوم
ہوتا ہے کہ علی اصغر اور ہی صاحبزادے تھے اور عبد اللہ شہید معرکہ کربلا اور ہی تھے اور عمر بن حسینؓ کا ذکر
اخبار الاحزان وغیرہ میں سید شریف مرتضےٰ سے یوں نقل ہے کہ ان کا سن تقریباً گیارہ برس کا تھا جب دمشق
میں گئے ایک روز یزید نے ان سے کہا کہ میرے بیٹے خالد سے کہ تمہارے ہم سن ہے کشتی لڑو گے انھوں
نے فرمایا کہ کشتی نہ لڑونگا لیکن ایک چھری مجھے دے اور ایک اسے پھر دیکھ کیسا لڑتا ہوں یزید پلید نے یہ
شعر پڑھا شِنْشِنَةٌ اَعْرِفُهَا مِنْ اَخْزَمٍ + هَلْ يَلِدُ الْحَيَّةَ اِلَّا الْحَيَّةُ خصلت اور جبلت ہے کہ پہچانتا ہوں
میں اخزم سے نہیں پیدا ہوتا ہے سانپ سے سانپ اور قول ثانی پر تیسری صاحبزادی جناب امامؑ کی رقیہ تھیں
اور بعضے فاطمہ صغریٰ کہتے ہیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ رقیہ نے شام میں اپنے پدر بزرگوار کو خواب میں

دیکھا اسی شب کے دن کو ان کی وفات ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰

## ذکر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت کا

امام ابو حنیفہؒ عابد اور زاہد اور عارف اور خائف تھے اور ریاضت و مجاہدہ و خلوت و مشاہدہ انکا خارج از بیان ہے احوال عبادت کا تو یہ ہے کہ حماد بن ابی سلیمانؒ کہتے ہیں کہ تمام رات عبادت میں صرف کرتے تھے روایت ہے کہ اول نصف شب جاگتے تھے ایک روز راہ میں تشریف لئے جاتے تھے ایک آدمی نے کہا کہ یہ شخص تمام رات عبادت کرتا ہے بعد اُس کے تمام رات عبادت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ لوگ میری وہ توصیف نہ کریں جو مجھ میں نہو اور احوال زہد کا یہ تھا کہ روایت ہے ربیع بن عاصم سے کہ بلایا میرے تئیں یزید بن میسرہ نے پس میں ابو حنیفہؒ کو لے گیا پس یزید بن میسرہ ان کو بیت المال سونپنے لگے ابو حنیفہؒ نے انکار کیا اس نے بیس چابک مارے پس نظر کرو کہ کسطرح ولایت سے بھاگے اور عذاب کے متحمل ہوئے چند اصحاب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے دیکھا ہے چنانچہ انس بن مالکؓ و جابر بن عبد اللہ بن اوفیؓ کو و وائلہ بن اشیعؓ سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہؒ بن مبارک کے روبرو کسی نے ابو حنیفہؒ کو بہ بدی یاد کیا ابن مبارکؒ نے کہا کہ تم ذکر کرتے ہو ایسے شخص کا کہ تمام دنیا اس کی طرف متوجہ ہے اور وہ دنیا سے بھاگتا ہے امام ابو حنیفہؒ جب روضۂ مقدس مطہر پر جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے حاضر ہوئے السلام علیک یا سید المرسلینؐ کہا جواب سے مشرف ہوئے وعلیک السلام یا امام المسلمین محمد بن شجاع سے روایت ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر عباسی نے دس ہزار درہم ابو حنیفہؒ کے پاس بھیجے ان کو لیکر اپنے بیٹے سے کہا کہ ان درہموں کو رکھ چھوڑو جب میں مرجاؤں تو یہ روپے پھیر دیجیو اور کہیو کہ یہ تمہاری ودیعت ہے جو ابو حنیفہؒ کے پاس چھوڑی تھی روایت ہے کہ ان کو خلیفہ نے ولایت قضا دینے کے واسطے بلایا فرمایا کہ میں لائق قضا کے نہیں ہوں پوچھا کس واسطے کہا یہ بات میری اگر سچی ہے تو میں قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا اور سچ نہیں تو جھوٹا بھی قاضی ہونے کے لائق نہیں ہے شریک نخعیؒ سے روایت ہے کہ ابو حنیفہؒ کثیر السکوت تھے بہت کم سخن تھے اور دائم الشکر تھے۔

## ذکر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت کا

طریقہ عبادت ان کی یہ تھا کہ رات کو تین حصّے کیے تھے ایک ثلث میں علم کی تکرار رہتی تھی اور ایک ثلث میں نماز پڑھتے تھے اور ایک ثلث میں آرام کرتے تھے ربیعؒ سے روایت ہے کہ حضرت امام شافعیؒ رمضان میں سات قرآن کا ختم کرتے تھے یہ سب نماز میں پڑھتے تھے حسین کرابیؒ سے روایت ہے کہ میں کئی رات امام شافعیؒ کے ساتھ رہا بقدر ثلث شب کے نماز پڑھتے تھے پچاس آیتیں کبھی سو آیتیں پڑھتے تھے جب پڑھتے آیات رحمت کو تو سوال کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے رحمت کا واسطے اپنے اور سب مسلمانوں کے اور جب

گذرتے تھے آیات عذاب پر تو نجات چاہتے تھے واسطے اپنے اور جمیع مومنین کے گویا رجا اور خوف انکی ذات شریف میں جمع تھا اور فرمایا ہے امام شافعیؒ نے کہ دس برس کی عمر سے میں نے سیر ہوکر نہیں کھایا اسواسطے کہ سیری بدن کو ثقیل کرتی ہے اور دل کو سخت کرتی ہے اور سمجھ بوجھ کو زائل کرتی ہے اور نیند کو بڑھاتی ہے اور عبادت سے باز رکھتی ہے پس غور کیا چاہیے سیری کی آفتوں کی حکمت بیان کرتے ہیں اور کوشش عبادت میں کہ جس کے واسطے سیری کو چھوڑا اور سر بندگی کا تقلیل طعام ہے اور فرمایا امام شافعیؒ نے کہ نہیں قسم کھائی میں نے کبھی نہ سچی نہ جھوٹی پس نظر کرنا چاہیے طرف حرمت اور توقیر کرنے ان کے نام خدا کے تئیں اور یہ دلیل ہے اوپر کمال ان کے کے جمال الٰہی پر کسی نے سوال کیا حضرت امام شافعیؒ سے ایک مسئلے کا پس سکوت کیا آپنے اس شخص نے پوچھا کسواسطے جواب نہیں فرماتے کہا کہ میں سوچتا ہوں کہ فضیلت میرے سکوت میں ہے یا جواب میں اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ کس درجہ مخالفت زبان کی کرتے تھے اور کلام اور سکوت انکا نہ تھا مگر واسطے حاصل کرنے فضیلت کے اور طلب ثواب کے امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ ایک حکیم نے دوسرے حکیم کو لکھا کہ جب تجھ کو علم ملا تو مت آلودہ کر اس علم کو گناہوں کی ظلمت سے نہیں تو باقی رہیگا پل صراط کی تاریکی میں حیرت سے اور اہل علم اپنے علم کے نور سے گذر جائیں گے عشرت سے فرمایا ہے امام شافعیؒ نے جو کوئی دعوے حب دنیا اور حب خالق کا ایک دل میں رکھے وہ جھوٹا ہے حمیدؔ سے روایت ہے کہ امام شافعیؒ نے بعضے والیان ملک کے ساتھ یمن کیطرف بہ یمن و برکت حرکت کی تھی وہاں سے دس ہزار درم لیکر مکے میں تشریف لاتے تھے اور مکے سے باہر خیمہ استادہ کیا شام تک وہ سب درہم اللہ دیکر مجروحان افلاس کے قلوب کا مرہم کیا ایک بار آپ حمام میں تشریف لے گئے حمامی کو لال کثیر دیکر تشریف لے گئے ایک روز بر سر سواری آپکے ہاتھ سے چابک زمین پر گر پڑا ایک شخص نے فوراً اٹھاکر آپکو دیا اسکو پچاس دینار کا انعام کیا سخاوت ان کی بیان سے باہر ہے یہ سخاوت ان کی زہد پر دلیل ظاہر ہے اسواسطے کہ محب دنیا امساک کرتا ہے اور زاہد پاک باز دنیا کی تفریق سے اپنے دل کو پاک کرتا ہے جسکی نظروں میں دنیا حقیر ہے وہی فی الحقیقۃ زاہد کبیر ہے اور شدت خوف خدا اس درجے پر تھی کہ سفیان بن عینیہؒ نے ایک روز حدیث خوف کی پڑھی حضرت امام شافعیؒ کو غش آیا لوگوں نے سفیان سے عرض کی کہ اس حدیث نے محمد بن ادریس کی جان قبض کی فرمایا اگر سچ ہے تو افضل زمانہ میرا ہے عبداللہ بن محمد سے روایت ہے کہ میں بغداد میں نہر کے کنارے وضو کرتا تھا اور امام شافعیؒ عراق سے آئے اور فرمایا کہ اے غلام نیک کر وضو اپنا نیکی کریگا اللہ ساتھ تیرے دنیا و عقبیٰ میں میں جلد وضو کرکے آپکے پیچھے گیا تب انھوں نے ملتفت ہوکر فرمایا آیا کچھ حاجت ہے میں نے عرض کی کہ سکھا تو مجھ کو وہ علم جو اللہ نے تجھ کو سکھایا ہے فرمایا جان تو جو کوئی سچ بولے گا نجات پاوے گا جو اپنے دین پر ڈرے گا وہ ہلاکت سے سلامت رہیگا اور جسمیں تین خصلتیں ہوں گی اس کا دین کامل ہوگا ایک جو دوسرے کو امر نیک بتادے اور آپ عمل کرے دوسرے جو کار بد سے نہی کرے اور آپ بھی باز رہے تیسرے حدود اللہ کی حفاظت کرے یعنی جو اللہ نے حدیں شرع میں باندھی ہیں ان سے تجاوز نہ کرے اور جو دنیا سے زاہد رہا اور عاقبت میں راغب رہا اور اللہ سے سچا رہا وہ نجات پاویگا کسی نے امام شافعیؒ سے پوچھا کہ ریا کیا ہے فرمایا ریا ایک فتنہ ہے

کہ ہوائے نفسانی نے علما کے دلوں پر اور آنکھوں پر گرہ باندھی ہے اور نفس کی بدی سے اسکا خیال کرتے ہیں اسواسطے اپنے اعمال کا ابطال کرتے ہیں امام شافعیؒ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے تئیں نگاہ نہ رکھے اسکو علم نفع نہ دیگا اور جو کوئی علم میں اللہ کی اطاعت کریگا اس پر اسرار الٰہی کھلیں گے اور امام غزالیؒ نے یہ سب احوال لکھکر فرمایا کہ خلوص نیت امام شافعیؒ کی اور بے ریائی ان کی اس درجے پر تھی کہ فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ لوگ میرے علم سے منتفع ہوں اور میری طرف سے وہ علم منسوب نہ ہو پس غور کیا چاہیئے کہ آفت علم اور طلب شہرت اور اسم سے اس درجہ نفرت تھی کہ سوائے وجہ اللہ کے دوسری طرف التفات نہ تھا اور اسی قسم کی وہ روایت ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا نہیں کی میں نے تکرار علم اور مناظرہ کسی سے مگر چاہتا تھا میں یہ بات کہ اس سے خطا نہ ہو اور توفیق راست اس کو خدائے تعالیٰ دیوے اور چاہتا تھا کہ حق ظاہر ہو خواہ میری زبان سے خواہ طرف ثانی کی زبان سے اور جو شخص کہ بروقت مناظرے کے سخن حق مجھ سے قبول کرتا تھا تو اسکی ہیبت میرے دل میں آتی تھی اور میں اسکا معتقد ہوتا تھا اور جو کوئی مکابرہ کرتا تھا یعنی واسطے حق کی چھپانے کے حجتیں اٹھاتا تھا وہ میری نظروں میں حقیر ہو جاتا تھا اور امام احمد بن حنبلؒ سے روایت ہے کہ میں چالیس برس سے نماز کے بعد امام شافعیؒ کے حق میں دعا مانگتا ہوں ایک روز انکے بیٹے نے کہا کہ اے بابا امام شافعیؒ کون ہے جسکے واسطے تو ہمیشہ دعا مانگتا ہے امام احمد حنبلؒ نے فرمایا اے بیٹے تھا امام شافعیؒ آفتاب دنیا کا اور عافیت خلق کی اور نہیں ہے دنیا میں کوئی شخص کہ دوات قلم واسطے علم کے چھوئے گا مگر امام شافعیؒ کی سنت اسکی گردن پر ہوگی امام احمد ابن حنبلؒ تین لاکھ احادیث کے حافظ تھے باوجود ان فضائل کے پھر امام شافعیؒ کے شاگرد ہوئے یہ تھوڑا سا احوال لکھا گیا ہے مناقب انکے حد سے خارج ہیں۔

## ذکر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت کا

علم کی تعظیم میں نہایت مبالغہ کرتے تھے اور جب حدیث پڑھانے کو بیٹھتے تھے تو وضو کر کے خوشبو لگا کر کمال وقار سے اور ہیبت سے بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں اور فرماتے تھے کہ علم ایک نور ہے کہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے اور انصاف ان کا مسائل میں ایسا تھا کہ امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ میں امام مالکؒ کے پاس حاضر تھا کہ کسی نے اٹھائیس مسئلے پوچھے بیس مسئلوں میں فرمایا لاادری جس شخص کو للہیت نہیں ہوتی اسکا نفس کب قبول کرتا ہے جو اقرار کرے میں نہیں جانتا اس واسطے فرمایا امام شافعیؒ نے کہ جسوقت ذکر کیا جائے علما کا پس امام مالکؒ نجم ہیں اور نہیں ہے کسی کا احسان مجھ پر زیادہ امام مالکؒ سے اور زہد انکا اس درجے پر تھا کہ امیر المومنینؓ مہدی نے ان سے پوچھا کہ تمہارا گھر ہے فرمایا کہ نہیں لیکن میں نے ربیع بن عبد الرحمٰن سے سنا ہے کہ فرماتے تھے نسبت آدمی کے گھر اسکا ہے ہارون رشید نے پوچھا کہ تمہارا گھر اپنا ہے فرمایا نہیں پس تین ہزار دینار دیئے اور فرمایا کہ اُن سے گھر خریدو امام مالکؒ نے وہ دینار خرچ نہ کئے ویسے ہی رکھ لئے جب ہارون رشیدؒ نے ارادہ مدینے سے چلنے کا کیا تب امام مالکؒ سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو میں لوگوں کو تمہاری موطا پر عمل کراؤں گا جیسے حضرت عثمانؓ نے اپنے صحیح کیے قرآن پر لوگوں کو عمل کروایا اور دوسرے موقوف کیے کہا کہ موطا پر عمل

کروانے کی تو کوئی سبیل نہیں ہے اس واسطے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملکوں میں متفرق ہوئے ہیں اور حدیثیں پہونچائی ہیں اور اہل شہر کے پاس علم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ بہتر ہے واسطے لوگوں کے اگر جانیں اور مدینہ آدمی کی خبث کو ایسا نکالتا ہے جیسے بھٹی میں لوہے کا میل اترتا ہے اور وہ جو آپ کے دینار ہیں سو حاضر ہیں اگر مزاج چاہے تو لیجاؤ یا چھوڑ جاؤ یعنی تو مدینے کی مفارقت کی تکلیف دیتا ہے بسبب اس مال کے اور میں مدینۃ الرسولؐ کو کسی چیز پر اختیار نہ کروں گا روایت ہے کہ جب انکا علم دنیا میں منتشر ہوا تو ہر طرف سے مال کثیر لوگ بھیجتے تھے اور امام مالکؒ سب چیز کو وجوہ خیر میں تصرف کرتے تھے اور امام مالکؒ فرماتے تھے کہ نہونا مال کا زہد نہیں ہے زہد فارغ کرنا قلب کا ہے محبت مال سے اس واسطے کہ حضرت سلیمان باوجود اس سلطنت ہفت اقلیم کے زاہد تھے امام شافعیؒ سے نقل ہے کہ میں نے دروازے پر امام مالکؒ کے خراساں کے بچھڑے اور مصر کے خچر دیکھے کہ ان سے بہتر کہیں نہ دیکھے تھے میں نے امام مالکؒ سے کہا کہ کیا خوب ہیں یہ امام مالکؒ نے کہا کہ یہ سب میری طرف سے تجھ کو ہدیہ ہے میں نے کہا کہ اپنی سواری کے واسطے ایک رکھ لو فرمایا کہ میں شرماتا ہوں خدا سے کہ پامال کروں میں دابہ سے اس خاک کو کہ قدم مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر پڑا نقل ہے کہ ایک روز ہارون رشید نے کہا کہ تم ہمارے یہاں آیا کرو جو ہمارے لڑکے تم سے مُوطا پڑھیں امام مالکؒ نے فرمایا کہ اعزاللہ الامیر یہ علم تمہارے گھر سے نکلا ہے پس اگر تم عزت دوگے تو عزیز ہوگا اور اگر تم ذلت دوگے تو ذلیل ہوگا اور علم آپ کسی کے پاس نہیں جاتا علم کے پاس سب آتے ہیں ہارون رشیدؒ نے کہا سچ کہتے ہو اور بیٹوں سے کہا کہ تم بھی مسجد میں لوگوں کیساتھ جا کر سنا کرو۔

## ذکر حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت کا

تذکرۃ الاولیا میں مذکور ہے کہ بشر حافی کہتے ہیں کہ احمد حنبلؒ میں ایسی خصلت ہے کہ مجھ میں نہیں کہ وجہ الحلال آپ کھاتا ہے اور عیال کو بھی کھلاتا ہے سری سقطیؒ سے مروی ہے کہ معتزلہ نے حاکم کوفہ کو ورغلا کر امام احمد حنبلؒ کو پکڑوا منگایا تا ان سے قرآن کو مخلوق کہلاویں امام موصوف کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہزار تازیانے مارے تا قرآن شریف کو مخلوق کہیں فرمایا قرآن مخلوق نہیں ہے میں کیسے مخلوق کہوں اس حالت میں ازار بند آپ کا کھل گیا ہاتھ بندھے تھے مگر غیب سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اور ازار بند باندھ دیا جب یہ حال کرامت مآل دیکھا آپ کو چھوڑ دیا کہتے ہیں کہ اسی صدمے سے وفات پائی نقل ہے کہ حضرت امام احمد حنبلؒ کسی نہر میں وضو کرتے تھے دوسرا شخص اس سے اوپر وضو کرتا تھا اس شخص نے جی میں کہا شاید امام احمد حنبلؒ کو یہاں میرے وضو کرنے سے کراہت آوے اسلئے اُٹھ کر امام احمد حنبلؒ کے زیر دست بیٹھ کر وضو کیا جب وہ مر گیا کسی نے خواب میں اسے دیکھکر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیسا سلوک کیا اس نے کہا اے یار کوئی سبب میری نجات کا نہ تھا مگر یہی کہ ایک روز احمد حنبلؒ کی حرمت و دفع کراہت کے باعث زیر دست بیٹھ کر وضو کیا تھا وہی سبب رستگاری کا ہوا کہتے ہیں کہ آپ بغداد میں رہتے تھے مگر روٹی بغداد کی کبھی نہ کھائی اسواسطے کہ بغداد کو امیر المومنین عمرؓ

نے غازیوں کے واسطے وقف کیا تھا موصل سے روٹی منگوا کر کھاتے بیٹا انکا صالح نام ایک سال اصفہان میں قاضی تھا بزہد وصلاح آراستہ وبتقویٰ وفلاح پیراستہ صائم الدہر قائم اللیل تھا ایک دن اپنے سامنے روٹی رکھی ہوئی دیکھ کر امام احمد حنبل نے فرمایا کہ آج کی روٹی روز کی ایسی نہیں کیا سبب ہے کہ اسکی وضع بدلی ہے خادم نے کہا کہ آج کا خمیر آپکے فرزند صالح کے گھر سے لائے تھے فرمایا وہ قاضی تھا اسکے یہاں کا خمیر میں نہ کھاؤں گا اس روٹی کو دروازے پر رکھو سائل جو آوے اس سے کہدو کہ آٹا احمد کے گھر کا اور خمیر صالح کے گھر کا ہے اگر چاہو تو لو کہتے ہیں کہ چالیس دن تک وہ روٹی دھری رہی کسی محتاج نے نہ لی آخر الامر وہ روٹی دریا میں ڈالدی امام احمد حنبل نے جب سے مچھلی اس دریا کی نہ کھائی منقول ہے کہ آپ سے جو کوئی مسئلہ معاملات کا پوچھتا تھا جواب دیتے تھے اور اگر مسئلہ حقائق کا پوچھتا بشر حافی ؒ کو حوالہ دیتے کسی نے پوچھا کہ رضا کے کیا معنے جواب دیا کہ اپنے سب کام خدا کو سونپنا پھر پوچھا محبت کے کیا معنے فرمایا کہ بشر حافی سے پوچھ پھر پوچھا کہ زہد کسے کہتے ہیں فرمایا زہد کی تین قسمیں ہیں ایک تو حرام کا ترک کرنا اور یہ زہد عوام ہے دوسرا زیادتی حلال کی ترک کرنا اور یہ زہد خاص ہے تیسرا اس چیز کا ترک کرنا جو خدا کو بھلا دیوے اور یہ زہد عارفان ہے جب امام احمد حنبل ؒ قریب وفات کے پہونچے اسی زخم سے کہ ذکر ہوا تب کچھ ہاتھ سے اشارے کر کے فرماتے تھے ابھی نہیں آپ کے فرزند نے پوچھا کہ اسوقت آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہا کہ میرے سامنے اس وقت شیطان کھڑا ہے اور ہاتھ مل مل کے افسوس کناں کہتا ہے کہ اے احمد تو اپنا ایمان میرے ہاتھ سے لے گیا تو میں اسے جواب دیتا ہوں کہ ابھی نہیں ابھی تو چند انفاس باقی ہیں اے فرزند ابھی فریب شیطان اور سلب ایمان سے بہت نڈر نہیں ہوں کہتے ہیں کہ جب آپ نے انتقال فرمایا آپ کے جنازے پر ہزارہا پرندے آکر گرنے لگے اور بیتابیاں دکھانے لگے یہ حالت دیکھ کر چالیس ہزار گبر و ترسا و یہود مسلمان ہوئے اور زناریں توڑ ڈالیں اور پکار پکار کر بولے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ محمد بن خزیمہ ؒ نے امام احمد حنبل کو بعد وفات کے خواب میں دیکھا پوچھا یا امام اللہ تعالیٰ سے تمہارا معاملہ کیسا بنا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے افضال عمیم والطاف قدیم سے مجھے بخشدیا اور تاج کرامت کا میرے سر پر رکھا اور فرمایا کہ یہ اسی کا بدلہ ہے کہ جو تو نے میرے کلام کو مخلوق نہ کہا امام احمد حنبل ؒ کے مذہب کے لوگ کم تھے لیکن ان کے ورع اور زہد کے احوال مشہور ہیں اور کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم ان کی خوبی اور کمال سے بھری ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان لوگوں کی پیروی کی توفیق دیوے آمین۔

# ختم شد

کتبہ تہذیب الحسن امروہوی

شریعت اسلامیہ کے مسائل پر ایک محققانہ تاریخی تصنیف جو کافی عرصہ سے برصغیر میں نایاب تھی۔ اپنی تمامتر جلوہ آرائیوں کے ساتھ منظر عام پر آگئی ہے

# بہارِ شریعت مکمل

مصنفہ صدر الشریعۃ حضرت الحاج علامہ امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب علوم شریعت کا ایک ایسا عظیم سمندر ہے جس سے عوام و خواص سب ہی سیراب ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء کرام اور مشائخ عظام نے اس سے استدلال فرمایا ہے برصغیر میں ایک عرصہ تک نایاب رہنے کے بعد اب ایک بار پھر منظر عام پر آچکی ہے۔ اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے اور بہار شریعت اس نظام کی ترجمان ہے۔ اس میں پیدائش سے لے کر وفات تک روز مرہ کی زندگی میں پیش آنے والے تمام ہی مسائل نہایت آسان زبان میں پیش کیے گئے ہیں اسلامی دنیا میں آج تک ایسی مفید، کارآمد اور نصیحت آموز کتاب شائع نہیں ہوئی۔ علماء کرام کا خیال ہے کہ اس کتاب کا ہر مسلمان کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ ہزاروں روپے کے خرچ اور سالہاسال کی تحقیق و جستجو، محنت اور کوشش کے بعد پوری کتاب بذریعہ فوٹو آفسیٹ طبع کرا کے شائع کی گئی ہے۔ شاندار و دیدہ زیب کتابت بہترین و عمدہ طباعت سفید قیمتی گلیزڈ کاغذ اور ۱۷ حصوں پر مشتمل سہ رنگے خوشنما ٹائیٹل سے مرصع۔ مکمل مجلد دو جلدوں میں ہدیہ صرف -/۶۶، الگ الگ حصہ جات بھی مل سکتے ہیں۔

| حصہ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ | ۹ | ۱۰ | ۱۱ | ۱۲ | ۱۳ | ۱۴ | ۱۵ | ۱۶ | ۱۷ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱/۸۰ | ۲/۸۰ | ۳/۲۰ | ۲/- | ۲/۸۰ | ۲/۱۰ | ۲/- | ۳/۵۰ | ۲/۰ | ۲/۵۰ | ۵/۰ | ۲/۵۰ | ۲/۰ | ۵/۰ | ۲/۰ | ۵/۲۰ | ۲/۰ |

کتب خانہ اشاعت الاسلام (رجسٹرڈ) چوڑیوالان دھلی

برادران اسلام کی دیرینہ خواہش کے مطابق

مترجم قرآن مجید المعروف

# قرآن عظیم

مترجم کلاں عکسی

تین رنگ میں ——— حوالہ نمبر ۱۲۲۲

طبع ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔ اس قرآن عظیم کا ترجمہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا تحریر کردہ نہایت سلیس و بامحاورہ عام فہم ہے۔ اور تفسیر مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی کی مرتب کردہ ہے۔ جو کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے عین مطابق ہے۔

کاغذ نہایت بیش قیمت اور گلیزڈ کتابت شاندار، حروف الگ الگ اور روشن۔ طباعت بہترین بذریعہ فوٹو آفسیٹ، سائز بڑا یعنی ۱۴×۹، ضخامت ۳۲ / صفحات، ہر صفحہ میں ۱۲ سطور، عربی متن کی اور ۱۲ سطور اردو ترجمہ کی ہیں اور حاشیہ پر تفسیر درج ہے ان تمام خوبیوں کے ساتھ ہدیہ جات صرف

حوالہ نمبر ۱۲۲۲ سبز خانہ مجلد -/۲۸ حوالہ ۱۲۲۱ زرد خانہ مجلد -/۲۸

۱۲۲۳ بغیر خانہ (سادہ)، مجلد -/۲۶

کتب خانہ اشاعت الاسلام رجسٹرڈ چوڑیوالان دھلی

چھ ماہ میں شرطیہ میٹرک پاس

# سمارٹ انگلش اردو ٹیچر

## مع گرامر و لیٹر رائٹر

اس لاجواب میں کتاب میں گرامر ٹرانسلیشن، لیٹر رائٹر اور گرامر وغیرہ شامل ہیں۔ لفظوں کے معنی اردو میں ہونے کے علاوہ ہر ایک بات ایسے آسان طریقے سے لکھی ہے کہ جن کے سمجھنے میں ذرا بھی دقت نہیں ہوتی۔ یہ کتاب خصوصاً ان طالب علموں کے لئے بنائی گئی ہے۔ جو انگریزی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں جانتے اس کے پڑھنے سے معمولی لکھا پڑھا آدمی تھوڑے عرصہ میں انگریزی بول چال اور لکھنا پڑھنا سیکھ لیتا ہے۔ سب سے بڑھ کر اس کی خوبی یہ ہے کہ انگریزی لفظ کا ترجمہ اردو تلفظ میں عام فہم طریقہ سے لکھا ہے۔ انگریزی بول چال کے طریقے اور فقرے جو روزمرہ ہر قسم کے کاروباری خانگی تجارتی اور عدالتی غرضیکہ ہر موقع کے متعلق بول چال کے فقرے اور روزمرہ کے محاورے الفاظ مع اردو ترجمہ جو آپ کو کسی اور کتاب میں نہیں ملے گی وہ آپ اس میں پائیں گے اسکے پڑھنے سے اردو پڑھا لکھا آدمی چھ ماہ میں شرطیہ میٹرک پاس کر سکتا ہے

قیمت صرف -/10 جلد عمدہ دیختہ

**میسرز جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب**

2755 چوڑی والان دہلی 6

# اپنی قسمت کا حال اپنے ہاتھ کی ریکھاؤں سے دیکھئے

یہ امر یقین شاستہ وال کی آگیا بھی ہے کہ انسان کے اچھے برے حال ہاتھ کی ریکھا کے آدھین ہیں۔ لہٰذا اپنی قسمت کے حالات اپنے گزشتہ، موجودہ اور مستقبل کے متعلق ہونے والے باتیں پیش آنے والے واقعات جاننے کے لئے ہمارے ہاں سے کتاب میری بھاگیہ کی ریکھائیں یا علم قیافہ منگوا کر پڑھیں۔ جسمیں ہاتھ کی بناوٹ انگوٹھے، انگلیوں اور ان کے جوڑوں، ہاتھ کی سات اقسام کی بناوٹ کا مفصل حال، تصویروں اور نقشوں کے ذریعہ ان کے ناموں کے ساتھ مکمل اور مفصل طور پر درج ہے۔ علم جوتش کے متعلق اس سے بہتر کتاب آج تک تیار نہیں ہوئی۔ اس کتاب کے مصنف راج جوتشی مہاراج نے عمر، دماغ، انتہ کرن، بھاگیہ، تندرستی، سفر، ماتا پتا، بیاہ، استری، بال بچوں، موت و بیماریوں کی ریکھاؤں وان کی نشانیوں، اچھے اور برے گرہوں کے پھل، اور ان کے اپاہ مع امثلہ کے دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے بغور مطالعہ سے آپ اپنی قسمت پلٹ سکتے ہیں مالا مال ہو سکتے ہیں قیمت 2/50 (اردو)، ہندی بھاشا 2/- محصولڈاک بذمہ خریدار

# سلائی سکھنا

یعنی

اردو ہندی بھاشا گورمکھی پنجابی — **وگیان** — اُستاد دہ زبان

جسکو ایک ٹیلرنگ کالج کے ماہرین فن پرنسپل نے آسان و عام فہم عبارت میں تیار کر کے ملک کی بہت بڑی ضرورت کو پورا کر دیا ہے کتاب ہذا میں کوٹ، پتلون، قمیض واسکٹ شیروانی پاجامہ جمپر شلوار فراک بش شرٹ وغیرہ پارچہ جات کی کڑھائی و سلائی کا کام آسان اور عام فہم طریقے سے سمجھایا گیا ہے ایک معمولی پڑھا لکھا شخص صرف چند یوم کے مطالعہ سے ایک ماہر فن ٹیلر بن کر ہزاروں روپیہ پیدا کر سکتا ہے۔ اب برسوں استادوں کے ہاں لوہا کون گرم کرے۔ اس کتاب کے ذریعہ لوگوں نے ٹیلرنگ ہاؤس کھول لئے ہیں۔ قیمت -/4

**جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب 2755 چوڑی والان دہلی**

قرآن پاک کی تلاوت سعادتوں و برکتوں کا دروازہ کھولتی ہے

# حمائل شریف

معرّٰی عکسی بلا ترجمہ حوالہ 13

جہاں چاہیں تلاوت کریں ریل میں ہوں یا بس میں، بیل گاڑی میں ہوں یا ہوائی جہاز پہ۔ ہر جگہ اور ہر وقت بغیر کسی تکلیف کے اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں ضخامت ۴۸۸ صفحات سائز ۵×۷ ہر صفحہ میں ۱۵ اسطر اور ہر سطر کے درمیان ایک باریک لکیر، کتابت بہت عمدہ روشن تاکہ ہر عمر کے قارئین تلاوت کرسکیں۔ طباعت بہترین بذریعہ فوٹو آفسیٹ کاغذ دبیز سفید آفسیٹ پیپر، مجلد خوبصورت سکرین پرنٹنگ سے مزین ——— ہدیہ صرف ۱۰/-

باسانی جیب میں آجانے والا نیا تحفہ

# حمائل شریف

معرّٰی عکسی پاکٹ بلا ترجمہ حوالہ ۱۹

اس حمائل شریف کا سائز "۵ x "۳½ ہے لیکن اس کے باوجود قلم اتنا جلی ہے کہ کسی اور اتنی چھوٹی حمائل شریف میں آپ کو نہیں ملے گا۔ ہر صفحہ میں ۱۳ اسطریں اور ہر سطر کے دوران ایک باریک لکیر۔ تحریر شگفتہ۔

حوالہ نمبر 19 مجلد ریگزین، پھولدار اسکرین پرنٹنگ سے آراستہ 7/50

حوالہ نمبر 19P قابل تعریف اور خوبصورت پلاسٹک کور میں 8/-

طویل انتظار کے بعد برادران اسلام کی خدمت میں ایک شاندار پیش کش

حوالہ نمبر 22

# رفیع الشان قرآن عظیم

مترجم عکسی ڈو رنگ میں یعنی

## کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن

ترجمہ۔ امام اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز

تفسیر۔ حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا سید شاہ محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ

یوں تو کلام پاک کے بہت سے اردو ترجمے اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ منظر عام پر آچکے ہیں، پھر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کا شدید اصرار تھا کہ برصغیر کے زبردست عالم اور اہلسنت والجماعت کے معزز پیشوا حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا ترجمہ والا قرآن مجید مارکیٹ میں لایا جائے۔

چنانچہ برسوں کی محنت اور عرق ریزی کے بعد اب ہم آپ کی خدمت میں حضرت موصوف کے ترجمہ اور مولانا سید محمد نعیم صاحب کی تفسیر والا یہ قرآن شریف پیش کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ ۸۸۸ صفحات پر مشتمل اس قرآن پاک کی کتابت نہایت شاندار اور طباعت بہترین گلیزڈ کاغذ پر بذریعہ فوٹو آفسیٹ کی گئی ہے۔ مجلد عمدہ ہدیہ صرف ۳۲/-

ASL-201 Mohi Sons [illegible] [illegible]

ASL-198 Rauzatul – Asfiya [illegible] [illegible] [illegible]

-199 [illegible] [illegible] [illegible] 80 Pages

ASL-200 188 Pages Offset Press – Delhi [illegible] [illegible] (56 Pages)

ASL-201 Mohi Sons [illegible] [illegible]

ASL-198 Rauzatul – Asfiya [illegible] [illegible] [illegible]

-199 [illegible] [illegible] [illegible] 80 Pages

ASL-200 188 Pages Offset Press – Delhi [illegible] [illegible] (56 Pages)

ASL-201 Mohi Sons [illegible] [illegible]

ASL-198 Rauzatul – Asfiya

## رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

یہ عنوان ہے اُس معرکۃ الآرا مقدس کتاب کا جو عالمِ اسلام میں پیامبرؐ کے نام سے بڑی مشہور ہے۔ ایران کے نامور دانشمند زین العابدین راہنما کی فارسی زبان میں لکھی ہوئی یہ کتاب عربی، فرانسیسی، انگریزی اور کشمیری میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ حیات النبیؐ کے نام سے کشمیر کلچرل اکاڈمی نے اس کا کشمیری ترجمہ چھاپ دیا۔ یہ ترجمہ بہت مقبول ہوا۔ ترجمہ کار تھے ڈاکٹر شمس الدین احمد جو کشمیر یونیورسٹی میں فارسی زبان و ادب کے نامور اور غیر ملکی دانشوروں میں بھی بہت معروف ہیں۔ اب ڈاکٹر شمس الدین احمد صاحب نے پیامبر کتاب کا ترجمہ رسولِ خداؐ کے نام سے اردو میں کیا ہے تاکہ حضرت خاتم النبیین جناب رسولِ برحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ ہر گھر میں ہو۔ کتاب ۳ جلدوں میں ہے پہلی جلد چھپکر آ گئی ہے اور باقی دو جلدیں جلد ہی چھپکر آ رہی ہیں۔ یہ مقدس کتاب ایک نئے زاویے سے لکھی گئی ہے اور بڑی مقبول ہے۔ ایمان افروز ہونے کے علاوہ پوری ۳ جلدوں پر مشتمل یہ کتاب ہر شخص کے مطالعہ کے لئے سودمند ثابت ہوگی۔ ملنے کا پتہ: گلشن برادرس بک سیلرز و پبلشرز لال چوک سرینگر کشمیر